دیندار انجمن

آصف نگر حیدرآباد کے بانی ونام نہاد قبلۂ عالم جناب صدیق حسین

المعروف بہ صدیق دیندار الملقب بہ

سِری چن بسویشور

اپنی تحریرات ونظریات کے آئینہ میں

تالیف:

مولانا محمد عبدالقوی

(ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد ونائب ناظم مجلس علمیہ آندھراپردیش)

ناشر: مجلس علمیہ آندھراپردیش

اکبرباغ، ملک پیٹ، حیدرآباد۔(اے پی) 040-24540177

تفصیلاتِ طباعت

نام کتاب : سری چن بسویشور۔اپنی تحریرات ونظریات کے آئینہ میں

مؤلف : مولانا محمد عبدالقوی

صفحات : 304

قیمت : -/150روپئے

ناشر : مجلس علمیہ آندھراپردیش 040-24540177

نزد مسجدِ اکبری، اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدرآباد (اے پی)

ملنے کے پتے

- برکات بکڈپو، ادارہ اشرف العلوم خواجہ باغ سعید آباد حیدرآباد 9885200124
- مکتبہ فیض ابرار متصل مسجدِ اکبری اکبر باغ، حیدرآباد (اے پی) 040-65709414
- دکن ٹریڈرز، نزد مغل پورہ پانی کی ٹنکی، حیدرآباد (اے پی) 040-66710230
- ہندوستان پیپر ایمپوریم، نزد ہوٹل شہران، حیدرآباد (اے پی) 9246543507
- مکتبہ کلیمیہ یوسفین چوراستہ، نام پلی، حیدرآباد (اے پی) 9885655591
- محمود بکڈپو، ہنس روڈ، بنگلور۔۱ (کرناٹک) 9845176837
- اسلامک ویژن آفس ۔۸۴ آرم اسٹرانگ روڈ بنگلور (کرناٹک) 080-25364530
- قاسمی کتب خانہ، صفا کامپلکس، سداشوانگر، ٹمکور (کرناٹک) 9886252547
- مدرسہ خیرالمدارس، چودھری نگر، لاتور (مہاراشٹرا) 9421956690

اجمالی خاکہ

اس کتاب میں درج ذیل مضامین شامل ہیں:

- سب سے پہلے! ص:۴
- وجہِ تالیف اور احوالِ واقعی! ص: ۵ تا ص: ۲۰
- شخصی ونظریاتی خدوخال ص: ۲۱ تا ص: ۳۲
- علماءِ کرام کے آراء وفتاویٰ ص: ۳۳ تا ص: ۶۴
- فہرست اقتباسات باعتبارِ عنوانات ص: ۶۵ تا ص: ۸۲
- افکار ونظریات ص: ۸۳ تا ص: ۲۷۸
- تخیلات وتوہمات کی تصویری جھلکیاں ص: ۲۷۹ تا ص: ۲۹۴
- دعوتِ رجوع وتوبہ ص: ۲۹۵ تا ص: ۲۹۹
- معتبر ومستند عقائدِ اسلام ص: ۳۰۰ تا ص: ۳۰۴

سب سے پہلے!

قارئینِ کرام! — بالخصوص دیندار انجمن سے وابستہ قارئین — سے دردمندانہ گذارش کی جاتی ہے کہ دورانِ مطالعہ درج ذیل امور کا خیال رکھیں تو بہتر ہے:

❖ ہم نے اس کتاب کی ضرورت اس جماعت سے متأثر بھائیوں کی صحیح راہنمائی اور غلط فہمی کے ازالہ کے لیے محسوس کی۔ واللہ! کوئی دوسری غرض نہیں ہے۔

❖ انجمن کے لٹریچر سے جو کچھ اقتباسات نقل کئے ہیں اُن میں دیانتِ عمل اور صحتِ نقل کا پورا اہتمام کیا ہے، پھر بھی کوئی سہو یا کوتاہی ہوئی ہے تو سامنے آنے پر ہم تحقیق کے بعد اعتراف ورجوع کے لیے تیار ہیں۔

❖ خالی الذہن ہوکر تلاشِ حق کے جذبہ کے ساتھ مطالعہ فرمائیں تو اکثر باتیں بادیٔ النظر ہی میں اسلام کے بنیادی عقائد سے متصادم نظر آئینگی، اور رجوع الی الحق کی توفیق ہوگی، محض غلطیوں کی گرفت اور تحفظِ مذہب کے نظریئے سے دیکھیں گے تو تضییعِ اوقات کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔

❖ بہت سے معتبر علماءِ کرام اور مؤقر مراکزِ افتاء سے رجوع کیا گیا تھا، وقت کی تنگی کی بناء سب کے جواب کا انتظار کئے بغیر اب تک موصولہ آراء وفتاویٰ ہی شامل کئے جاسکے ہیں۔ بعد میں وصول ہونے والے فتاویٰ انشاءاللہ اگلی اشاعت میں شامل کئے جائینگے۔

❖ چن بسویشور کی تحریرات میں زبان وبیان کا کوئی معیار نہیں ہے، عبارات بے ربط اور الفاظ بے جوڑ ہوتے ہیں، لیکن چونکہ اس میں ہم کوئی تصرف نہیں کرسکتے تھے اس لیے بعینہٖ نقل کردئے گئے ہیں۔

❖ جن کتابوں کے اقتباسات اس کتاب میں شامل ہیں ان میں سے صرف دو کتابیں (۱) خادم خاتم النبیین (۲) دعوت الی اللہ ہمیں مل نہیں سکیں، اس لیے ان کی عبارات "قادیانی مذہب" اور "احسن الفتاویٰ" کے حوالہ سے نقل کی گئی ہیں، جس کی برمحل وضاحت بھی کردی گئی ہے۔

(م ع ق)

باب اوّل

وجہِ تالیف اور احوالِ واقعی!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہِ تالیف اور احوالِ واقعی!

کوئی بائیس سال پہلے کی بات ہے کہ ہمارے ایک معمر دوست کی لڑکی کا نکاح مجھے پڑھانا تھا، محفلِ عقد میں مخصوص وضع قطع اور ظاہراً مسنون ہیئت میں کئی بزرگ لوگ نظر آئے۔ باوجود ظاہری وجاہت کے بھی انہیں دیکھ کر طبیعت میں ایک قسم کی وحشت اور قلب ودماغ میں ظلمت سی محسوس ہونے لگی، اُدھر وہ لوگ بھی ہمارے ماحول سے بُعد واجنبیت محسوس کررہے تھے، نوشہ اور اس کے دوست تہذیبِ جدید کے دلدادہ اور مغربی لباس میں ملبوس تھے، رشتہ چونکہ طئے تھا اس لیے کسی تشویش میں پڑے بغیر میں نے مختصر سا بیان کرکے نکاح پڑھادیا۔ اگلے دن ولیمہ سے پہلے واپس ہوکر لڑکی والوں نے مجھ سے ملاقات کی تو بہت تشویش اور ذہنی الجھن کا اظہار کرتے ہوئے ملے اور یہ بتلایا کہ یہ خاندان تو آصف نگر کی خانقاہ والوں کا نکلا۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ آیا یہ نکاح صحیح بھی ہوا یا نہیں؟ تحقیق کے بعد اس کا تو اطمینان ہوگیا کہ لڑکا عرب ملک میں ملازمت کے دوران اس عقیدہ سے تائب ہوکر اہلِ اسلام میں شامل ہوگیا ہے۔ اگرچیکہ اس کا خاندان اب بھی اسی عقیدہ ومذہب سے وابستہ ہے۔ اس تحقیق کے بعد صحتِ نکاح کا مسئلہ تو حل ہوگیا، لیکن ذہن میں یہ جستجو ضرور رہی کہ اس مذہب کی تحقیق کرکے اس کی اصلیت تک پہونچنا چاہئے تاکہ معلوم ہوسکے کہ آیا یہ گروہ اہلِ اسلام ہی کا کوئی مکتبِ فکر ہے یا دینِ

اسلام سے خارج کوئی نیا دین؟

یہ عجیب بات ہے کہ تمام ادیانِ باطلہ تقیہ وکتمان کے شکار ہیں، اپنے اصل خیالات جو عقیدۃً مابہ الامتیاز ہوتے ہیں انہیں یا تو سینہ بہ سینہ منتقل کرتے ہیں یا اگر قیدِ تحریر میں لاتے بھی ہیں تو ان کتابوں کو عام نہیں ہونے دیتے، علی العموم جزوی وفروعی مسائل سے بحث کرتے ہیں تاکہ اہلِ علم اور باخبر عوام پر ان کے دجل وتلبیس کا راز فاش نہ ہوسکے۔ بعینہٖ یہی حال "دیندار انجمن" والوں کا بھی ہے، ان کا لٹریچر مارکیٹ میں موجود نہیں ہے، اس لیے مجھے براہِ راست معلومات حاصل کرنا اور کسی نتیجہ پر پہونچنا مشکل ہوگیا۔ جو چھوٹا موٹا لٹریچر مل سکا اس میں کوئی خاص بات تحریک کے اغراض ومقاصد اور قیامِ انجمن کے پیچھے کارفرما محرکات سے متعلق دستیاب نہ ہوسکی۔ اہلِ علم سے دریافت کرنے پر بھی یا تو بے خبری وناواقفیت کا جواب ملتا یا پھر اجمالی جواب کہ وہ ایک مستقل فرقہ ہے، اہلِ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ادھر جو رسائل یا پمفلٹ مل سکے تھے اس میں نماز سے متعلق ان لوگوں کا حیرت انگیز فلسفہ اور تصاویر دیکھ کر اسی کی تائید ہوتی رہی کہ یہ فرقہ عامۂ مسلمین اور ان کے مکاتبِ فکر سے ہٹ کر کوئی مستقل دین وعقیدہ رکھتا ہے۔ خیر! چونکہ ان کے بارے میں یہ تجسس ایک وقتی مسئلہ اور شخصی واقعہ کی وجہ سے پیدا ہوا تھا اس لیے وقت کے گذرتے گذرتے ماند بھی پڑ گیا۔ وقتاً فوقتاً ان لوگوں کی تبلیغی سرگرمیوں بالخصوص غیر مسلمین کے تہواروں میں شرکت کرکے دعوتِ اسلام کی کوششوں کی خبریں اخبارات میں نظر آتی رہتی تھیں، بالخصوص بانیِ تحریک کے عرس کے دن "بین مذہبی کانفرنس" کے اشتہارات واعلانات بھی دیکھنے میں آتے رہتے مگر کچھ زیادہ توجہ اس طرف نہیں ہوتی تھی اور یہی خیال ہوتا کہ ناقابلِ التفات طبقہ ہے، جب کہ دوسرے اہم مسائل اس سے زیادہ التفات کے محتاج ہمارے سامنے موجود تھے۔

اس اثناء میں کشمیر سے نکلنے والے دینی ماہنامہ "النور" میں مولانا رحمت اللہ کشمیری کا اداریہ نظر نواز ہوا، جس میں انہوں نے اس طبقے کے مبلغین کی جانب سے کشمیری مسلمانوں میں تبلیغِ اسلام کے نام سے تخریبی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی بدعقیدگیوں پر مختصر روشنی ڈالی تھی، نیز ملک کے تئیں ان کے خطرناک عزائم کا بھی اشارہ دیا تھا، اس اداریئے کو پڑھنے کے بعد اس گروہ کے بارے میں تحقیق کرنے اور تفصیل جاننے کا داعیہ پھر تازہ ہوا۔ مگر سوال اب بھی یہی تھا کہ ان کے اصل لٹریچر کو کیسے حاصل کیا جائے؟ کیونکہ براہِ راست دیکھے بغیر کسی کے بارے میں حتمی رائے قائم کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ البتہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ کی کتاب "احسن الفتاویٰ" میں ایک طویل مضمون بہ عنوان "بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا" "دیندار انجمن" والوں کے عقیدہ و مذہب کے سلسلہ میں ملا، یہ ایک مستقل رسالہ ہے جو مفتی صاحب کی ہدایت پر حیدرآباد ہی کے ایک صاحب[1] نے مرتب کیا ہے، اس رسالہ میں بانی دیندار انجمن "صدیق حسین المعروف بہ چن بسویشور" کے رسائل سے چند اقتباسات طویل تبصروں کے ساتھ

(۱) یہ صاحب جناب مولانا جہانگیر صاحب ہیں جو اصلاً حیدرآبادی اور عثمانیہ یونیورسٹی کے فارغ ہیں، تقسیم کے وقت پاکستان چلے گئے تھے، کسی سرکاری محکمے میں غالباً سیول انجینئر کی حیثیت سے کام کرتے تھے، بڑھاپے میں حفظ کا شوق ہوا، ملازمت کے ساتھ کسی مدرسہ میں حفظ شروع کیا تو آسانی حافظِ قرآن ہوگئے، اس سے ہمت اور شوق میں اضافہ ہوا، ملازمت کو استعفیٰ دے کر باقاعدہ عالمیت کی تعلیم کا آغاز کیا، پورا درس نظامی مکمل کر کے عالم بنے پھر افتاء بھی کیا، حساب میں مہارت کی وجہ سے میراث کے احکام میں بہت کمال رکھتے تھے، اس فن میں ایک کتاب بھی لکھی ہے اور مدارس کی سالانہ تعطیلات میں طلبۂ افتاء کو اس کی مشق بھی کراتے تھے، حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی خدمت میں رہ کر دارالافتاء والارشاد کراچی کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے رہے، اپنے اعزہ سے ملنے حیدرآباد آئے تھے۔ راقم سے ملاقات میں خود ہی ذکر کیا کہ اس رسالہ کا مرتب میں ہی ہوں۔ حضرت نے نظر ثانی اور اصلاح کر کے جاری فرمایا تھا۔ (م ع ق)

جمع کئے گئے ہیں۔اس سے کچھ معلومات حاصل ہوئیں، اِدھر پروفیسر الیاس برنی صاحبؒ کی شہرۂ آفاق کتاب" قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" میں بھی ایک مضمون ملا جس میں انہوں نے قادیانیت کی ذیلی شاخوں کا تذکرہ کرتے ہوئے" گل تازہ شگفت" کے عنوان سے بانیِ دیندار انجمن کی ذہنی پراگندگی اور علمی بدحالی کی ایسی قلعی کھولی ہے کہ صاحبِ سمجھ کو اس سے زیادہ جاننے کی ضرورت بھی نہیں۔کمال یہ ہے کہ مصنف نے محض اقتباسات نقل کردئے ہیں کوئی تبصرہ کی ضرورت بھی نہ سمجھی۔کہیں کہیں "للمؤلف" کی صراحت سے دو ایک لفظ کا فقرہ بڑھادیا ہے۔یہ دو مضامین پڑھنے کے بعد" دیندار انجمن" اور اس کے نام نہاد" قبلۂ عالم" کی حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی، اور سمجھ میں آ گیا کہ یہ قادیانیت ہی کا ایک چربہ ہے اور جہاں تک قادیانیت سے ان کی خفگی وناراضگی کا تعلق ہے تو وہ محض شخصی مفادات اور وقتی تضادات کا نتیجہ ہے۔جس کا ثبوت ہم نے اس مفصل کتاب میں ان لوگوں کی اکیس کتابوں سے جمع کردیا ہے۔

جنوری ۲۰۰۸ء کی بات ہے جب کہ بنگلور کے مفتی شمس الدین صاحب نے مجھے اطلاع دی کہ" چن بسویشوری فتنہ" کے سلسلہ میں یہاں مدرسہ شاہ ولی اللہ میں علماءِ کرام کی ایک اہم میٹنگ رکھی گئی ہے، چونکہ اس فتنہ کا تعلق آپ کے حیدرآباد سے بھی ہے، نیز آپ مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے ذمہ داروں میں سے ہیں اس لیے ہم لوگوں نے اس موقعہ پر آپ کو بھی مدعو کرنا طئے کیا ہے، اس میٹنگ میں بہرصورت آپ کو پہونچنا ہے، مجھے چونکہ اس موضوع پر تفصیلی علم اور تحقیقی مواد کی جستجو ایک عرصہ سے تھی اس لیے اپنے نظام کو آگے پیچھے کرکے ان پروگراموں میں شرکت کا ارادہ کرلیا اور ۱۵؍جنوری کی صبح مدرسہ شاہ ولی اللہ پہونچ گیا۔ یہاں پہونچ کر معلوم ہوا کہ اس پروگرام کے اصل محرک اور سرگرم داعی مولانا خالد بیگ ندوی ہیں جو اس شہر ٹمکور سے تعلق رکھتے ہیں جو چن بسویشور کا سسرال اور

ان کے چند ہم قدم اور ہم نفس رفقاء کا وطن ہے[1]!

ان کے پہونچنے کے بعد وہی اس پروگرام کے پس منظر کو واضح کرینگے۔ علماءِ کرام کی یہ مشاورتی نشست ۱۵؍جنوری کی صبح مدرسہ شاہ ولی اللہ میں منعقد ہوئی اور باتفاق طئے پایا کہ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ چونکہ شہر بنگلور میں بھی پائے جاتے ہیں، عام مسلمان نہ ان کے عقائد سے واقف ہیں اور نہ عزائم سے، اس لیے نیلسندرا عیدگاہ گراؤنڈ شہر بنگلور پر ایک عظیم الشان عوامی جلسہ رکھا جائے اور سب علماء مل کر اسے بامقصد و کامیاب بنانے کی سعی کریں۔ چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ یہ جلسہ ۹؍فروری کو بعد نمازِ عشاء منعقد ہوا، یہ عاجز بھی اس میں شریک تھا، ماشاءاللہ بیداریٔ شعور کے اعتبار سے بہت کامیاب رہا۔

مولانا خالد صاحب ٹمکور کی ایک معزز و معتبر علمی شخصیت ہیں، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہیں، مولانا علی میاں رحمہ اللہ سے روحانی تعلق ہے، عصری و دینی دونوں تعلیم کے میدانوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں، دعوتی و اصلاحی جدوجہد میں سرگرم عمل ہیں، ان کو اچانک چن بسویشور اور اس کی دیندار انجمن سے دلچسپی کیسے ہوگئی؟ اس سوال کے جواب کے لیے ہم انہی کے بیان کردہ حقائق و وقائع مختصراً نقل کررہے ہیں۔ ان واقعات کا نقل کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ میں آپ کو اس تحریک کے سازشانہ ذہن اور باغیانہ کرتوتوں کا پتہ بھی چل جائے گا کہ "تبلیغِ اسلام" کے حسین پردہ کے پیچھے کیسے کیسے دنی مقاصد کارفرما ہیں۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں کی ان کے شر سے حفاظت فرمائے اور انہیں بھی اسلامِ حقیقی کی طرف لوٹ جانے کی توفیق دے، آمین۔

۱۹۹۷ء کی بات ہے کہ ٹمکور شہر میں مبلغینِ دیندار انجمن حیدرآباد نے شہر ٹمکور کے

[1] اس موقعہ پر میرے دل میں یہ بات آئی کہ موصوف چن بسویشور صاحب کی فتنہ سامانی اور خانہ بربادی کے خلاف احتجاج کے لیے سسرال اور میکہ والے دونوں متحد ہوگئے ہیں۔ اس اتحاد کی برکت سے داماد کے لائے ہوئے فتنے کو بہرحال یہاں سے تو رخصت ہونا ہی ہے، انشاءاللہ تعالیٰ۔ (م ع ق)

اپنے کارکنوں کے ساتھ مل کر اپنا لٹریچر تقسیم کیا۔جن کتابوں کو تقسیم کیا گیا تھا، ان میں سے چند کتابوں کے نام یہ تھے" رام کی نماز"، " جگت گرو"، "لنگایت" وغیرہ۔اس لٹریچر کو پڑھنے کے بعد مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوگیا، اور مولانا خالد بیگ ندوی صاحب کی قیادت میں ٹمکور کے مسلمانوں نے مبلغینِ دیندار انجمن کو شہر بدر کیا، اور دیندار انجمن کے تین مقامی افراد کا معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا، اس واقعہ کے بعد شہر ٹمکور کے مسلمان اس فرقہ کے باطل عقائد سے اچھی طرح واقف ہوگئے تھے۔

۲/جولائی ۲۰۰۰ء کو شہرِ ٹمکور کے" ویراشیوا" شادی محل میں دیندار انجمن کی جانب سے " کل مذاہب امن کانفرنس" کے نام سے ایک جلسہ منعقد ہوا اور خاص طور پر ہندوؤں اور عیسائیوں کو اس جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی، حیدرآباد سے آئے ہوئے مقررین نے جلسہ سے خطاب کیا، اپنی تقریر میں انہوں نے حضرت فاطمہ زہرہؓ کو" پاروتی دیوی" کا اوتار اور حضرت علیؓ کو" گنیش" کا اوتار قرار دیا، (نعوذ باللہ) شہرِ ٹمکور کے مسلمان الحمدللہ پہلے ہی سے اس فرقہ کی فتنہ سامانیوں سے واقف تھے۔لہٰذا ان کی ایمانی غیرت جوش میں آئی اور دوسرے ہی دن شہر کی جامع مسجد میں تقریباً ٹمکور کی اکثر مساجد کے ذمہ دار اور ایک ہزار کی تعداد میں نوجوان جمع ہوئے اور اس اجلاس کی اتفاقِ رائے سے اس انجمن سے تعلق رکھنے والے اور اس کی تبلیغ کرنے والے شہر کے پانچ افراد کے معاشرتی اور مذہبی بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا۔اور مولانا خالد بیگ صاحب ندوی کی سرپرستی میں اس غیر مسلم فرقہ کا مقابلہ کرنے کے لیے شہر کی ۴۲ مساجد کے متولّی حضرات اور علماءِ کرام پر مشتمل ایک کمیٹی" مرکزی مجلسِ مشاورت" کے نام سے تشکیل دی گئی، لہٰذا اس کمیٹی کی جانب سے پولیس اور ہوم منسٹر کو ایک عرضداشت پیش کی گئی، جس میں اس فرقہ کو اسلام دشمن اور ملک دشمن قرار دے کر اس کے خلاف کاروائی کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

شہرٹمکور کے مسلمان اپنے مسلکی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ومتفق ہوکر قادیانی اور دیندار انجمن کے فتنہ کی سرکوبی کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے یہ سازش رچی گئی کہ ایک صبح ٹمکور شہر میں لوگوں کے گھروں پر اچانک ایسے پمفلٹ دستیاب ہوئے جن میں دیوبندی علماء اور تبلیغی جماعت کے عقائد واعمال پر رکیک تبصرے کئے گئے تھے، اس حرکت سے اس طبقہ میں ناراضگی وخفگی کے علاوہ تشویش بھی پیدا ہونے لگی، یہ بات جب مقامی علماء کو معلوم ہوئی تو ان کو اس حرکت کے اچانک شروع ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی، پمفلٹ شائع کرنے والوں کا پتہ چلایا تو اس پر "رضا اکیڈیمی میسور" کا نام اور فون نمبر درج تھا، فون کرکے دریافت کرنے پر وہاں سے اطلاع ملی کہ یہ ان لوگوں کا کام نہیں ہے، مقامی بریلوی طبقہ کے بعض ذمہ داروں سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے بھی براءت ظاہر کردی کہ یہ پمفلٹ ہماری طرف سے نہیں بانٹے گئے ہیں، ابھی یہ تفتیش وتحقیق چل ہی رہی تھی کہ تبلیغی جماعت کی جانب سے ان کے جوابات اور بریلوی طبقہ پر ناروا الزامات کے پمفلٹ دستیاب ہوئے جو صبح سویرے گھروں کے صحن میں ڈالدئے گئے تھے، ان کے ذمہ داروں سے معلوم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے نہ کبھی ایسی باتوں کا جواب دیا ہے، نہ ہی وہ ان کا طریقۂ کار ہے۔ علماءِ شہر نے اس صورتحال سے اندازہ کرلیا کہ یہ کوئی باقاعدہ سازش معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ کچھ نوجوانوں کو اس سازش کی کھوج کے لیے تیار کیا، ان لوگوں نے مختلف طریقوں اور گوشوں سے جائزہ لینا شروع کیا، بالآخر ایک شخص کو یہ کام کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑلیا، جب اسے مسجد میں لایا گیا اور بھرے مجمع میں علماءِ کرام نے اس سے باز پرس کی تو اس نے اعتراف کیا کہ وہ "دیندار انجمن" سے تعلق رکھتا ہے اور یہ کام دونوں طبقوں میں اشتعال پیدا کرکے اپنا کوئی مقصد حاصل کرنے کے لیے اسی نے کیا ہے، ساتھ ہی اس نے اس مذہب سے توبہ کرلینے

اور آئندہ ایسے کام نہ کرنے کا عہد بھی کیا، تحریر لکھ کر دی، علماء نے اسے ممبر پر کھڑا کر کے مسلمانوں کے سامنے اس مذہب سے توبہ کرائی اور کلمہ پڑھوایا۔ اس کے باوجود اندیشہ رہا کہ کہیں یہ سب کچھ دفع الوقتی کے لیے تو نہیں کر رہا ہے؟ اس لیے طئے کیا گیا کہ اس کی نقل وحرکت پر خصوصی نظر رکھی جائے۔ بہر حال! یہ ایک خطرناک منصوبہ تھا جو مسلمانوں کے دو بڑے دھڑوں کو آپس میں بھڑا کر اور عوام اور انتظامیہ کی توجہ دوسری جانب بٹا کر پورا کیا جانے والا اور اس کے بھیانک نتائج کو مسلمانوں کے سر تھوپا جانے والا تھا، تاکہ یہ لوگ خود تو اپنے گرو کے حکم کے مطابق ہندو کُشی اور منادر شکنی کا شرف حاصل کریں اور ان کا خمیازہ مسلم نوجوان بھگتیں۔

اللہ کا کرنا یہ کہ اس واقعہ کے کچھ ہی دن بعد ٹمکور سے بنگلور جانے والی شاہ راہ پر ایک ماروتی کار کے اسپیڈ بریکر سے ٹکرا کر بے قابو ہو جانے کی وجہ سے اس میں رکھا بم بلاسٹ ہو گیا، جس سے اموات بھی ہوئیں، اس گاڑی میں سے قابل اعتراض مواد اور ملک دشمن تحریرات دستیاب ہوئیں، کار میں سوار لوگوں کا صورت شکل سے مسلمان ہونا بلکہ متشرع مسلمان ہونا واضح تھا، حکومت نے بھیجے گئے لیٹر پر اس وقت تو کوئی توجہ نہیں دی تھی مگر اس حادثہ کے بعد پولیس کو ہدایت جاری کی گئی کہ اس خط کے حوالہ سے بھی تفتیش کی جائے۔ چنانچہ مولانا خالد صاحب کو بھی پولیس نے برآمدہ لٹریچر اور ان لوگوں کی حقیقت جاننے کے لیے مدعو کیا، اللہ کا بڑا کرم مسلمانوں پر ہوا کہ تحقیق کے بعد یہ لوگ چن بسویشوری ہی نکلے، نیز پتہ چلا کہ اس سے قبل مندروں اور چرچوں پر کئے گئے حملوں میں بھی انہی فسادیوں کا ہاتھ تھا۔ جو لٹریچر ان کی کار سے دستیاب ہوا وہ ان کے باطل مذہب اور فاسد منصوبوں کا اس قدر واضح ثبوت تھا کہ انتظامیہ اسے دیکھنے کے بعد ماننے پر مجبور ہوئی کہ یہ انہی کے کارنامے ہیں، اس میں مسلمانوں کی کسی جماعت کا دخل نہیں ہے، اس لیے انتظامیہ نے

شک کی سوئی مسلم نوجوانوں کی طرف سے ہٹا کر اسی گروہ کو اس میں ماخوذ کیا، انہیں پر مقدمے دائر کئے، بالآخر دیندار انجمن پر ملک دشمن سرگرمیوں کے تحت پابندی عائد کردی گئی۔

مولانا نے اس لٹریچر کو مفصل تحقیق کے لیے کسی طرح حاصل کرلیا، اور بہ نظر غائر اس کا مطالعہ کیا، اس میں عقیدہ وفکر کی جو خرابیاں تھیں انہیں جمع کیا اور ان لوگوں کا اپنے گرو کے الہام "ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے" اور اس کی پیشین گوئی کہ "دیندار انجمن والے منادر کے خزانوں کو لوٹ کر بیت المال میں داخل کر کے تعلیم وتبلیغ کو عام کرینگے" کو رو بہ عمل لانے کے لیے جو خطرناک منصوبے بنا رکھے تھے ان کی نشاندہی فرمائی، جب یہ سب چیزیں سامنے آئیں تو دیگر اہلِ علم اور اہلِ صلاح کی بھی اس اہم مسئلے کی طرف توجہ ہوئی جو پہلے ناواقفیت یا کم واقفیت کی وجہ سے یا پھر اس فتنہ کو غیر مضر اور خفتہ فتنہ سمجھنے کی وجہ سے نہیں ہو پارہی تھی۔ اسی توجہ واہتمام کی برکت سے علماءِ بنگلور کا یہ مشاورتی اجلاس منعقد ہوا اور ماشاء اللہ تمام اہلِ حق علماءِ کرام کے اتفاق اور سعیِ بلیغ سے ایک تاریخ ساز عظیم الشان اجلاس طئے پایا۔ اس عاجز نے بھی اس میں شرکت کی، بہت کامیاب اور بامقصد اجلاس ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے علماءِ کرام کو سلامت رکھے اور جزائے خیر عطا فرمائے کہ اسلام اور مسلمانوں کے تحفظات کے لیے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں، تعریف وتنقید، مدحت ومذمت کی پروا کئے بغیر ہر آنے والے فتنہ سے امت کو روشناس کرانے اور سینہ سپر ہوجانے کا بے لاگ فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ امت کو ان کی قدر کرنا اور ان کے وجود کو غنیمتِ کبریٰ سمجھنا چاہیے۔

دیندار انجمن پر لگائی گئی مرکزی حکومت کی یہ پابندی میعادی تھی دائمی نہ تھی، اس لیے ان لوگوں نے اپنی بے قصوری ثابت کرنے اور پابندی سے براءت حاصل کرنے کے لیے

ہر ممکن سعی شروع کر دی، دوسری دفعہ جب سپریم کورٹ کا پیانل تحقیق کے لیے بنگلور پہونچا تو انہوں نے وفد کو اپنے بارے میں مطمئن کرنے کا بہت ہی منظّم و مستحکم انتظام کر رکھا تھا، لیکن علماءِ کرام کی چوکسی اور اہل اسلام کی تنظیموں کی جانب سے بروقت حلف ناموں کے ادخال نے اس پابندی میں مزید تین سال کی توسیع کر دی، جب اس کا وقت بھی ختم ہو رہا تھا تو مولانا خالد صاحب اگلی تحقیق کے لیے وفد کی آمد کا انتظار کرتے رہے، یہ وفد معمولی اعلان کے ساتھ آیا اور دلائل کی سماعت شروع کر دی، جب علماءِ اسلام پہونچے تو انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ دیندار انجمن کی وکالت ایک مسلمان وکیل کر رہا ہے، چنانچہ اس نے اس کا اعتراف بھی کیا اور ایڑی چوٹی کا زور لگا تا رہا کہ امتناع برخواست ہو جائے، جب یہ وفد بنگلور سے حیدرآباد پہونچا مولانا نے مجھے فون کر کے چوکنا کیا اور بتلایا کہ خاموش طریقے پر وہاں بھی سماعت شروع ہوگئی ہے اور بعض لوگ تائید میں حلف نامے داخل کر رہے ہیں، مجلس تحفظ ختمِ نبوت اور دیگر تنظیموں کی جانب سے ان کی زہرناکی سے وفد کو باخبر کیا جانا بہت ضروری ہے، جب مجلس تحفظ ختمِ نبوت نے کاروائی شروع کی تو پتہ چلا کہ یہاں بھی وہی مسلمان وکیل چن بسویشور کی بھرپور تائید کے لیے موجود تھا، شہر کے بعض ناواقف معززین کی جانب سے ان کی حمایت میں حلف نامے داخل ہو چکے تھے، ایک سیاسی شخصیت بھی تائید کرنے والی تھی، سب تیاریاں مکمل تھیں، مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے نمائندے بھی ایک معتبر وکیل کی معیت میں وفد کے اجلاس پر پہونچے تو ان لوگوں نے بتلایا کہ پہلے اجلاس کی تاریخ اور وقت کا باقاعدہ اعلان کیا جائے گا، اس کے بعد سماعت ہوگی، چنانچہ اگلے دن اخبارات میں اس وفد کی آمد کی اطلاع اور حلف ناموں کے ادخال کی تاریخ شائع کی گئی۔ اس اثناء میں مجلس نے طئے کیا کہ ان معزز مؤیدین شہر کو تائید سے دستبردار ہو جانے کی ترغیب کے لیے شہر کے بزرگ علماء کی ایک میٹنگ ہونی چاہیے، چنانچہ حضرت مولانا حمید الدین عاقل حسامی رحمہ اللہ کے

مکان پر انہی کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد ہوا، جن مخلصین سے ہمیں توقع تھی کہ ان کا اقدام محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے وہ ماشاء اللہ اس میں پہونچے اور جب صورتحال سامنے آئی تو عدمِ علم کا اعتراف کر کے تلافی کا وعدہ فرمایا، البتہ بعض مؤیدین شریک نہیں ہوئے ان سے ہمیں رجوع الی الحق کی کوئی امید بھی نہ تھی، اس اجلاس کے اختتام پر حضرت عاقلؒ نے اپنی لائبریری سے سری چن بسویشور کی تصنیف "امام الجہاد" منگوائی اور حاضرین کے سامنے اس کی چند ملحدانہ عبارات پڑھ کر سنائیں۔ بہرحال مولانا خالد صاحب کی بروقت توجہ دہانی مفید ثابت ہوئی اور ان شر پسندوں اور مسلمانوں کی لٹیا ڈبو دینے کی خواہشمندوں پر مزید تین سال کے لیے پابندی کو برقرار رکھا گیا۔

بہرحال ہمیں ان تجربات کے بعد شدت سے داعیہ پیدا ہوا کہ اس باطل و بے دین تحریک کے صفِ اوّل کے راہنماؤں کی تصنیفات جمع کر کے ان کا بغور مطالعہ کیا جائے، اور اس میں موجود گستاخیوں اور بدعقیدگیوں سے امتِ مسلمہ کو روشناس کرایا جائے۔ کوئی اہلِ علم تو نہ ان سے متأثر ہوتا ہے نہ ہی یہ لوگ اہلِ علم سے کوئی واسطہ رکھتے ہیں مگر ان کے ظاہری چال ڈھال کے رعب سے جہلاءِ مسلمین کے مرعوب ہو جانے کا خطرہ موجود ہے۔ اس لیے میں نے اس کی سعی شروع کر دی اور کافی جدوجہد کے بعد چند رسائل مہیا ہوئے، چند کی زیراکس کاپی مولانا خالد صاحب ندوی نے ٹمکور سے روانہ کیں، چند ایک مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے ملیں، چند اہم رسائل اس باطل مذہب سے بیزار اور تائب سعادتمندوں نے بہم پہونچائے، یہ کل ملا کے بائیس رسائل ہیں، جن میں ایک خود موصوف چن بسویشور صاحب کے قلم سے مرقوم ان کے منظوم کلام پر مشتمل کتاب "نشأۃِ اخریٰ" بھی شامل ہے، حاشیہ پر موصوف کے قلم سے ان اشعار کی تشریحات بھی ہیں۔ یہ کتابیں اب سے بہت پہلے ہی اکھٹی ہوگئی تھیں مگر اپنی مصروفیات واسفار اور دیگر ضروری کاموں کی مشغولیت کی وجہ سے

ان کے مطالعہ وجائزہ کا موقعہ نہیں مل پا رہا تھا، کُلُّ اَمۡرٍ مَرۡهُوۡنٌ بِاَوۡقَاتِهَا کے مصداق اس کام کا بھی عنداللہ وقت مقرر تھا۔

ہوا یہ کہ رمضان المبارک سے عین قبل ذمہ دارانِ مجلس تحفظ ختم نبوت نے ٹولی چوکی اور حکیم پیٹ کے علاقوں میں ردِ قادیانیت کے جلسوں کا اہتمام کیا، دو جلسوں میں میری شرکت بھی طئے کی گئی، پہلے جلسے میں پہونچا تو دیکھا کہ نام نہاد "دیندار انجمن" کے متعدد کارکن جلسہ گاہ میں موجود ہیں اور اپنے مخصوص حلیے کی وجہ سے نمایاں دکھائی دے رہے ہیں۔ میری بات مکمل ہونے کے بعد مولانا محمد موسیٰ خان صاحب ندوی کا بیان تھا، ان لوگوں کو دیکھ کر مولانا کی رگِ حمیت بھڑک اٹھی اور انہوں نے اپنے خطاب کا رُخ انہی کی طرف کر دیا۔ کافی دیر تک تحمل کرتے رہے، پھر بے چین ہو کر اٹھنے بیٹھنے لگے، بالآخر اسٹیج پر پہونچ کر ہڑبونگ شروع کر دی، نہ مولانا تھمتے نہ یہ لوگ قابو میں آتے، آخر کار محلے کے ذی اثر نوجوانوں نے انہیں وہاں سے چلے جانے پر مجبور کر دیا، پولیس نے بھی مداخلت کی، قصہ ختم ہوا۔

اگلا جلسہ مسجد میں تھا، جب میں اس مسجد میں پہونچا تو دیکھا کہ اچھا خاصا مجمع ہے تو سمجھا کہ یہ جلسے کے مسلم سامعین ہوں گے مگر اندر پہونچ کر اندازہ ہوا کہ مسلمان تو بہت کم ہیں، یہی قوم سب طرف پھیلی ہوئی ہے، میں نے پہلے ختمِ نبوت سے متعلق گفتگو کی پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ حق کی تلاش میں گو مخلص ہی ہوں مگر حق کا سرا آپ لوگوں کے ہاتھ نہیں لگ سکا، جس چیز کو آپ اسلام سمجھ رہے ہیں وہ اسلام نہیں ہے، اور جو اسلام ہے اس کی ہوا بھی آپ لوگوں کو نہیں لگی ہے، بہتر ہے کہ اپنے آپ سے انصاف کیجئے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے ماثور ومتواتر عقائدِ حقہ کی طرف رجوع کر کے اپنے کو ہمیشہ کی نامرادی سے بچا لیجئے، اسی سلسلہ میں یہ وعدہ بھی کیا کہ اللہ کے فضل سے جس طرح میں نے مہدوی

لٹریچر کا مطالعہ کر کے اس کا رطب و یابس اس برادری کے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے، تا کہ احقاقِ حق اور اتمامِ حجت ہو جائے۔ اسی طرح آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی آپ کے لٹریچر کی مدد سے ان گمراہیوں کی جن پر آپ کے مذہب کا مدار ہے آپ کے سامنے نشاندہی کر دوں گا تا کہ آپ لوگوں میں جو واقعی متلاشیانِ حق ہیں انہیں رجوع الی الحق کی توفیق ہو جائے اور جن کی قسمت میں گمراہی مرقوم ہے ان پر اتمامِ حجت ہو جائے۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ۔ اسی وعدہ کو نباہنے اور فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے واسطے میں نے اس گروہ کے درج ذیل لٹریچر کا بادلِ نخواستہ مطالعہ کیا، اور اُن سے اخذ کردہ اقتباسات اکھٹے کر کے ہدیۂ ناظرین کر دئے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ.

نوٹ: مسلسل اسفار اور متعدد ذمہ داریوں کی وجہ سے یہ کام میں مسلسل نہ کر سکا، وقتی تقاضوں کو مقدم رکھتا رہا، دیندار انجمن والے کبھی مجھے اور کبھی دفتر مجلس تحفظ ختمِ نبوت کو فون کر کے یاددہانی کراتے رہے، ان کی یاددہانی سے اس کام کی تکمیل میں بڑی مدد ملی، اور اب ربیع الاوّل کے اس مبارک مہینے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی معروف تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل ۳۲ھ میں نام نہاد "خادم خاتم النبیین" کی حقیقت امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کرنے کا کام مکمل ہوا۔ فللّٰہ الحمد اوّلاً و آخراً. (م ع ق)

دیندار انجمن کی مطبوعات

دیندار انجمن کے وہ رسائل جن سے ان کے مذہب کی تحقیق میں مدد لی گئی ہے:

۱	مہرِ نبوت	۲	اعادۂ اسلام
۳	امام الجہاد	۴	ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے
۵	ختمِ نبوت کا قرآنی مفہوم	۶	خادم خاتم النبیین [1]
۷	مسدس شمس الضحیٰ	۸	دعوۃ الی اللہ [1]
۹	سورۃ الکہف کی عملی تفسیر	۱۰	خطبۂ نکاح
۱۱	ظہورِ قدسی	۱۲	کلکی اوتار کا بروز
۱۳	ظہور چن بسویشور (۱)	۱۴	ظہور چن بسویشور (۲)
۱۵	سرورِ عالم یعنی جگت گرو (۱)	۱۶	سرورِ عالم (۲)
۱۷	تریاق سم آریہ	۱۸	عدالتِ خصوصی کی بحث
۱۹	ایشور اوتار	۲۰	ماہنامہ دیندار کے متفرق شمارے
۲۱	دیندار انجمن کیا ہے؟	۲۲	دستور العمل
		۲۳	خصوصی عدالت کا فیصلہ

[1] یہ دو کتابیں ہم نے براہِ راست نہیں دیکھی ہیں، ان کے اقتباسات "احسن الفتاویٰ جلد اوّل" اور "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" سے لیے گئے ہیں۔

اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف:

ہمارے علم میں چن بسویشور کے فتنہ کے سلسلہ میں علماءِ اہلِ حق کی جانب سے لکھی گئی کتابوں کا اب تک جو علم ہوسکا وہ درج ذیل ہیں، ان میں سے دو مصنّفین کا تعلق پڑوسی ملک پاکستان سے ہے اور دو کا ہندوستان سے۔

۱) ''دیندار انجمن بے نقاب''

اس کتاب کے مصنف جناب زاہد صدیقی صاحب ہیں، جو خود بھی اس انجمن سے دھوکہ کھا کر اس کے مبلغ بن گئے تھے، پھر توفیقِ الٰہی نے یاوری کی تو علامہ ماہر القادری کی توجہ دہانی سے توبہ کرلی اور حق کی طرف رجوع ہوگئے، ان کا یہ مضمون پہلے ماہانہ ''فاران'' میں طبع ہوا، پھر ۴۲ رصفحات پر مشتمل کتابی شکل میں منظر عام پر آیا۔

۲) ''بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا''

یہ دراصل حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ کا ایک مبسوط و مفصل فتویٰ ہے جو اُن کے شہرۂ آفاق فتاویٰ ''احسن الفتاویٰ'' کی پہلی جلد میں شامل ہے، علاحدہ ۶۸ صفحات پر مستقل رسالہ کی صورت میں بھی چھپ چکا ہے۔

۳) ''فتنۂ چن بسویشور''

مولانا خالد بیگ ندوی ٹمکور صوبۂ کرناٹک کے ایک فعال و متحرک عالمِ دین ہیں، مذکورہ بالا نام سے مولانا نے اس انجمن کے لٹریچر سے بیسیوں اقتباسات مع اپنے توضیحی نوٹ کے جمع کئے ہیں۔ اس کتاب نے اس طبقہ میں بڑی ہلچل مچائی اور عوامی شعور بیدار ہونے میں کافی مدد ملی۔

۴) ''انجمن صدیق دیندار چن بسویشور امسلمان نہیں''

مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی قاسمی نے ۳۶ صفحات پر مشتمل مختصر رسالہ میں انجمن کے نظریات کا تعارف کیا ہے اور اس فتنے کی زہرناکیوں سے امتِ مسلمہ کو خبردار کیا ہے۔

۵) ''سری چن بسویشور۔ اپنی تحریرات و نظریات کے آئینہ میں''

زیرِ نظر کتاب جس کا آپ مطالعہ کررہے ہیں۔ راقمِ سطور کی یہ کاوش انشاء اللہ اس موضوع پر ایک جامع اور مکمل تصنیف ثابت ہوگی۔

باب دوم

شخصی ونظریاتی خدوخال!

سری چن بسویشور کے شخصی ونظریاتی خدوخال

موصوف نے اپنی پیدائش سے متعلق اپنی منظوم خودنوشت سوانح "نشأۃ الاخریٰ" میں لکھا ہے کہ ان کا نام صدیق حسین ہے، پیدائش ۱۳۰۳ھ م ۱۸۸۶ء میں بمقام بالم پیٹ ضلع ورنگل[1] دوشنبہ کے دن صبح ۱۰ بجے ہوئی، یہ چھوٹا سا گاؤں دریائے کرشنا اور دریائے گوداوری کے درمیان واقع ہے، والدین کے بارے میں لکھا ہے کہ میرا ددھیال مدراس کے علاقہ چنکل پیٹ سے تعلق رکھتا ہے اور ننھیال دکن کے علاقۂ اودگیر سے وابستہ ہے۔ خاندان کے بارے میں بتلایا ہے کہ وہ ساداتِ کرام کا ہے، ان کے بقول پیدائش سے متعلق یہ تمام تفصیلات ہندو اوتاروں کی پیشینگوئیوں کے عین مطابق ہیں، عملاً ان میں کوئی ردوبدل واقع نہیں ہوا ہے۔

پیدائش کے بعد جب ان کے والد نے انہیں دیکھا تو خدا جانے کیا محسوس کیا کہ بجائے فرطِ مسرت سے انہیں چومنے چمکارنے کے اپنی اہلیہ کو ہدایت دی کہ اسے کوڑی پر پھینک دیا جائے تو بہتر ہے، لیکن ماں کی ممتا نے اس ہدایت پر عمل کو گوارا نہ کیا، پال پوسکر امت کے لیے ایک آزمائش اور گمراہی کا سرچشمہ بنا دیا۔

---

[1] قلمی نسخہ بقلم خود میں موصوف نے پوری صراحت سے اپنی پیدائش کا مقام بالم پیٹھ ضلع ورنگل لکھا ہے، ورنگل کے بارے میں یہ بھی صراحت کی ہے کہ یہ شہر تلنگانہ کا پایۂ تخت رہ چکا ہے، اس کے باوجود نہ معلوم کیسے ان کے لوگوں میں پیدائش کا مقام ضلع گلبرگہ معروف ہوگیا، سردار حامد اور نذیر اللہ وغیرہ جیسے معتقدین نے بھی گلبرگہ لکھا ہے۔ اللہ اعلم (م ع ق)

پڑھنے لکھنے کے قابل ہوئے تو گلبرگہ میں ابتدائی تعلیم دلائی گئی،[1] اعلیٰ تعلیم سٹی کالج حیدرآباد، محمڈن کالج مدراس، پرسین کالج لاہور سے حاصل کی، دوسری جگہ کس طرح پڑھا یہ تو نہیں معلوم، البتہ مدراس کی تعلیم کے دوران سرکشی وانانیت کے مزاج سے زچ ہوکر استاذِ محترم نے پیشین گوئی کی کہ "تم کسی کام کے نہیں ہو" چنانچہ یہی ہوا کہ موصوف کسی اچھے کام کے قابل کبھی نہ ہوئے، زندگی میں کچھ سرگرمیاں کیں بھی تو یہی کہ اچھے خاصے مسلمانوں کو مرتد کرتے رہے۔ کتابیں بھی لکھیں تو جنگ وجدال ہی پر لکھیں۔ معتقدین کا دعویٰ ہے کہ اس کے بعد انہوں نے میڈیسن کی تعلیم بھی حاصل کی اور اپنے زمانہ کے ماہر امراض چشم بن گئے۔ وہ فنونِ سپہ گری سے بھی دلچسپی رکھتے تھے، بقول معتقدین کے انہیں گیارہ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔

مذہبی ودینی تعلیم کہاں حاصل کی اور کن علماء سے حاصل کی؟ اس کے جواب سے ان کی کتابیں خاموش ہیں، یا تو ان کے اساتذہ ومشائخ کا تذکرہ شان کے خلاف ہونے کی وجہ سے پردۂ خفا میں رکھا گیا یا پھر دینی تعلیم کا ذوق نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے کسی عالمِ دین سے استفادہ ہی نہ کیا ہوگا۔ البتہ اس کا ذکر ضرور ملتا ہے کہ انہوں نے دجالِ وقت اور کذابِ زمانہ مرزا غلام احمد قادیانی کے لٹریچر سے علمی استفادہ اور اس کے گمراہ وبے دین خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود کے دستِ دجل پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ بیعت بھی بعض مصالح خاصہ کے تحت بعد میں فسخ کرلی تھی۔ نیز محمد علی لاہوری قادیانی کی شاگردی بھی نصیب رہی۔ معتقدین نے ناگپور کے حضرت تاج الدین باباؒ، دکن کے حضرت مسکین شاہؒ، اور علامہ شبلی نعمانیؒ سے ملاقاتوں کا ذکر بہت فخر سے کیا ہے، مگر اس سے نہ شرفِ تلمذ کا پتہ چلتا ہے نہ تکمیلِ سلوک کا۔ اس لیے اس کا ذکر محض رنگ جمانے اور وزن بنانے کے لیے یا

[1] ممکن ہے اس وقت ان کے والدین گلبرگہ منتقل ہوگئے ہوں۔ (م ع ق)

دینی تعلیم نہ ہونے کے عیب پر پردہ ڈالنے کے لیے معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ موصوف نے تمام فرقہائے اسلام کے بزرگوں سے استفادہ کیا تھا، اور غالباً اسی وجہ سے ان کا دین رطب و یابس اور حق و باطل کا معجون مرکب بن گیا تھا۔

اپنی عمر کے ۳۸ ویں سال ۱۹۲۴ء میں بہ مقام "گدگ" کسی شیطانی الہام یا دماغی اختلال کی بنیاد پر مسلمانوں سے اپنا رُخ ہندوؤں کی طرف موڑ لیا اور ہندوؤں کے موعود اوتار "چن بسویشور" ہونے کا اعلان کر دیا، بقول معتقدین کے اس سلسلہ میں انہوں نے ۵۶ جسمانی اور ۹۶ زمینی و آسمانی نشانیاں پیش کیں، یہ نشانیاں ان کے رسالہ "سرورِ عالمؐ" میں مفصلاً موجود ہیں، جس کے دیکھنے سے خود اندازہ ہوتا ہے کہ نکتہ بعد الوقوع کے طور پر زبردستی کھینچ تان کی گئی ہے، اور بالفرض ایسا نہ سہی تب بھی مسلمانوں کو ان نشانات سے کیا لینا دینا؟ جب کہ خود ہندوؤں نے بھی اس دعوے سے اختلاف کرتے ہوئے یہ معقول اور مضبوط استدلال کیا کہ کوئی مسلمان ہمارا موعود اوتار نہیں ہوسکتا۔ اس دعوے کے نتیجے میں فطری طور پر ہندوؤں میں آتشِ غیض وغضب بھڑکی اور انہوں نے ایک طرف مقدمہ بازی شروع کی تو دوسری جانب موقعہ بہ موقعہ ان پر قاتلانہ حملے بھی کروائے۔

ملازمت کے سلسلہ میں ان کے تذکرہ نگاروں نے کچھ نہیں لکھا، البتہ اس زمانے کے ایک اعلیٰ پولیس افسر کے بقول وہ گلبرگہ میں محکمہ پولیس کی ملازمت کرتے تھے، ہیڈ کانسٹبل ہونے کے بعد کسی جرم کی پاداش میں برطرف کردئے گئے، اس کے بعد گذر اوقات کی خاطر پیری مریدی شروع کی، حیدرآباد کے محلّہ آصف نگر میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔[1]

چن بسویشور کا پہلا نکاح دعوے سے قبل بمقام تالی کوٹہ ہوا، یہ بہت ہی سادہ لوح اور خاموش مزاج وملنسار عورت تھی، دوسرا نکاح حسب ہندوانی پیشین گوئی کے جھگڑے کے بعد ہوا

[1] بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا ص:۶۶، اس ایک عبارت کے علاوہ بقیہ تمام باتیں موصوف کی قلمی سوانح "نشأۃِ اخریٰ" اور انجمن سے شائع شدہ رسالہ "دیندار انجمن کیا ہے؟" سے اخذ کی گئی ہیں۔ (م ع ق)

تیسری شادی مصیبت کے بعد ہوئی، چوتھی شادی نفرت کے بعد ہوئی۔ خانقاہ کے قیام میں دو بیویاں ساتھ رہیں، ان بیویوں سے اولاد بھی ہوئی، پلی پھولی، اوران میں سے ایک نے اپنے والد کا مذہب ہندوستان میں جمایا، دوسرے نے پاکستان میں اس کے جراثیم پہونچائے۔

انہوں نے ابتداءاً ہندوؤں کے اوتار "چن بسویشور" بن کر لنگایت قوم پر قبضہ جمانے کی سعی کی تھی، پھر "خادم خاتم النبیین" کا عنوان اختیار کر کے اسلام کی تبلیغ کے نام سے مسلمانوں کو بھی شکار کرنا شروع کر دیا، انہی دنوں میں اتفاق سے متعدد ہندو پنڈتوں نے اپنے عقیدہ وپیشین گوئیوں کی روشنی میں خود کے "جگت گرو" ہونے کا دعویٰ کیا، اسی دوران کسی سیاسی سازش کے تحت بمبئی میں ایک فلمی اداکار کو بڑے شدومد سے حقیقی "جگت گرو" بنانے کی کوششیں ہونے لگیں تو موصوف کو بڑی غیرت آئی اور بہت فکر ہوئی کہ میرے مقابلہ میں کوئی اور شخص چن بسویشور یا جگت گرو کا عہدہ چھین لینے میں کامیاب نہ ہوجائے، اس لیے انہوں نے فوراً ایک کتاب تصنیف کی اور پوری قوت سے ثابت کیا کہ جگت گرو کا عہدہ صرف اور صرف نبی اسلام حضرت محمد ﷺ ہی کا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ "سرورِ عالم" آپ ہی کو کہا جاتا ہے، عالمی سیادت کے لیے ۲۵۰ صفات وصلاحیات کی ضرورت ہے، اور وہ یا تو نبی کریم ﷺ میں پائی جاتی ہیں یا پھر نعوذ باللہ ان کے ظہورِ ثانی اور بروزِ لاثانی "سری چن بسویشور" میں پائی جاتی ہیں۔ اس کتاب نے مملکتِ آصفیہ کے ہندوؤں میں تہلکہ مچادیا، ہندوؤں نے مقدمہ دائر کر کے حکومت کی جانب سے اس کتاب کو ضبط کروانے کی سفارش کی، چنانچہ اربابِ حکومت کی جانب سے اس پر پابندی عائد کردی گئی۔ بعد میں تحریک کے ذمہ داروں کی کوشش سے یہ پابندی برخواست تو ہوئی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ موصوف کی وہ تصویریں حذف کردی جائیں جو سرورِ عالم، جگت گرو اور ورلڈ ٹیچر کے نام سے کتاب میں شامل کی گئی تھیں، اس رسالہ کا ان لوگوں نے بڑے فخر سے ذکر کرتے ہوئے اسے

چن بسویشور کے لامثال کارناموں میں شمار کیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ کتاب واقعی سرورِ عالم ﷺ کے ناموس کے تحفظ کے طور پر لکھی جاتی تو نہ ہندو راہنماؤں کو اتنی تکلیف ہوتی اور نہ ہی ایک مسلم حکومت کی وزارتِ مذہبی کی جانب سے اس پر پابندی عائد کی جاتی، بات دراصل یہ ہے کہ سرورِ عالم اور جگت گرو کے نام سے جس شخصیت کا موصوف دفاع کررہے تھے وہ ان کی اپنی شخصیت تھی، اپنی علامات اور اپنی تصویریں لگا لگا کر نبی کریم ﷺ کے ناموس کے در پردہ اپنا کام بھی نکالنا چاہتے تھے۔ پھر اس پابندی کا بھی موصوف نے برمحل استحصال کیا، وہ اس طرح کہ عام مسلمانوں کے حبِ رسولؐ کو للکارنا شروع کیا کہ ایک مسلم حکومت میں ہندوؤں کی یہ جرأت کہ انہوں نے سرورِ عالمؐ کی تعریف پر پابندی لگوادی، اس کے بعد تو ہم مسلمانوں کو ڈوب مرنا زیادہ بہتر ہے۔

معتقدین کا خیال ہے کہ آپ نے اس واقعہ کے حوالہ سے بعض سربرآوردہ شخصیتوں کو جمع کر کے فرقہائے اسلام کی "ایک متحدہ تنظیم" قائم کرنے کی تجویز رکھی تھی، جس کو تسلیم کرتے ہوئے حاضرین نے "مجلس اتحاد المسلمین" کی بناء ڈالی اور ان کو اس کا صدر تسلیم کرلیا، لیکن جب یہ مجلس سیاسی میدان میں اُتری تو انہوں نے اس سے اپنا رشتہ منقطع کرلیا۔ تاہم مجلس اتحاد المسلمین کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان برخود غلط ہے، نیز علامہ فاضلؒ نے "امام الجہاد" میں اس دعوے پر اپنے قلم سے لکھا ہے کہ "جی نہیں! آپ تو اس مجلس کے قیام کے وقت اس کے ممبر بھی نہیں چنے گئے تھے"۔ ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ ایسی کسی اور تنظیم کا قیام ان کی تحریک پر کیا گیا ہو مگر بعد میں جب موصوف کے دعوؤں کا پول کھل گیا کہ یہ سرورِ عالم کے نام کا استعمال مسلمانوں کے جذبات کا استحصال کرنے کے لیے کرتے ہیں تو ان مخلص قائدین نے خود انہیں برطرف کردیا ہو یا مجلس ہی تحلیل کردی گئی ہو۔

موصوف کو اس دعوے کے بعد جب جہلاءِ مسلمین اور ضعفائے مشرکین میں سے ایک

مختصر سی تعداد ہاتھ لگ گئی، اور انہوں نے انہیں مامور من اللہ اور موعود اوتار— اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق— تسلیم کر کے اپنے آپ کو ان کی خدمت میں دل وجان سے پیش کر دیا تو خیال ہوا کہ اب اس جدید مذہب کا کوئی مرکزی دفتر اور سرگرمیوں کے لیے ایک "دارالندوہ" بھی ہونا چاہیے، اس کے لیے انہوں نے "مسجدِ ٹیک نامپلی" کے احاطہ میں ایک خانقاہ کی بناء رکھی، اور اس کا نام "خانقاہ سرورِ عالمؐ" تجویز کیا، بعد میں بقول معتقدین کے اس خانقاہ کے لیے غلام دستگیر خان نامی ایک مرید نے بمقام آصف نگر ایک وسیع اراضی نبی کریم ﷺ کے نام پر وقف کر کے ان کے حوالہ کر دی، جواب بھی علی حالہٖ اسی گروہ کے قبضہ میں ہے۔

موصوف نے زندگی میں بہرحال بڑی مشقتیں اٹھائیں، مصیبتیں جھیلیں، صعوبتیں برداشت کیں، ناکام ہوتے رہے، پابندیاں لگتیں اور زبان بندیاں ہوتی رہیں، گرفتار کئے جاتے اور شہر بدر کئے جاتے رہے، جیلیں کاٹیں، ان کے رفقاء بھی بڑی بڑی مہمیں اپنے گرو کی بشارتوں اور وعدوں کی بنیاد پر لے کر اٹھتے اور نامراد ہوتے رہے۔ مگر افسوس کہ یہ سب کچھ اسلامِ حقیقی کے بجائے اپنے مخترعہ وخانہ ساز اسلام بلکہ بے دینی والحاد کے لیے کیا جاتا رہا۔ کاش! کہ یہ قربانیاں حقیقی اسلام کے لیے ہوتیں تو دنیا نہ سہی عقبیٰ تو سنور ہی جاتی، مگر بُرا ہو نفس وشیطان کے دھوکوں اور حرص وہوس کے خوابوں کا کہ آدمی جب ان کے چکر میں آجاتا ہے تو خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃُ کا مصداق بن کر ہی دم لیتا ہے۔

افسوس! وہ اب ہم میں نہیں رہے، ہم ان کے سامنے نہ دینِ حقیقی کی دعوت پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی اب ان کی ہدایت کے لیے دعاؤں کا کوئی فائدہ ہے، ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ وہ دعوت الی اللہ اور تبلیغ اسلام کے نام پر کفر والحاد کا بازار گرم کرتے اور رہبروں کے بھیس میں رہزنی کا کام زندگی بھر سرانجام دیتے رہے، لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم کہ کم ازکم مرتے وقت انہوں نے توبہ وانابت کے ذریعہ اپنے پروردگار سے صلح کر لی یا نہیں؟ اس لیے

کہ آخری وقت کے حالات بھی یہی بتلاتے ہیں کہ اس وقت بھی وہ ذہنی اختراعات اور نفسانی خیالات کے نقشے بنانے[1] اور خرافات کی تکمیل کرنے ہی میں مصروف ومشغول تھے۔ اگر وہ ھو اللہ ھو اللہ کی آخری صدائیں بھی کنز مخفی سے احدیت، احدیت سے واحدیت، واحدیت سے احمدیت، اور احمدیت سے چن بسویشوریت میں منتقل ہونے والے فرضی اللہ کی تھیں تو یہ مشرکانہ موت قابل ہزار حسرت ویاس اور لائق عبرت وموعظت ہے۔ رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا.

اس مضمون کے آخر میں ہم چن بسویشور کے ملحدانہ عقائد ونظریات پہلے مختصراً درج کررہے ہیں جس کی تفصیل انہی کے الفاظ وعبارات کے ذریعہ آئندہ صفحات میں پیش کی جائینگی۔ یادرہے کہ کفر والحاد کی یہ باتیں محض عامۂ مسلمین کو متنبہ کرنے اور ان کے دجل پر سے پردہ اٹھانے کے لیے مجبوراً نقل کئے گئے ہیں، ورنہ یہ خرافات ہرگز اس قابل نہیں کہ لکھے پڑھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ان باتوں کے ضرر سے محفوظ رکھے، اور خود اس گروہ کے لوگوں کو بھی عقل وخرد سے کام لیتے ہوئے باطل مزعومات اور ملحدانہ افکار سے سچی پکی توبہ کرلینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسلام اور چن بسویشوریت کا تقابل

توحید کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی مشترکہ دعوت ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، وحدہٗ لاشریک ہے، تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے، توالد وتناسل سے منزہ وبے عیب ہے، نہ اس کا کوئی ساجھی ہے نہ مثیل وشبیہ، وغیرہ۔

مگر چن بسویشور کا خیال اس کے برخلاف ہے، وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب سے

[1] چند نقشے اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ (م ع ق)

شہود میں شہود سے غیب میں منتقل ہوتا رہتا ہے، مخلوق میں حلول وظہور کرتا ہے، دنیا کی اصلاح کرنے کے لیے خود آتا ہے، جب ضرورت ہوتی ہے انسانوں کی شکل دھار لیتا ہے، چنانچہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے، اللہ تعالیٰ پورے جاہ وجلال کے ساتھ بہ لباس چن بسویشور جلوہ فرما ہے۔ اور اولیاءِ امت اطفال اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں۔

نبوت کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی ایک کامل ترین انسان ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رشتۂ وحی قائم فرما کر اسے انسانوں کی ہدایت پر مامور فرماتا ہے، نبوت کسبی نعمت یعنی خود سے حاصل کی جاسکنے والی چیز نہیں ہے، محض اللہ تعالیٰ کی عطا وانتخاب سے حاصل ہوتی ہے۔ انبیاء اپنے اپنے وقت میں امت کی ہدایت کا کام کر کے دنیا سے پردہ فرما گئے اور اب وہ قیامت ہی میں محشور ہوں گے۔ ان کے مقام ومرتبے کو کوئی بڑا سے بڑا ولی اللہ بھی نہیں پہونچ سکتا۔

مگر چن بسویشور کا ماننا یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جب ضرورت ہوتی ہے دنیا میں آتے رہتے ہیں، خود ان کی خانقاہ میں تمام انبیاء کا اجتماع ہوتا رہتا ہے اور ان کے مریدین میں تین سو اٹھارہ افراد تو ایسے ہیں جو بالفعل کسی نہ کسی اولوالعزم نبی کے مثیل بن کر ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ اور اس مرتبے کے حامل ہیں کہ انبیاء ان کے کام میں مدد کے لیے شریک ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ نبی مسلمان کے کسی کام کا نہیں ہے، البتہ مسلمان تمام نبیوں کے کام کے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ انبیاء جز ہیں تو مسلمان کُل ہے۔

نبی کریم ﷺ کے بارے میں تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول، تمام انبیاء کے سردار، اور خدا تعالیٰ کے بعد ساری مخلوق سے افضل وبرتر ہستی ہیں، کوئی امتی تو کیا کوئی نبی بھی ان کے مرتبے ومقام تک نہیں پہونچ سکتا۔

مگر چن بسویشور کا خیال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ آسمانوں پر اللہ کہلاتے ہیں، زمین

پر نبی کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔اللہ اور محمد ایک ہی حقیقت کے دو روپ یا دو نام ہیں۔آپ ہر تیرہ سو سال کے بعد دنیا میں تشریف لاتے اور اس کے بگاڑ کی اصلاح کرتے ہیں۔چنانچہ چن بسویشورا نہی کا دوسرا ظہور ہے۔

ختمِ نبوت کے بارے میں مسلمانوں کا یہ بے لاگ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ انبیاء کو مکمل فرما دیا، آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دنیا میں مبعوث ہونے والا نہیں ہے، انہی کا دین اور انہی کی نبوت الی یوم القیامہ قائم و نافذ رہے گی۔

مگر چن بسویشور کہتا ہے کہ ختمِ نبوت کا مطلب آپ کا دنیا میں آتے رہنا اور تمام مسلمانوں کا بالقوۃ جامع الانبیاء ہو جانا ہے۔ختمِ نبوت کے سلسلہ میں اس کے خیالات اور مرزا غلام احمد کے مزعومات میں کوئی فرق نہیں ہے، البتہ قادیانیوں سے اسے صرف اس وجہ سے اختلاف ہے کہ وہ مرزا کو صرف ایک نبی کیوں مانتے ہیں، تمام انبیاء کا جامع کیوں نہیں مانتے۔

مسلمان اسلام میں اس کو کہا جاتا ہے جس نے نبی کریم ﷺ کی دعوت کو من وعن قبول کر لینے کا دل سے یقین اور زبان سے اقرار کر کے اس کے بنیادی مطالبات کی تکمیل کر دی ہو۔خواہ اعمال کے اعتبار سے نیک ہو یا بُرا۔

مگر چن بسویشور کی تحقیق یہ ہے کہ مسلمان کا مقام تمام انبیاء علیہم السلام سے کہیں اونچا اور بہت بلند ہے، کسی نبی کی توہین اتنی بُری بات نہیں ہے جتنی بری بات کسی مسلمان کی توہین کرنا ہے۔ایک مسلمان تمام انبیاءِ کرام کو کام آ سکتا ہے مگر کوئی نبی کسی مسلمان کے کام کا نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، اپنے الفاظ و معانی کے ساتھ آسمانوں سے نازل ہوئی ہے، اس میں کسی

قسم کی لفظی ومعنوی ردّوبدل نہیں کی جاسکتی۔اس کی تفسیر وتاویل کے لیے بھی مخصوص شرائط وحدود ہیں،کوئی شخص اپنی مرضی سے اس کی تاویل نہیں کرسکتا۔

مگر چن بسویشور کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم نبی کریم ﷺ کے بعد ایک عرصہ تک مستور ومخفی ہوگیا تھا،اب پھر سے چن بسویشور پر اس کا نزول ہوا، نیز اس کی تاویل وتشریح کے لیے کسی خاص علم کی ضرورت نہیں ہے،فلسفۂ کائنات کی روشنی میں عقل کا فیصلہ کافی ہے، اس کی ذات قرآن مجسم ہے،ان لوگوں کی ہر حرکت قرآن کی تفسیر ہے۔

حدیثِ شریف کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی ہیں،کسی بات کی نسبت آپ کی ذات کی طرف کرنے سے قبل اس کی تحقیق واطمینان ضروری ہے، بلاتحقیق آپ کی طرف کسی بات کی نسبت کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم کے علاوہ کہیں اور نہیں ہوسکتا۔اسی لیے روایتِ حدیث میں اصولِ حدیث اور فنِ روایت ودرایت کی پابندی پر پوری امت کا اجماع ہے۔

مگر چن بسویشور کی منطق یہ ہے کہ قرآن کی کلیات اور فلسفۂ کائنات کو جوڑنے سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے،اسی کا نام حدیث ہے۔اس کا اپنے اصول سے کسی نتیجہ کا اخذ کرنا اور نبی کا فرمانا کبھی الگ الگ نہیں ہوسکتا،اسی لیے وہ اور اس کی قوم نبی کی زبان بن گئے ہیں۔اس کا کہنا یہ ہے کہ ہم جب کسی بات کو حدیث اور قولِ رسول قرار دیں تو وہی حدیث ہوسکتی ہے،خواہ محدثین اپنے اصول کی روشنی میں اسے ضعیف حتی کہ موضوع بھی کیوں نہ کہتے ہوں،ہم فلسفۂ کائنات کی رُو سے اسی بات کا حدیثِ رسول ہونا ثابت کرلیتے ہیں، اس لیے ہم کو کسی اور اصول کی ضرورت نہیں ہے۔

اسلام مسلمانوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا آخری اور واحد دین ہے،یہ ایک مستقل مذہب اور مکمل تہذیب کا نام ہے،اس میں کمی بیشی،حذف واضافہ کی اب کسی کو

اجازت نہیں ہے، اسلام نے مذاہبِ باطلہ تو الگ رہے تمام ادیانِ سماویہ کو بھی منسوخ العمل ہے۔

مگر چن بسویشور کا خیال یہ ہے کہ تمام مذاہب حق ہیں اور اسلام کے اجزاء کی حیثیت سے اس میں داخل وشامل ہیں، حتی کہ یہودی، عیسائی، بودھ، آریہ، لنگایت، پارسی وغیرہ وغیرہ سب جو پہلے غیر اسلام کہلاتے تھے، وہ چن بسویشور کے ظہور کے بعد خود بخود اسلام میں شامل ہوکر اسلام ہی کہلاتے ہیں، بلکہ وہی اسلام معتبر ہے جس میں کسی مرتد کی بھی تردید نہ کی جائے۔

قادیانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں اہلِ اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ وہ دعوائے نبوت کی وجہ سے خارج اسلام، ملحد وزندیق ہے، قادیانیت ایک مستقل ومتوازی مذہب ہے جس کا اسلام سے ہرگز کسی طرح کا تعلق نہیں ہوسکتا۔

مگر چن بسویشور کے خیال میں مرزا قادیانی متبع شریعت عالمِ دین تھا، اس کا دعوائے مسیحیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مصلحت کے ماتحت تھا جو چن بسویشور کے حق میں مفید مطلب اور کام کی چیز ثابت ہوا۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر یہ بات منکشف کردی ہے کہ مرزا غلام احمد چودھویں صدی کا مجدد تھا۔

یہ چند موٹی موٹی باتیں بطورِ خلاصہ وتعارف کے میں نے یہاں نقل کردی ہیں، تفصیل آگے آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے لطف وکرم سے اس عاجز کو اور تمام مسلمانوں کو ہر گمراہی سے محفوظ فرمائے، اور زیر بحث فتنہ میں ہمارے جو انسانی بھائی مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ ان کی غلط فہمیوں کو دور فرما کر حقیقی اسلام میں داخل ہوجانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنْ.

باب سوم

علماءِ کرام کے آراء وفتاویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہم العالی
(ناظم مجلس علمیہ اے پی ورکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ، اَمَّا بَعْدُ!

حیدرآباد کے محلّہ آصف نگر میں "خانقاہ سرورِ عالم جگت گروآشرم" کے نام سے جس مذکب کا مرکزی دفتر قائم ہے، اور جس کے مبلغین مختلف علاقوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ اسلام کے نام سے کرتے پھرتے ہیں اس مذہب کا بانی صدیق دیندار چن بسویشور کے نام سے معروف ومشہور ہے۔ یہ لوگ عبا قبا اور ٹوپی وپگڑی میں ملبوس فقیرانہ ودرویشانہ وضع قطع سے مختلف علاقوں بالخصوص ریاست آندھرا وکرناٹک کے بعض علاقوں میں دورے کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے گروچن بسویشور کے ملحدانہ وکافرانہ دعوؤں کے قائل اور انہی کے داعی ہیں، مگر پہلے پہل اپنی حقیقت کو ظاہر نہیں کرتے، ہندوؤں کو مسلمان بنانے اور کسی مکتبِ فکر کو غلط نہ سمجھنے کے حسین عنوان سے دین سے جاہل طبقہ کو متأثر کرتے ہوئے ان سے چندے بھی بٹورتے رہتے ہیں اور ان کو گمراہ بھی کرتے رہتے ہیں۔

ضرورت تھی کہ اس مذہب کی تحقیق کرکے ان لوگوں کی حقیقی تصویر سامنے لائی جائے تاکہ ایک طرف امتِ مسلمہ ان کے دامِ تزویر میں مبتلا ہونے سے بچ جائے تو دوسری جانب علماء وخطباء اور خدامِ دین ان کے باطل نظریات سے واقف اور فتنے سے چوکنا

ہوجائیں۔ چنانچہ میری ہدایت پر مولانا محمد عبدالقوی صاحب زید مجدہٗ نائب ناظم مجلس علمیہ نے اس ذمہ داری کو قبول کر کے زیرِنظر کتاب کی صورت میں باحسنِ وجوہ تکمیل کر دیا ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنِّیْ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

مجلس علمیہ آندھراپردیش ریاست آندھراپردیش کے اہلِ حق علماء کی ایک قدیم و عظیم تنظیم ہے، جو گذشتہ چار دہوں سے علاقہ کے مسلمانوں کی دینی راہنمائی اور باطل کے مقابلہ میں حق کے احقاق کی کامیاب جدوجہد کر رہی ہے، یہ کتاب بھی مجلس علمیہ آندھراپردیش کے زیراہتمام شائع کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرما کر امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے۔ آمین

والسلام

محمد عبدالعزیز

ناظم مجلس علمیہ آندھراپردیش

تقریظ

حضرت مولانا جمال الدین صاحب مدظلہٗ العالی

(صدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

نبی کریم ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بہت سے لوگوں نے نبی، رسول، مسیح موعود، یوسفِ موعود بلکہ بروزِ محمد (ﷺ) اور عینِ محمد (ﷺ) ہونے تک کے دعوے کئے، مگر صدیق حسین دیندار چن بسویشور کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے ان سب سے آگے بڑھ کر خدائی صفات کے حامل اور مظہر خدا ہونے کا دعویٰ کیا، زیرِ نظر کتاب ''سری چن بسویشور۔ اپنی تحریرات ونظریات کے آئینہ میں'' میں اسی عجیب وغریب ذات کے عقائد ونظریات کو ان کی کتابوں کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

موصوف کا نام صدیق حسین ہے، دیندار لقب ہے، ہندوؤں کے موعود اوتار ''چن بسویشور'' ہونے کے اعلان کے بعد وہ اپنا نام ولقب اس طرح لکھتے تھے ''صدیق حسین دیندار چن بسویشور'' آصف نگر حیدرآباد میں انہوں نے ایک خانقاہ ''خانقاہ سرورِ عالم'' کے نام سے قائم کی، جس میں سیرۃ النبی کے جلسے کراتے تھے، موصوف کو دجالِ وقت مرزا غلام احمد قادیانی کے لٹریچر سے استفادہ اور اس کے بے دین خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل ہے، پھر محمد علی لاہوری مرزائی کی شاگردی بھی انہوں نے اختیار کی ہے، فنونِ سپہ گری سے دلچسپی رکھتے تھے جس کی وجہ سے محکمہ پولیس میں ملازمت ملی تھی، لیکن ہیڈ کانسٹبل ہونے کے بعد کسی جرم کی پاداش میں برطرف کردئے گئے تھے، اس کے بعد گذر اوقات کے لیے پیری مریدی شروع کی، پھر اپنے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ۱۹۲۴ء میں ایک انجمن قائم کی، جس کا نام ''دیندار انجمن'' رکھا، اس انجمن کا اصول یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ایسی باتیں ظاہر کی جائیں جو ان کی نظروں کے لیے جاذب ہوں، مثلاً جہاد کی ترغیب، اتحاد واتفاق کی کوشش وغیرہ، اور بانیِ انجمن کے جو اصل عقائد ان کی کتابوں میں ہیں حتی

الامکان یہ کوشش رہے کہ وہ عوام کے سامنے نہ آئیں۔

ان کے دعاوی پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کو مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑی حد تک فکری ہم آہنگی تھی، اور دعاوی کے سلسلے میں جو تدریج ان کے یہاں تھی، وہی تدریج موصوف کے یہاں بھی دیکھنے میں آرہی ہے، خود موصوف کا اعتراف بھی ہے کہ مجھ پر نبیوں کے اسرار مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر کردہ ہزاروں صفحات کے مطالعہ کے بعد منکشف ہوئے ہیں، انہوں نے یہ صراحت بھی کی ہے کہ میں پکا احمدی (مرزا غلام احمد قادیانی کا متبع) ہوں، میرا قادیانیوں سے اختلاف صرف فروع میں ہے، حالانکہ امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین اپنے اصول وعقائد کے لحاظ سے مرتد وکافر ہیں۔

موصوف نے اپنی جماعت کو ایک مستقل جماعت قرار دیا ہے جو غلطیوں سے پاک ہے، سب سے بہتر اور اعلیٰ جماعت ہے، جو اصولِ حدیث وتفسیر میں علماءِ امت کی تصریحات سے بالکل الگ خود ساختہ اصولوں کا پابند ہے، اور جس کے افراد حسبِ مراتب سادھو، گرنگٹر اور جنگم کے نام سے موسوم ہیں۔ ان ساری کفریات کے باوجود ان کے متبعین خود کو مسلمانوں ہی کی ایک جماعت کہہ کر بھولے بھالے مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں، آندھرا پردیش بالخصوص حیدرآباد اور اس کے مضافات اس فتنہ سے زیادہ متأثر ہیں۔

اللہ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا محمد عبدالقوی صاحب کو کہ آپ نے اس فتنہ کی طرف توجہ فرمائی، ہجوم کار کے باوجود بڑی باریک بینی اور عرق ریزی سے ان کے دستیاب لٹریچروں کا مطالعہ کیا اور ان کے عقائد ونظریات کو ان کی بیس کتب ورسائل کی مدد سے زیرِ نظر کتاب میں جمع کردیا ہے۔

میں نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے، اس جماعت کے تعلق سے اتنا تفصیلی مواد اس سے پہلے مجھے دیکھنے کو نہیں ملا، علماء کے ذمہ یہ کام فرضِ کفایہ کے طور پر چلا آرہا تھا، جسے مولانا محترم نے ہمتِ مردانہ سے کام لے کر سب کی طرف سے یہ فرض ادا کردیا ہے، اس لیے ہم سب کی طرف سے آپ شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت سے نوازے، مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنائے اور جو راہِ حق سے بچل گئے ہیں ان کے لیے یہ کتاب اپنے موقف پر نظرِ ثانی کا موقع فراہم کرے۔ آمین

محمد جمال الدین قاسمی

دارالعلوم حیدرآباد

تقریظ

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہٗ

(ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)

راقم الحروف کو محبی فی اللہ حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب کی کتاب ''سری چن بسویشور— اپنی تحریرات ونظریات کے آئینہ میں'' کا مسودہ دیکھنے کا موقع ملا، راقم الحروف کی ملاقات تقریباً ۳۰ رسال پہلے ایک ایسے بزرگ سے ہوئی جو صدیق دیندار کے عزیز تھے اور اپنے عقیدہ سے تائب ہو چکے تھے، اس وقت ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ صدیق دیندار نہ صرف نبوت کے مدعی تھے بلکہ اوتار واد پر بھی یقین رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کو بھی اوتار قرار دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھی، پھر مولانا خالد بیگ ندوی صاحب کا ایک رسالہ اس موضوع پر دیکھنے کا موقع ملا، اور اب یہ کتاب اس حقیر کے سامنے ہے، جو موضوع سے متعلق ضروری معلومات کا احاطہ کرتی ہے اور اس فتنہ کی حقیقت کو آشکار کرتی ہے، واقعہ یہ ہے کہ یہ صدیق دیندار نامی شخص کا مذہب اسلام کے متوازی ایک مستقل اور مسلمانوں کے مسلّمہ عقائد سے بالکل مختلف مذہب ہے۔

اس کتاب کے مؤلف کو اللہ تعالیٰ نے ایسے فتنوں کی تحقیق اور ان کے علمی تعاقب کا ذوق عطا فرمایا ہے اور سلیقہ بھی، اس سلسلہ میں بھی ان کی یہ کاوش بڑی کامیاب کاوش ہے اور علماءِ حقانی کی طرف سے فرضِ کفایہ کی ادائیگی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے، اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع پہونچے۔ **وباللہ التوفیق وھو المستعان.**

خالد سیف اللہ رحمانی

۲۱ رصفر المظفر ۱۴۳۲ھ/ ۲۶ رجنوری ۲۰۱۱ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمغنی صاحب مظاہری دامت برکاتہم

(ناظم مدرسہ سبیل الفلاح واستاذِ حدیث ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد)

مذہبِ اسلام کے مقابلہ میں اندرونی وبیرونی بہت سے فتنے اٹھے ہیں، جن کا مقابلہ انہیں کے افعال واقوال کو سامنے رکھ کر اسلامی دلائل —— قرآن وحدیث اور سلفِ صالحین کے اقوال —— کی روشنی میں علماءِ اسلام کرکے حق کو غالب اور باطل کو مغلوب کرتے رہے، علماءِ اسلام جب کبھی کسی فتنہ کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تو اس فتنہ کو دبا کر ہی دم لیا ہے۔ انہی فتنوں میں سے ایک فتنہ چن بسویشور کا فتنہ بھی ہے، جس کا غلط اور باطل ہونا خود ان کی تحریرات سے ظاہر ہے، جو متضاد باتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ فتنہ آج سے سوا سو سال پہلے وجود میں آیا، اسی وقت اس کی سرکوبی کی گئی تو کچھ مخفی سا ہوگیا تھا مگر موقع دیکھ کر بعض علاقوں میں پھر سے سر اٹھانے کی کوشش کرنے لگا ہے، تو اللہ تعالیٰ (جو دینِ مبین کے محافظ ہیں) نے اس کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لیے اپنے بعض بندوں کو توفیق عطا فرمائی ہے، انہی میں برادرِ عزیز محترم ومکرم مولانا حافظ عبدالقوی صاحب بھی ہیں —— جن کو اللہ تعالیٰ نے تحقیقی صلاحیت ومہارت سے نوازا ہے —— انہوں نے اس فتنہ کے چہرے سے نقاب اتار کر ان کی اصلیت بتادی ہے کہ یہ مذہبھیڑ کی شکل میں ایک بھیڑیا ہے۔ میں نے اس مجموعہ "سری چن بسویشور" کو کہیں اجمالاً اور کہیں تفصیلاً دیکھا ہے جو مدلل اور مبرہن ہے اور اپنے مقصد میں نہایت نافع اور مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم مؤلف کو تمام علماء کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کوشش کو بے حد قبول فرمائے۔

محمد عبدالمغنی

۲۳ رصفر المظفر ۱۴۳۲ھ بروز جمعہ

تأثرات

مولانا محمد ارشد علی قاسمی صاحب زید مجدہٗ
(سکریٹری مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ اے پی)

دینِ اسلام میں نئی باتوں کو ایجاد کرنا اور نئے عقیدے تراشنا دین کی تجدید نہیں بلکہ دین کی تحقیر اور تخریب ہے، مصلحانہ کاوش نہیں مفسدانہ سازش ہے۔ دین کا احیاء وتجدید تو یہ ہے کہ ایمان واعمال میں عہدِ رسالت سے دوری کی وجہ سے جو تحریف وتبدیلی پیدا ہوجاتی ہے کتاب وسنت کے ذریعہ اس کو اپنی اصلی شکل پر لایا جائے۔ قرونِ اولیٰ سے موجودہ دور تک جتنے گمراہ فرقے اور فتنے وجود میں آئے ہیں ان سب میں یہ بنیادی غلطی قدرِ مشترک ہے کہ انہوں نے تجدید واحیاءِ دین کے نام پر دین کی نئی تعبیر اور جدید تشریح کی ہے، جو کتاب وسنت سے ماخوذ ہے نہ سلف سے منقول ہے۔

دیندار انجمن کے افکار ونظریات کو بھی اگر غور سے دیکھا جائے تو اصلاح وتجدید کے بجائے احداث وتحریف کا طوفان نظر آتا ہے۔ ان لوگوں نے امت کے سوادِ اعظم (اہل السنۃ والجماعت) کے متفقہ عقائد کے برخلاف قرآن وحدیث، اللہ رسول، نبوت ورسالت وغیرہ کے متعلق خود ساختہ نظریات قائم کرکے اس کے حق ہونے کا دعویٰ اور اس کو تسلیم نہ کرنے والوں کو گمراہ قرار دینے کی مجرمانہ جسارت کی ہے۔

کسی بھی جماعت یا فرقہ کی بنیاد دین کے خوبصورت نام سے ڈالی جاتی ہے، یہی حال دیندار انجمن کے نام سے منسوب گمراہ فرقے کا بھی ہے۔ یہ فرقہ دعوت الی اللہ کے خوبصورت لیبل کے ذریعہ کفر والحاد کی تبلیغ، رہبری کے نام پر رہزنی، اور دین کی خدمت کے نام پر اسلام کی

بیخ کنی کا کام انجام دے رہا ہے۔

احقاقِ حق وابطالِ باطل کے سلسلہ میں علماءِ دیوبند نے کسی بھی جماعت یا فرقہ کے خلاف قلم اٹھایا ہے تو اس کا مقصد تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ راہِ حق کی تلاش میں غلط راستے کا انتخاب کر کے صحیح منزل کو پہنچنے کی امید رکھنے والوں کو ہمدردانہ وخیر خواہانہ جذبے کے ساتھ اس جماعت یا فرقہ کے باطل نظریات، گمراہ کن عقائد سے باخبر کرنا اور انہیں کی تحریروں کے آئینہ میں ان کی صحیح تصویر دکھلا کر سچائی اور انصاف کی راہ پر لانا ہے اور یہ بتلانا ہے کہ جو لوگ اپنے چہروں پر دینداری کے حسین نقاب اوڑھ کر کفر والحاد پھیلانے کی مکروہ سازش میں مصروف ہیں ان کی حقیقت کیا ہے، تاکہ جو لوگ دانستہ یا نادانستہ اس گمراہ فرقہ سے وابستہ ہیں انہیں غور وفکر کر کے حق کو قبول کر لینے کی توفیق ہو جائے۔

اللہ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے کرم فرما ممتاز عالمِ دین حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب زید مجدہ کو کہ انہوں نے "دیندار انجمن" کی حقیقت واضح کر کے اور اس کے دجل کا پول کھول کر امت کو اس فتنہ کا شکار ہونے سے بچانے کی سعی مشکور ومبروک کی ہے، تاکہ اس فرقہ سے وابستہ افراد کو اپنے بانی کے عقائد ونظریات کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھ کر حق وباطل میں تمیز کر سکیں۔ فرقِ ضالہ پر مولانا کی گہری نظر ہے، اور ان کی تردید وتعاقب کا خداداد ملکہ رکھتے ہیں، چنانچہ قادیانیت سے پس پردہ گٹھ جوڑ رکھنے والی دیندار انجمن پر آپ نے قلم اٹھا کر اس کے تمام راز ہائے سربستہ کو اس کتاب میں طشت از بام فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا محترم کی یہ خیر خواہانہ کوشش اپنے مقصد میں کامیاب ہو اور اس کتاب کا نفع عام وتام ہو۔

والسلام

محمد ارشد علی قاسمی

خادم مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ اے پی

۱۹ر فروری ۲۰۱۱ء

تأثرات

مولانا محمد موسیٰ خان صاحب ندوی زید مجدہٗ
(استاذ دارالعلوم الرحمانیہ حیدرآباد)

اسلام کے بنیادی عقائد میں ایک اہم عقیدہ "عقیدۂ ختم نبوت" ہے، اس کو متأثر کرنے اور دینِ محمدی کی حقیقی شکل بدل دینے کی غرض سے انگریزوں کی جانب سے قادیانیت کی شکل میں ایک مستقل ومتوازی دین ایجاد کیا گیا، زائد از سو سال سے اس کی سرگرمیوں اور ریشہ دوانیوں کا سلسلہ تا حال جاری ہے، چونکہ اس کو اسلام مخالف طاقتوں کی مدد بلا واسطہ حاصل ہے اس لیے یہ دجل وفریب تو کھل کر سامنے آ گیا۔ مگر اس کی جڑوں کو مضبوط کرنے اور اس کو استحکام بخشنے کے مقصد سے جو ضمنی تحریکیں وجود میں آئیں انہیں اکثر لوگ سمجھ نہ سکے، انہیں میں ایک تحریک وہ ہے جسے محمد علی لاہوری قادیانی کی سرپرستی میں صدیق حسین چن بسویشور نے انجمن دیندار کے نام سے جاری کیا، اس باطل فرقہ کی بنیاد ۱۹۲۴ء میں کرناٹک کے علاقہ میں ڈالی گئی، پھر کچھ عرصہ بعد کسی صاحب کی عطا کردہ اراضی پر باقاعدہ اس کا مرکز قائم کیا گیا جو آج تک قائم ہے۔

بدقسمتی سے اس فرقہ کو دشمنِ اسلام انگریز کی تائید اور مادّی حمایت ویسی حاصل نہ ہوسکی جیسا کہ قادیانیت کو حاصل تھی اور نہ ہی مرزا کے فرزند وخلیفہ نے اس کی طرف کچھ توجہ کی، جس کی وجہ سے چن بسویشور اور ان کا فرقہ در در کی ٹھوکریں کھاتا رہا، اور ابھی دس بارہ برس قبل پیش آئے دلخراش حادثات کے نتیجہ میں ان پر عائد پابندی نے تو اور بھی بے در ودیوار اور بے آسرا کر دیا، البتہ کچھ لوگ گفتگو کی شعبدہ بازی اور چال ڈھال کی مشیخیت سے اب بھی امت کے سادہ لوح اور جاہل مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، دیگر فرق باطلہ کی طرح یہ فرقہ بھی اپنے نظریات کو چھپا کر

مذہبِ اسلام کی ظاہری چیزوں کو پیش کرتے ہیں، بالخصوص غیروں میں تبلیغ کے حسین عنوان کو تو یہ لوگ خوب استعمال کرتے ہیں، اور کچھ ویدوغیرہ کی مخصوص عبارتیں رٹ کر ہندؤں کو مانوس کرتے پھرتے ہیں۔

بہرحال بعض علاقوں میں عوام ان کے گمراہ نظریات سامنے نہ ہونے کی وجہ سے ان کے دامِ فریب میں گرفتار ہورہے ہیں، اور اہلِ علم کے سامنے بھی ان کے مذہب کی تفصیلات موجود نہ تھیں، جس کی وجہ سے ضرورت تھی کہ اس تحریک کے نظریات اور خدوخال کو روشنی میں لایا جائے۔ اللہ اجر جزیل عطا کرے مخدوم گرامی حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم ناظم ادارہ اشرف العلوم ونائب ناظم مجلس علمیہ آندھراپردیش کو کہ انہوں نے بڑی محنت سے پہلے ان کے مآخذ ومراجع کو اکٹھا کیا، پھر ان کی تحریرات واقتباسات کی روشنی میں ان کا اصل چہرہ امت کے سامنے پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، اس سے قبل بھی مہدویت کے رَد میں مولانا کی ایک کتاب "مطالعۂ مہدویت" اہلِ علم کے حلقوں میں کافی مقبول ہوئی، ان کے علاوہ بھی اپنی تحریرات کے ذریعہ حضرت مولانا امت کو باطل فرقوں سے وقتاً فوقتاً بیدار کرتے رہتے ہیں، جس کا اندازہ مولانا کے اداریوں اور دیگر مضامین کے مجموعہ "فیضِ سعید" سے ہوتا ہے جو چھپ کر منظرِ عام پر آ گیا ہے۔

زیرِنظر کتاب کے ابتدائی چند صفحات میں مؤلف محترم نے بتلایا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصطلاحات کو دیندار انجمن والے کس مفہوم میں استعمال کرتے ہیں، جب کہ اس کے مقابلہ میں اس کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ جس سے عوام کے سامنے اس فرقہ کا اجمالی آسانی ہوگیا، البتہ اہلِ علم کے لیے کتاب کا اصل حصہ نہایت ہی مفید ہے، یہ کتاب ہر صاحبِ علم کی ضرورت ہے بالخصوص جن علماء کا ان سے آمنا سامنا ہوتا ہے، انشاء اللہ اس سے بھولی بھالی عوام کو اس باطل فرقہ سے محفوظ رکھنے میں بڑی مدد مل سکے گی۔

والسلام

محمد موسیٰ خاں ندوی

۳۲/۳/۲۲ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی صادق محی الدین صاحب فہیم مدظلہٗ العالی

(سابق مفتی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن)

اسلام دین توحید ہے، اس میں کسی قسم کے شرک کی آمیزش اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں ہے، ہر نبی توحید و رسالت کی دعوت کے ساتھ دنیا میں بھیجے گئے تھے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن بھی توحید و رسالت کی دعوت ہی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنا طریقہ لازم کر دیا ہے، اسی کے ساتھ اپنے خلفاءِ راشدین اور دیگر صحابہ کرامؓ کو بھی نجومِ ہدایت قرار دے کر ہمارے لیے حجت بنا دیا ہے۔ انہی تین چیزوں سے چمٹے رہنے میں ہدایت و کامرانی کا راز پوشیدہ ہے۔

آج کل اسلام کے نام پر مختلف گمراہیاں عام ہیں۔ خیر القرون ہی میں فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا، مسیلمہ کذاب جیسے کئی ایک مدعیان نبوت اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جیسے دشمنان دین پیدا ہوئے، بعد کے ادوار میں بھی ایسے کئی ایک فتنے سر اٹھاتے رہے، انہیں میں سے ایک عظیم فتنہ ''قادیانیت'' ہے اور اسی سے منسلک ایک اور فتنہ صدیق دیندار چن بسویشور کا بھی معلوم ہوتا ہے، اس کی تحریرات اور اس کے متبعین کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فتنہ (چن بسویشور صدیق دیندار) بھی قادیانیت کی کوک ہی سے جنم لیا ہے۔ ''خادم خاتم نبوت'' ''دعوت الی اللہ'' ''مہر نبوت'' ''شمس الضحیٰ'' ''تبلیغ رسالت'' ''معراج المومنین'' ''ختم نبوت کا قرآنی مفہوم'' وغیرہ سے کتاب ہذا میں دیئے گئے اقتباسات اس کے شاہد عدل ہیں، ان تحریرات سے جو دعاوی ان کے یا ان کے متبعین کے نوک قلم پر آ گئے ہیں جس نے اس باطل طبقہ کے بطلان کو سمجھنے اور ان کی کج فکری سے واقفیت کے اسباب مہیا کر دئے ہیں، ان تحریرات میں وہ کہیں ہندوؤں کے

اوتار چن بسویشور ہیں تو کہیں یوسف موعود ہیں، کہیں مثیل موسی ہیں تو کہیں مظہر خدا ہیں، کہیں مہدی آخرالزماں ہیں تو کہیں مصلح موعود ہیں اور کہیں خاتم النبین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانی ہیں تو کہیں شافع محشر ہونے کے مدعی ہیں تو کہیں شنکر و پرماتما بنتے ہیں تو کہیں وہ اللہ کے روپ میں بھی جلوہ گر ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ **العیاذ باللّٰہ ثم العیاذ باللّٰہ.**

دشمنان اسلام کی اسلام کے خلاف سازشیں اور ان کی ریشہ دوانیاں ہی کچھ کم نہیں تھیں کہ اسلام کے نام سے اسلام کی صفوں میں شامل دشمنان اسلام کی پھیلائی ہوئی گمراہیاں گویا ایک طرح سے آگ پر تیل ڈالنے کا کام انجام دی ہیں، اسلام ہی کے خوبصورت وحسین عنوان سے اسلام کے خلاف کی جانے والے ان کی کوششیں بھی دشمنان اسلام کو شرمندہ کررہی ہیں، اسلام کے نور کے بالمقابل گمراہیوں کی جو تاریکیاں وظلمتیں ان ناعاقبت اندیشوں نے پھیلا رکھی ہے وہ دشمنان اسلام ہی کے ہدف کو تقویت پہنچارہی ہیں۔

بعض مفکرین کی تحقیق ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں رہتے ہوئے اسلام کے نام سے خلافِ اسلام نظریات کا پرچار کرنے والوں اور دین حق کے بنیادی ڈھانچے کو متزلزل کرنے والوں کے پشت پناہ دراصل اسلام دشمن طاقتیں ہی ہیں یہ لوگ انہی کے آلہ کار بن کر اسلام کے نام سے نئے نئے خیالات ونظریات کو رواج دیتے رہے ہیں، ان سب کی متفقہ فکر یہ ہے کہ سچے دین اور حقیقی اسلام کے مقابلہ میں اپنی مزعومات کو اسلام بتا کر مسلمانوں کو اسلام سے دور کردیں، ساتھ ہی اپنے باطل افکار پر بھی پردہ ڈالے رہیں تاکہ اس کی حقیقت لوگوں پر آشکار نہ ہو، اس طرح تقیہ یا کتمان کے جرم کے بھی یہ لوگ مرتکب ہیں، اپنے باطل افکار وگمراہ کن مزعومات کو صاف ظاہر کرنے سے گریز خود ان کے گمراہ ہونے کی دلیل ہے۔

گرامی قدر محترم مولانا محمد عبدالقوی زید مجدہ ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدآباد نے اسی پس منظر میں "سری چن بسویشور۔ اپنے تحریرات ونظریات کے آئینہ میں" کے عنوان سے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں بڑے اچھوتے اور منفرد انداز میں ان گمراہ حقیقتوں سے پردہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کی ہے، اور اس کوشش میں وہ بڑے کامیاب ہیں۔ اس کتاب میں اس گمراہ طبقہ کی مستند کتابوں سے ان کی باطل تحریرات کو حسن ترتیب سے ایک لڑی میں پرودیا ہے۔ علماء اسلام اور

محققین اور عامہ مسلمین بھی اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ایک نظر میں ان کے باطل نظریات اور گمراہ افکار سے واقف ہوسکتے ہیں، اور امت مسلمہ اپنے آپ کو گمراہیوں سے بچاسکتی ہے، اور اس فرقہ میں نادانی سے شریک افراد یا وہ سلیم الفطرت افراد جو پہلے ہی سے اس میں شریک ہے انصاف پسندی اور خالی الذہنی کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کریں تو باطل کا پردہ چاک ہوسکتا ہے اور حق وصداقت ان پر واضح ہوسکتی ہے، نور اسلام کی روشنی پھر سے ان کے دل ودماغ کو روشن ومنور کرسکتی ہے۔ میں مؤلف موصوف کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے ذریعہ سے احقاق حق اور ابطال باطل کی کامیاب کوشش کی ہے، اس طرح کی گمراہیوں کا رد جو علماءِ امت پر فرض کے درجہ میں تھا اس پر کام کرکے سب کو اس فریضہ سے سبکدوش کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی مولف موصوف کو امت مسلمہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تحقیق کو ان کے اور ان کے بزرگوں کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے، اور گمراہ انسانیت کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین وصلی اللہ تعالی وسلم علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین.

والسلام

صادق محی الدین

کلماتِ بابرکات

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد زکریا سنبھلی دامت برکاتہم
(استاذِ حدیث وفقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، یوپی)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس وقت ابلیس کو جنت سے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے نکالا تھا، اسی وقت اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں آپ کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس آدم کی وجہ سے آپ مجھے جنت سے نکال رہے ہیں، میں اس کی اولاد کو جنت میں نہ آنے دوں گا۔ اور تب ہی سے وہ اپنی بات کو پورا کرنے اور اولاد آدم کو جنت سے روکنے کی بھرپور کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں جو جو جتن وہ کرسکتا ہے اس کے کرنے میں کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھتا ہے۔ آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر آج تک ہر طرح کی گمراہی خواہ کفر وشرک اور بت پرستی وغیرہ کی شکل میں ہو، یا ہوا پرستی اور جاہ پرستی کی صورت میں، یا کسی اور طرح ہو سب اسی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔

انبیاء سابقین کے زمانوں میں ان کی قوموں کو ان کی اتباع سے روکنا، ان کے لائے ہوئے دین کی مخالفت کرانا بھی اسی کی کوششوں کا نتیجہ رہا ہے۔ اللہ کے آخری پیغمبر سیدنا ومولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مشرکین مکہ اور دیگر مخالفین کو ابھارنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں جھوٹے نبوت کے دعویدار مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی سے دعوائے نبوت کرنا بھی اسی کی تعلیمات وترغیبات کا نتیجہ تھے۔ اور اسی کی کوششوں کے نتیجے میں ہر زمانہ میں اس طرح کی بے دینی اور بددینی کے علمبردار سر اٹھاتے رہتے ہیں جنہیں حدیث شریف میں ''دعاۃ علیٰ ابواب جھنم'' یعنی جہنم کے داعی کہا گیا ہے۔ ماضی قریب میں قادیانیت، مہدودیت اور

تحریک دیندار انجمن بھی اسی کے گمراہ کن مشن اور اسی کی کوششوں کے زہریلے ثمرات ہیں۔ابھی کچھ عرصہ پہلے حیدرآباد کے ایک مخلص اور اللہ والے عالم دین جناب مولانا عبدالقوی صاحب کے ذریعہ مہدویت کی گمراہ جماعت اور ان کی تحریک کا پتہ چلا تھا، اب مولانا مدظلہ ہی کے ذریعہ ایک اور گمراہ جماعت دیندار انجمن کی سرگرمیوں کی تفصیلات کا علم ہوا ہے۔الحمدللہ مولانا کو اس سلسلے میں فکر کرنے کی توفیق ہوئی اور انہوں نے اس کے رد میں یہ کتاب تصنیف فرمائی۔

عجیب بات ہے کہ یہ گمراہ جماعتیں اور تحریکیں اور ان کے بانی انہیں علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں اور انہیں وہیں کچھ کامیابی ملتی ہے جہاں کے مسلمانوں کا دینی شعور کچھ کمزور ہوتا ہے اور وہ جب ان علاقوں میں اپنی بنیاد کچھ مضبوط کر لیتی ہیں اور ان کا جال پھیل چکا ہوتا ہے تو ان کی خبریں دینی اور علمی حلقوں تک پہنچتی ہیں، پھر ان کے صحیح انداز میں رد کرنے والے بھی بہت کم ہوتے ہیں۔

یہ کتاب "سری چن بسویشور۔اپنی تحریرات ونظریات کے آئینہ میں" جو آپ کے ہاتھ میں ہے، اسی دیندار انجمن کے بانی صدیق حسین (جس نے اپنے بارے میں کسی ہندو دیوتا "سری چن بسویشور" ہونے کا دعویٰ کیا ہے) کی گمراہ کن تحریروں اور نظریات پر مشتمل ہے۔کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود کو کبھی چن بسویشور (ایک ہندو دیوتا) کہتا ہے کبھی دوسرے دیوتاؤں کا روپ دھارن کرنے کی بات کرتا ہے، پھر ان دیوتاؤں کے لئے جن جن خرافات کا ذکر ہندو دیومالاؤں میں ملتا ہے ان سب کو بھی اپنے اوپر منطبق کرتا ہے۔کبھی نبوت کا اور کبھی خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، اور اپنے لئے ان سب باتوں کا اثبات کرتا ہے جو ایک نبی یا ذات خداوندی کے لئے ضروری ہیں۔اس کے عقائد ونظریات ایک عقلمند کی سمجھ سے باہر ہیں، اس کی خرافات کو پڑھ کر اس کی کیفیت بالکل غالب کے اس شعر کا مصداق نظر آتی ہے ؎

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کچھ　　کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

پھر اس طرح کے لوگوں نے جیسے پہلے بھی انبیائے سابقین کی توہین کی ہے یہ بیچارہ بھی اپنی حیثیت منوانے کے لئے یہ سب کچھ کرتا ہے نیز جس جگہ حالات کا جیسا تقاضا ہوتا ہے وہ اور اس کے متبعین ویسا ہی رنگ وروپ اختیار کرتے رہے ہیں۔مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہٗ دکن

کے ایک مخلص اور اللہ والے عالمِ دین ہیں، علاقہ کے حالات ومسائل پر نظر رکھتے ہیں اور تمام دینی کتابوں کے لیے فکر مند رہتے ہیں، مولانا نے جب اس فتنے کے تعارف اور تعاقب کی ضرورت محسوس کی تو کافی محنت سے ان کا لٹریچر جمع کروایا پھر تفصیلی مطالعہ کے بعد ان کفریہ اقتباسات کو جمع فرمایا—— جو آپ اگلے صفحات میں مطالعہ فرمائینگے—— مولانا نے ازیں قبل فرقۂ مہدویہ کے سلسلہ میں بھی ایسا ہی تحقیقی کام سرانجام دے کر امت کو اس سے باخبر کیا اور خود مہدی برادری کو بڑے سوز ودرد سے رجوع الی الحق کی دعوت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا کو اس سلسلہ میں بھرپور کامیابی عطا فرمائے اور اس شیطانی فتنے سے لوگوں کو بچانے کا اجر وثواب عطا فرمائے۔ ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔ عام مسلمانوں خصوصاً اہل علم حضرات سے اس فتنہ کے رد کی طرف توجہ کرنے اور مولانا مدظلہ کی اس کتاب کو ان لوگوں تک پہنچانے کی فکر کرنے کی درخواست ہے جن کی طرف اس فتنہ کو بڑھنے کا خطرہ محسوس ہو۔

کتاب کے مقدمہ میں جن مولانا خالد بیگ صاحب ٹمکوری ندوی کا ذکر ہے وہ میرے شاگرد ہیں۔ میں ان کی صلاحیتوں سے ان کے زمانہ طالب علمی سے واقف ہوں۔ اور اب تو الحمدللہ ان کی صلاحیتوں اور محنتوں کے نتائج بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

محمد زکریا سنبھلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رائے گرامی

حضرت مولانا شعیب اللہ خان صاحب مدظلہٗ العالی

(ناظم مدرسہ مسیح العلوم وخطیب مسجدِ بیدواڑی بنگلور)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ!
تاریخ کے صفحات اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں کہ دین اسلام جونہی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا شیطانی قوتوں وطاغوتی طاقتوں نے اس ''ربانی دعوت'' کے خلاف پوری مستعدی وقوت کے ساتھ یلغار شروع کردی تھی، پھر اس کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے یا کم ازکم کمزور کرنے کی وہ کونسی تدبیر وحربہ تھا جس کو انھوں نے نہیں آزمایا اور وہ کونسا دقیقہ تھا جس کو فروگزاشت کرنا روا رکھا گیا؟ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں کا ایک سیلاب تھا جو اس کے خلاف اُمڈ آیا تھا، مخالفتوں کا ایک طوفان تھا جو بظاہر تھمتا نہیں تھا اور بغض وعداوت کی خندقیں تھیں جو اس کے راستے میں رکاوٹ بنی ہوئی تھیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کو علامہ اقبال نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　　چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اور تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ یہ فتنے بہت سے تو وہ تھے جو غیر اقوام کی جانب سے کھڑے کئے گئے تھے، جن کی سرپرستی یہود بے بہبود اور نصاریٰ کررہے تھے، یہ خارجی فتنے تھے، اور بہت سے فتنے داخلی بھی تھے جو اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے لوگوں اور اسلام کا نام لینے والوں نے پیدا کئے تھے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ فتنے صورتوں وشکلوں کے لحاظ سے مختلف لگتے ہیں، طرز وانداز کے اعتبار سے متفرق نظر آتے ہیں، ناموں اور لیبلوں میں الگ الگ معلوم ہوتے ہیں اور اپنے

اپنے خاص ومخصوص امتیازات وتشخصات بھی رکھتے ہیں،مگراس کے باوجود نتیجہ کے اعتبار سے ایسا لگتا ہے کہ یہ سب کے سب ایک متفقہ نصب العین پر پوری طرح متحد وکمر بستہ ہیں۔اور وہ نصب العین کیا ہے؟ مخالفت وعداوت اوراسلام کی بیخ کنی و پامالی۔سبائیت،رفض وتشیع، خارجیت و اعتزال، جبر وقدر،خلق القرآن،قدم وحدوث عالم،ارجاء وابتداع،مہدویت وقادیانیت وغیرہ بے شمار فتنے اسی منظّم منصوبے وایجنڈے کی پیداوار ہیں، جو بظاہر مختلف مگر مقصد ومنشأ اورنصب العین کے لحاظ سے ایک ہیں۔

اوران فتنوں میں سے بڑے خطرناک وزہریلے اوران کے اپنے مشن کے لحاظ سے بڑے کامیاب وہ فتنے تھے جو اسلام دشمنی میں اسلام ہی کے نام پر وجود میں آئے اورعمل بالقرآن یا عمل بالحدیث کے نعروں اور دعوؤں کے ساتھ سامنے لائے گئے۔انہی فتنوں میں سے ایک خطرناک فتنہ وہ ہے جو قادیانیت کی کوکھ سے جنم لیکر وجود میں آیا اور وہ ہے ''دیندار انجمن'' کے نام پر بے دینی وبددینی کا فتنہ،جس کا بانی ''صدیق حسین المعروف بہ سری چن بسویشور ہے۔صدیق دیندار نے غلام احمد قادیانی علیہ ماعلیہ سے رابطہ اوراس کے خلیفہ بشیرالدین محمود علیہ ماعلیہ سے بیعت اور قادیانی کتب کے مطالعے،قادیانی لوگوں سے تربیت کے نتیجہ میں دین اسلام کے خلاف ایک انجمن بنائی،جس کا مقصد بھی وہی تھا جس کا اوپر کی سطور میں تذکرہ کیا گیا ہے،اوراس نے قادیانی کتب کی جھوٹی پیشگوئیوں کو بنیاد بنا کر اپنے بارے میں یوسف موعود،مثیل موسیٰ،مظہر خدا ہونے کا دعوی کیا اورختم نبوت کی قادیانی تشریح کے مطابق نعوذ باللہ حضرت رسول کریم ختمی مرتبت ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ کیا اور خود کو آپ کے بعد خود ساختہ جھوٹی نبوت کا علمبردار بنالیا۔پھر ہندو قوم میں اپنے کو متعارف کرانے اوران سے داد تحسین کے شوق میں اس نے ان کی کتابوں کو مدار بنا کر خود کو'' چن بسویشور'' کا نام دیا اوراسی نام سے متعارف ہوا،مگراس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود ہندو لنگایت قوم نے اس کو جھوٹا قرار دیدیا۔

یہ فتنہ''دیندار انجمن'' کے نام سے بعض علاقوں میں اب بھی پل رہا ہے،حیدرآباد وکرناٹک میں خاص طور پر اس کے مراکز بنے ہوئے ہیں،اوراسلام واہل اسلام کے خلاف ان کی ناپاک ریشہ دوانیاں اورمخالفانہ ومجرمانہ کارروائیاں آئے دن سامنے آتی رہتی ہیں۔اور یہی نہیں بلکہ بعض

جگہوں پر ان کو اہل اسلام کی مساجد میں ذمہ دارانہ عہدے ملے ہوئے ہیں اور اہل اسلام کے ساتھ رہنے سہنے کے مواقع بھی ان کو خوب حاصل ہیں جس کی وجہ سے ان کو اہل اسلام میں اپنی کارروائیاں انجام دینے میں، ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے اور اپنے ناپاک نظریات کو ان میں پیش کرنے میں کوئی رکاوٹ تو کجا بلکہ مزید سہولیات فراہم ہیں۔ مگر افسوس تو اس بات کا ہے کہ آج امت فکر معاش میں اس قدر منہمک ہے کہ اس کو اسلام و اہل اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کو سمجھنے، ان کے ایمان کو سوخت کرنے والوں اور ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو پہچاننے اور نگاہ میں رکھنے اور اس کی روک تھام کرنے کے لئے کوئی وقت فرصت نہیں ہے۔ بلکہ ایک حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جب اس قسم کے فتنے سامنے آتے ہیں اور اہل اسلام کے ایمان کو برباد کرتے ہیں اور حضرات علماء دین ان فتنوں سے امت کو آگاہ کرنے کی فکر کرتے ہیں تو بعض ایسے اشخاص وافراد بھی دیکھے گئے ہیں جو علماء دین کی اس جدوجہد اور امت کے لئے دل سوزی و ہمدردی کو خود ایک ''فتنہ'' کہنے میں کوئی باک نہیں محسوس کرتے، جس کا مطلب کم از کم یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کی حقیقت اور اسلام و کفر کے درمیان فرق کو بھی ٹھیک طور پر نہیں سمجھتے، ورنہ کون مسلمان ہوگا جو اس کو سمجھنے کے بعد بھی کسی قسم کے کفر کو برداشت کرلے۔

الغرض یہ فتنہ بھی اور فتنوں کی طرح اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ظاہر ہوا اور اسلام کی بیخ کنی میں مشغول ہے اور پنپ رہا ہے۔ مگر بہت سے لوگ اس فتنے سے آگہی نہ ہونے کی وجہ سے اس کے جال میں پھنس جاتے یا یہ کہ اس کو برا نہیں سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا ضرورت تھی کہ اس فتنے سے پردہ اٹھایا جائے اور اس کا اصلی چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اس ''دیندار انجمن'' کو اسلام سمجھنے والے غور کرسکیں کہ آیا یہ اسلام ہے یا کچھ اور؟ یہ دین ہے یا بے دینی؟ یہ اسلام کی خدمت ہے یا اسلام کی بیخ کنی؟ میرے رفیق کار و قابل احترام دوست حضرت مولانا عبدالقوی صاحب اطال اللہ بقاکم ودامت فیوضکم (ناظم جامعہ اشرف العلوم، حیدرآباد) کو اللہ خوب خوب جزائے خیر دے کہ انھوں نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور بڑی عرق ریزی کے ساتھ اس فتنے کے بارے میں معلومات جمع کیں اور ایک محققانہ کتاب ''سری چن بسویشور- اپنی تحریرات کے آئینہ میں'' کے نام سے لکھ کر امت پر بڑا احسان فرمایا اور اس کے ذریعہ اس فتنے کا معقول و مدلل

تعاقب کی ایک واضح شاہراہ کھول دی۔

حضرت مولانا نے اس سے قبل ''مطالعہ مہدویت'' لکھ کر بھی ایک تاریخ ساز خدمت انجام دی اور اس سے بھی الحمدللہ امت مسلمہ کے بھٹکے ہوئے بہت سے افراد کو راہ حق کی تلاش میں مدد ملی اور ہم نے اس کے بہت سے نسخے یہاں تقسیم کرائے اور حضرت مولانا مفتی افتخار احمد صاحب زید مجدھم (صدر جمعیت علماء ہند کرناٹک) نے بھی اس کتاب کو یہاں طبع کرایا اور پھیلایا۔ میں بذات خود جانتا ہوں کہ اس کتاب سے بہت سے لوگوں کو ہدایت ملی اور ایسے لوگوں نے میرے سامنے آکر الحمدللہ ''مہدویت'' سے توبہ کی اور دین اسلام میں داخل ہوئے۔

میں حضرت مولانا کو مبارکبادی کا تحفہ پیش کرتا ہوں، اور ان کے حق میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی پوری امت کی جانب سے ان کو جزائے خیر دے اور ان کی اس خدمت کو شرف قبول سے نوازے اور امت کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین یارب العالمین۔

و انا الفقیر الی اللہ

محمد شعیب اللہ

جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور، کرناٹک

۱۲/ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

تأثرات

حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمی صاحب مدظلہ العالی

(سرپرست مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڈھ، یوپی)

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ أمابعد!

۱۹۷۲ء کا غالباً اگست کا مہینہ تھا، میں صوبہ کرناٹک کے شہر میسور میں مسجد خا کی شاہ میں امام وخطیب کی حیثیت سے مقیم تھا۔ مسجد کے قریب ہی ٹاؤن ہال کی عمارت تھی، ایک دن ایک اشتہار نظر سے گزرا کہ ٹاؤن ہال کے وسیع ہال میں ''دیندار انجمن'' کا اجتماع ہونے والا ہے، یہ نام میرے لئے اجنبی اور نیا تھا۔ دیندار کے عنوان سے مجھے کشش ہوئی، تاریخ موعود پر میں بھی شریک اجتماع ہوا، دیکھا تو صورت ووضع اور شکل وشباہت کے اعتبار سے خاصے دیندار لوگوں کا اجتماع ہے، بڑی بڑی داڑھیاں، سروں پر پگڑیاں، لمبے لمبے کرتے، لیکن ٹخنوں سے نیچے پاجامے! بس یہ ایک چیز کھٹک رہی تھی، مگر جب اجتماع کی کارروائی شروع ہوئی اور تقریروں کا آغاز ہوا تو بالکل ناقابل فہم! دل ودماغ میں اترنے کے بجائے سروں کے اوپر سے گزرتی چلی جارہی تھیں، اسٹیج پر لگے ہوئے بینر کو دیکھ کر پہلے ہی ایک وحشت محسوس ہوئی تھی، جس پر ''چن بس ویشور'' لکھا ہوا تھا۔ تقریروں نے یہ وحشت اور بڑھادی، میں سوچ رہا تھا کہ مسلمانوں کی شکل میں یہ ہندو ہیں؟ پھر ''صدیق'' بھی اور ''دیندار'' بھی، لیکن اس کے ساتھ ''چن بس ویشور'' عجب معمہ معلوم ہورہا تھا، ان کی بے معنی اور دوراز فہم تقریروں کے سننے کے بعد اندازہ ہوا کہ قادیان کی جھوٹی نبوت سے متاثر ہوکر ان صاحب کو بھی جن کا نام صدیق لیا جارہا ہے اور دنیدار کے لقب سے انھیں یاد کیا جارہا ہے، نبوت کا شوق چرّایا ہے، اور ''چن بس ویشور'' کا ہندوانہ لبادہ اوڑھ کر یہ صاحب مسلمانوں میں بھی اور ہندوؤں میں بھی کوئی نیا فتنہ جگانا چاہتے ہیں۔

بہت عرصہ کے بعد پھر جنوب میں حیدرآباد آمدورفت شروع ہوئی، تو اس مانوس فرقہ کی آوازیں کانوں میں آئیں۔ حیدرآباد کے نامور اور غیور عالم دین حضرت مولانا مفتی عبدالقوی صاحب مدظلہ سے ملاقات ہوئی، اور تعارف ہوا۔ یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی اور حضور خاتم النبین ﷺ کی امت کی زرخیزی پر یقین واذعان میں مزید اضافہ ہوا، کہ ختم نبوت کے مضبوط حصار پر جو بری نظریں لگ رہی ہیں، اور وہ وقتاً فوقتاً اس آہنی قلعہ میں شگاف ڈالنے کی سعی نامحمود میں مصروف رہتی ہیں، امت کے علماء جو صحیح معنوں میں وراثت نبوت کا حصہ پائے ہوئے ہیں۔ وہ ان چوروں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں، اور جو فتنہ جہاں سے بھی لپکتا دکھائی دیتا ہے وہیں اسے دبانے اور بجھانے کے لئے سربکف موجود ہوتے ہیں۔

مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہ نے کچھ عرصہ پہلے ''مہدوی فرقہ'' کا کامیاب تعاقب کیا تھا، اب ان کی توجہ ''چن بس ویشور'' کے ناقابل فہم فرقہ اور اس کے ہفواتی وخرافاتی لٹریچر کی طرف ہوئی، یہ فرقہ اپنے پرپُرزے قائم رکھنے اور بڑھاتے رہنے کی کوشش جنوبی ہند میں کررہا ہے۔ مولانا نے ان کے ہذیانی لٹریچر کا گہری نظر سے مطالعہ کیا، واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ اس لٹریچر میں ہے، وہ ہذیان اور ذہن ودماغ کے بے معنی طغیان کے علاوہ کچھ نہیں ہے، لیکن حسب مقولہ **لکل ناعق لاحق**، ہر شور وغوغا مچانے والے پیچھے کچھ لوگ لگ ہی جایا کرتے ہیں۔ اس لٹریچر پر بھی اعتقاد رکھنے والوں کا ایک گروہ غوغا مچانے پر لگ گیا ہے، اس لٹریچر کا پڑھنا ایک صحیح دماغ والے کے لئے شدید مجاہدہ اور سخت آزمائش ہے، مگر مولانا کا صبر قابل داد بھی ہے اور قابل دید بھی، کہ انھوں نے ان کے مشکل الحصول لٹریچر کو حاصل بھی کیا اور اسے بغور پڑھا بھی، اور پھر اسے نہایت سلیقے سے مرتب کرکے اس فرقہ اور اس بانیٔ فرقہ کی اصل تصویر امت کے سامنے رکھ دی!

حق تعالیٰ اس مجاہدہ، اس صبر واستقامت، احقاق حق اور ابطال باطل کو بہ طفیل حضرت خاتم المرسلین ﷺ قبول فرمائیں اور امت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھیں۔

اعجاز احمد اعظمی

مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، ضلع اعظم گڈھ (یوپی)

یکم ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ مطابق ۵ فروری ۲۰۱۱ء شنبہ

فتویٰ

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند، یوپی

استفتاء سے منسلک عقائد کی عنوانی فہرست کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے بہت سے عقائد تو سراسر کفر ہیں، مثال کے طور پر اقتباس نمبر ۲۵، ۸۰، ۸۵، ۸۸، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۶۰، ۲۶۱ وغیرہ اور کچھ تو انتہائی ضلالت اور گمراہی پر مشتمل ہیں، مثلاً اقتباس نمبر ۲۱، ۲۴، ۹۸، ۱۲۸، ۱۹۱، ۱۹۲، ۲۳۰ وغیرہ اور بعض یا تو کذب وافترا یا بالکل بے سروپا باتیں ہیں، مثلاً ۴۳، ۱۹۶، ۲۶۲، ۲۰۲، ۲۴۱، ۱۶۲ وغیرہ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو فرقہ یا جماعت اس طرح کا عقیدہ رکھتی ہے اور جو لوگ قولاً یا عملاً ان عقائد کی تصدیق کرتے ہیں وہ اسلام سے خارج ہیں، ان پر فرض ہے کہ اپنے باطل عقائد سے توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں، نیز علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ عوام کو ان خرافات سے آگاہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں، نیز علمائے کرام کی ذمے داری ہے کہ عوام کو ان خرافات سے آگاہ کریں اور اس باطل فرقے کے کفریہ اور گمراہ کن عقائد سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ حدیث میں ہے: **یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ، ینفون عنه تحریف الغافلین وتاویل الجاهلین وانتحال المبطلین.** (اخرجه البزار ۹۴۲۳ والبیهقی ۲۱۴۳۹)

الجواب صحیح:

محمود حسن بلند شہری غفرلہ، وقار علی غفرلہ، فخر الاسلام عفی عنہ

مفتیان دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

از:

زین الاسلام قاسمی الہ آبادی

۱۴۳۲/۲/۱۸ھ

فتویٰ

حضرت مولانا مفتی صلاح الدین صاحب زید مجدہٗ
(مفتی مدرسہ رفیق العلوم وخطیب جامع مسجد آمبور، تمل ناڈو)

الجواب وباللہ التوفیق :

صورتِ مسئولہ میں شخص مذکور صدیق حسین الملقب بہ چن بسویشور کے ذکر شدہ خیالات اور عقائد اللہ تعالیٰ، رسولِ اکرم ﷺ، انبیائے کرام علیہم السلام، دینِ اسلام اور قرآن وحدیث وغیرہ کے بارے میں (مثلاً اللہ چن بسویشور کی صورت میں ہے، چن بسویشور دین اور قیامت کا مالک اور رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ غیر مسلم کے نام اور لباس میں آتا ہے، چن بسویشور محمد کا ظہور بہ لباسِ دیگر ہے اور قرآن اب دکن میں نازل ہوا ہے، وغیرہ) سراسر غیر اسلامی اور کفریہ ہیں اور قرآن وحدیث اور اجماعِ امت کے مکمل خلاف ہیں، لہٰذا چن بسویشور کافر ہے، اور دینِ اسلام سے خارج ہے، جو لوگ اس کے اِن کفریات سے متفق ہیں وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، اُن پر توبہ واستغفار اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید لازم وضروری ہے، اور جملہ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ تجدیدِ ایمان اور نکاح تک ایسے لوگوں سے قطعِ تعلق رکھیں۔

اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ او بامر من اوامرہ او انکر وعداً او وعیداً یکفر . (فتاویٰ بزازیہ ۶/۳۲۳ مطبوعہ بیروت) **سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش .....قال یکفر لانہ شتم لھم واستخفاف بھم.** (الفتاوی الہندیہ ۲/۳۳۴ مطبوعہ بیروت)

حررہ العبد محمد صلاح الدین عفی عنہ (مدرسہ رفیق العلوم آمبور)
۱۹/ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

فتویٰ

دارالافتاء والعلوم الاسلامیہ چاٹگام، بنگلہ دیش

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی

سید الانبیاء والمرسلین ، امابعد:

خط کے بیان اور ملحقہ عنوانات کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک فرقۂ باطلہ ہے، جس کے بعض عقیدے کفر وشرک ہیں۔ عوام اس سے باز رہیں اور خواص عوام الناس کو اس فتنہ کے متعلق آگاہ کریں اور حکمت سے کام لیں تاکہ فتنہ فرو ہونے کے بجائے بڑھ نہ جائے۔ اللہ توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتبہ

محبّ الرحمٰن

دارالافتاء والعلوم الاسلامیہ چاٹگام، بنگلہ دیش

فتویٰ

حضرت مولانا مفتی محمد نوال الرحمٰن صاحب مدظلہٗ العالی

صدر مفتی شریعہ بورڈ آف امریکہ (شکاگو)

الجواب وباللہ التوفیق.

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ وہ ہندوؤں کا موعود اوتار ہے، مثیل انبیاء و یوسفِ ثانی ہے، یا مظہر خدا ہے، یا ان کے انجمن میں تین سو اٹھارہ انبیاء بہ شکل مبلغین جمع ہیں وہ اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک خارج عن الاسلام ہے، ایسا آدمی دجال اور گمراہ ہے، ان سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا حرام ہے، ان کا ذبیحہ حرام ہے، ان سے نکاح و معاملات حرام ہے، نہ ان پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی، نہ ہی ان کو مسلمانوں کو قبرستان میں دفنایا جائے گا۔

☆ **لا خلاف في كفر المخالف في ضروريات الإسلام وإن كان من أهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات . كما في شرح التحرير رد المختار من الإمامة ومن جحود الوتر .(إكفار الملحدين ص:١٧ إدارة القرآن والعلوم الإسلامية)**

☆ **إذا لم يعرف الرجل أن محمد صلى اللهعليه وسلم آخر الانبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم كذ في اليتيمة..... وكذلک لو قال :أنا رسول الله، أو قال بالفارسية من بيغمبرم يديه بهى من بيغام مى برم يكفر . (الفتاوى الهندية)**

☆ **ويجب إكفار الروافض فى قولهم برجمعة الأموات إلى الدنيا، و بتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله إلى الأئمة ..... وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام وأحكامهم أحكام المرتدين كذا في الظهيرية.(الفتاوى الهندية ٢/٢٦٤)**

دستخط	دستخط	دستخط
اعزاز اجمیری	مفتی عبدالستار صاحب	مفتی محمد نوال الرحمٰن صاحب

فتویٰ

مولانا مفتی اکرام الحق صاحب مدظلہٗ
(ڈائریکٹر مرکز الفتویٰ با مریکا)

خارجی اور داخلی حملوں سے دین کی حفاظت اور تحفظِ حق کے سلسلے میں جو آپ کی کوششیں ہیں اس کا اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین بدلہ عطا کرے۔

آپ کے سوالات اور اس جماعت کے عقائد کے متعلق آپ کے پیش کردہ خلاصہ کو اردو میں پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اس جماعت کا بانی (صدیق دیندار) اور جو بھی ان کی پیروی کرے یا ان جیسا اعتقاد رکھے بلاشبہ وہ کافر ہے۔ یہ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اس جماعت کے غلط اعتقادات سے دوسروں کو آگاہ کرے اور ان کے بناوٹی مغالطّوں سے بچائے۔

اللہ ہم سب کو گمراہ کرنے والوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

واللہ اعلم بالصواب
مفتی اکرام الحق

فتویٰ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

(جامعۃ العلوم والاسلامیۃ کراچی، پاکستان)

"میزان انجمن" قادیانیوں کی بگڑی ہوئی جماعت ہے۔ یہ لوگ مرزا قادیانی کو "مسیح موعود" مانتے ہیں۔ حیدرآباد دکن میں مرزا قادیانی کا ایک مرید بابو صدیق تھا، اس کو مامور من اللہ، نبی، رسول، یوسفِ موعود، اور ہندوؤں کا چن بسویشور اوتار مانتے ہیں۔ بابو صدیق کے بعد شیخ محمد کو مظہر خدا، اور تمام رسولوں کا اوتار مانتے ہیں۔ اس لیے "دیندار انجمن" اور "میزان انجمن" کے تمام افراد مرزائیوں کے دوسرے فرقوں کی طرح کافر و مرتد ہیں۔ یہ لوگ قادیانی عقائد کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کے تناسخ کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ اس انجمن کے افراد کو ان کے عقائد جاننے کے باوجود مسلمان سمجھنا بھی کفر ہے۔ کسی مسلمان لڑکی کا "میزان انجمن" کے کسی مرتد سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر لڑکی ایسے مرتد کے حوالے کردی گئی تو ساری عمر زنا اور بدکاری کا وبال ہوگا۔ اس انجمن کو چندہ دینا اور ان سے سماجی و معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔ الغرض یہ مرتدوں کا ایک ٹولہ ہے جو مسلمان کو دھوکہ دینے کے لیے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے، حالانکہ ان کے عقائد خالص کفریہ ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/ ۲۳۵)

فتویٰ

فقیہِ عصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحبؒ

(دارالافتاء والارشاد کراچی، پاکستان)

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چن بسویشور مدعیِ نبوت ہے، نیز یوسفِ موعود اور مامورِ وقت اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مثیل ہونے اور اس سے بھی بڑھ کر اپنے اندر حلولِ خدا کا مدعی ہے، اس لیے چن بسویشور کافر اور مرتد ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور اس کو نبی یا بزرگ بلکہ مسلمان سمجھنے والے بھی کافر ہیں، دیندار انجمن والے جو اپنے کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کو اپنا دینی پیشوا مانتے ہیں وہ بھی مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

(احسن الفتاویٰ ۱/ ۲۷۹)

فتویٰ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً :

سوال اوراس کے ساتھ منسلکہ کاغذات میں "صدیق دیندار چن بسویشور" کے جوعقائد ونظریات ذکر کیے گئے ہیں ان کی رُو سے مذکورہ شخص اپنے آپ کومرزا غلام احمد قادیانی کا مرید، مرزا کا جانشین، مسیحِ موعود، ہندوؤں کا اوتار (چن بسویشور، دھن پتی، اندر جیوتی اور گرو ناتھ) مظہر خدا، مثیلِ موسیٰ، یوسفِ ثانی اورامام المجاہدین مہدی آخرالزمان ظاہر کرتا تھا۔ نیز اپنی دیندار انجمن اور چن بسویشوری گروہ کو زمرۂ انبیاء میں داخل اور صحابہ کرام کے برابر قرار دیتا تھا، نیز اپنی تحریرات میں یہ شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شانِ اقدس اور حضورِ اکرم سمیت باقی انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔ لہٰذا یہ شخص کافر، گمراہ اور گستاخ تھا اوراس کے پیروکار اور جماعت کے لوگ بھی اگراس کے نظریات وعقائد سے متفق ہیں تو وہ بھی کافر ہیں، مسلمانوں کو ان کے فتنہ سے ہوشیار وباخبر رہنا اوران کے ساتھ تعلقات اورمیل جول رکھنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ (مأخذہٗ التبویب ۲۹/۶۵۳ ب) مزید تفصیل کے لیے احسن الفتاویٰ (ج ا ص ۲۱۵) بعنوان "بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا" ملاحظہ فرمائیں۔

فی الفتاویٰ الهندية (۲/۲۵۸) :

يكفر إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به أو سخر باسم من أسمائه أو بأمر من أوامره أو نكر وعده ووعيده أو جعل له شريكاً

أو ولدا أو زوجة أو نسبه إلى الجهل أو العجز أو النقص ويكفر بقوله يجوز أن يفعل الله تعالى فعلاً لا حكمة فيه ويكفر إن اعتقد أن الله تعالى يرضى بالكفر كذا في البحر الرائق.

وفی الفتاویٰ البزازية علیٰ هامش الهندية (٦/٣٢٧) :

واما الايمان بسيدنا عليه الصلوٰة والسلام فيجب بانهٗ رسولنا فی الحال وخاتم الانبياء والرسل، فاذا آمن بانهٗ رسول ولم يومن بانهٗ خاتم الرسل لا يسنخ دينه الیٰ يوم القيامة لا يكون مومناً.

.....واللہ سبحانہ اعلم

دستخط
بندہ عبدالرؤف سکھروی
١٩/٣/٣٢ھ

دستخط
بندہ محمود الحسن عفی عنہ
١٦/ربیع الاوّل ١٤٣٢ھ

۞ بابِ چہارم

فہرست اقتباسات

فہرست اقتباسات باعتبار عنوانات

میں نے ان لوگوں کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے وقت یہ کیا تھا کہ جو کتاب زیر مطالعہ ہوتی اس میں سے قابلِ اعتراض اور خلافِ اسلام باتوں کو نوٹ کر لیا کرتا، اس طرح ہر کتاب کے اقتباسات علاحدہ علاحدہ جمع ہو گئے اور اسی طرح کمپوز بھی کر لئے گئے، لیکن جب پروف دیکھ رہا تھا تب اندازہ ہوا کہ اس ترتیب سے استفادہ ذرا مشکل ہے، اس لیے کہ کوئی بھی صاحبِ سمجھ جب پڑھنا شروع کرے گا تو دو ایک اقتباسات دیکھنے کے بعد متنفر ہو کے کتاب رکھ دیگا، اور تفصیلی علم حاصل نہ ہو سکے گا، اس لیے میں نے ان اقتباسات کو چودہ بنیادی عنوانات میں تقسیم کر کے اس کی فہرست اس طرح مرتب کر دی ہے کہ اگر کوئی یہ فہرست ہی پڑھ لے تو اسے اندازہ ہو جائے گا کہ موصوف چن بسویشور صاحب نے دینِ اسلام کے بنیادی عقیدوں اور مابہ الامتیاز مسائل پر کس طرح ہاتھ صاف کیا ہے اور کیوں کر اسلام سے کلیۃً ہٹ کر ایک نئے اور نامعقول دین کی بنیاد رکھی ہے۔ حاصل شدہ تمام لٹریچر کے تفصیلی مطالعہ کے بعد میرا تأثر یہ ہے —— اور دیگر اہلِ علم وخبر بھی آئندہ اس کی تائید کرینگے —— کہ موصوف نے یہ افکار ونظریات کچھ قادیانیت سے اور کچھ مہدویت سے سرقہ کر کے پیش کر دئے ہیں، فرق صرف اس قدر ہے کہ وہاں علمی شکل اور کسی حد تک معتبر انداز میں تھے یہاں بدقسمتی سے انتہائی بھونڈے انداز اور عامیانہ تعبیرات کے سانچے میں ڈھل کر اور زیادہ بے وزن ومضحکہ خیز ہو کر سامنے آئے ہیں۔ خدا کرے کہ میری یہ کاوش اس طبقے کی خوش فہمی ختم ہونے اور حق وہدایت کی طرف لوٹنے کا سبب بن جائے۔ آمین فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا.

(۱) اللہ تعالیٰ کی توہین

نمبر شمار	عنوان	نمبر اقتباس
۱	چن بسویشور کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مظہر بنایا	۲
۲	اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا مقام ایک ہی ہے	۷
۳	اولیاءِ کرام اللہ تعالیٰ کے بچے ہیں	۱۰
۴	اللہ عالمِ شہادت میں آ کر کام کرتا رہا	۱۱
۵	اللہ آیا، مجھ میں آیا اور اپنا کام کیا	۱۹
۶	نبی کریم ﷺ کی ذات سے اللہ کی ذات کا ظہور ہوا	۲۳
۷	اللہ کے پردہ میں وحدت کے سوا کیا ہے؟	۲۴
۸	چن بسویشور کی آمد سے قبل مسلمانوں کو نبی کی معرفت نہ تھی	۲۵
۹	چن بسویشور اتمامِ عبودیت کر کے خود خدا بن گیا	۲۵
۱۰	چن بسویشور کی طلب پر اللہ اپنی جماعت کو لے کر آ گیا	۵۶
۱۱	احدیت میں جو تھا وہی الآن ہوں میں	۶۶
۱۲	اللہ تعالیٰ مدرک بالذات ہے	۷۸
۱۳	چن بسویشور وہ سب کر سکتا ہے جو خدا کر سکتا ہے	۸۰
۱۴	قبولیتِ دعا کی کنجی چن بسویشور کے ہاتھ میں ہے	۸۱
۱۵	چن بسویشور اللہ رب العالمین ہے	۸۵
۱۶	رب العالمین اور رحمۃ للعالمین ایک ہی ذات کے دو نام ہیں	۸۸

۱۷	اللہ اور محمد میں عینیت باطنی ضروری ہے	۸۹
۱۸	حمد کرنے والا اور جس کی حمد کی جاتی ہے دونوں ایک ہی ذات ہیں	۹۰
۱۹	اللہ اور رسول میں جو غیریت ہے وہ لفظی اور نام نہاد ہے	۹۱
۲۰	احد اور احمد ایک ہی ذات کے دو نام ہیں	۹۲
۲۱	اللہ بڑا گھن چکر ہے	۱۱۸
۲۲	اللہ چن بسویشور کی صورت میں ہے	۱۲۴
۲۳	چن بسویشور دین اور قیامت کا مالک ہے	۱۲۹
۲۴	اللہ تعالیٰ غیر مسلم کے نام اور لباس میں آتا ہے	۱۳۲
۲۵	چن بسویشور دعائیں سننے والا مصیبت میں کام آنے والا ہے	۱۴۹
۲۶	اللہ تعالیٰ سے چن بسویشور کی ملاقات اور معاہدہ	۱۵۶
۲۷	چن بسویشور سے اللہ، اللہ سے چن بسویشور ظاہر ہوا ہے	۱۵۷
۲۸	ایشور اوتار پہلے ہندو تھا اب مسلمان ہو کر زمین پر آ گیا	۱۵۸
۲۹	چن بسویشوریت اللہ کا گھر ہے	۱۶۳
۳۰	اللہ تعالیٰ کائنات میں بھرا ہوا ہے	۱۶۵
۳۱	مسلمانوں کا خدا (اللہ تعالیٰ) وہمی خدا ہے	۱۶۶
۳۲	اللہ تعالیٰ کو غصے میں لائے بغیر کام نہیں بنتا	۱۶۸
۳۳	یوم التلاق کا مطلب اللہ کے آنے کا دن	۱۷۱
۳۴	چن بسویشور لوگوں کے نفسوں کا مالک ہے	۱۷۴
۳۵	چن بسویشور پر ایمان لانے والے ہی اللہ کے بندے ہیں	۱۷۵
۳۶	فطرتِ الٰہی اور فطرتِ انسانی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں	۱۸۳

۳۷	اللہ تعالیٰ، مرتبۂ غیب میں محمد ہی ہیں	۱۸۵
۳۸	اللہ بادلوں کے سایہ میں آ گیا ہے	۱۹۵
۳۹	ہم کائنات کے مالک اور روحانیات کے وارث ہیں	۲۰۱
۴۰	حق کی شانِ قدسی چن بسویشور کی صورت میں آ گئی ہے	۲۰۳
۴۱	چن بسویشور ملکوتی جسم چھوڑ کر انسانی جسم میں آیا ہے	۲۰۵
۴۲	چن بسویشور عالمِ غیب سے عالمِ شہادت میں نمودار ہوا ہے	۲۰۷
۴۳	چن بسویشور قیامت کا مالک ہے	۲۱۰
۴۴	چن بسویشور پرماتما اور رب العالمین ہے	۲۱۱
۴۵	چن بسویشور وہم و قیاس سے برتر ہے	۲۱۲
۴۶	چن بسویشور تینوں عالم کا مالک اور مورتیوں کا پجاری ہے	۲۱۶
۴۷	چن بسویشور کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے	۲۳۷
۴۸	ویدوں وغیرہ میں چن بسویشور کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے	۲۳۸
۴۹	چن بسویشور کا چمکنا اللہ کا چمکنا ہے	۲۴۷
۵۰	تصوری چیز تصویر کی صورت میں آ گئی ہے	۲۴۸
۵۱	اللہ تعالیٰ انسان کو اپنے مقام پر پہونچا دیتا ہے	۲۵۲
۵۲	اللہ تعالیٰ ہی چن بسویشور بن کر ظاہر ہو گیا ہے	۲۵۴
۵۳	چن بسویشور کے وجود سے اللہ اپنے موجود ہونے کا ثبوت دیتا ہے	۲۵۵
۵۴	چن بسویشور ہی ایشور اوتار (خدا تعالیٰ) ہے	۲۵۶
۵۵	چن بسویشور آ کر دنیا کو بُرے حالات سے نجات دلاتا ہے	۲۵۷
۵۶	مہاوشنو اللہ میں ہو کر جاہ و جلال سے آیا ہے	۲۵۸

۵۷	چن بسویشور کبھی فنا نہ ہوگا	۲۶۰
۵۸	نبی اکرم ﷺ کا آنا اللہ ہی کا آنا ہے	۲۶۱
۵۹	اپنا وجود ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو دنیا میں آنا پڑا	۲۶۲
۶۰	چن بسویشور فطرت کا مالک ہے	۲۶۳
۶۱	اللہ تعالیٰ انسان کا ہم جنس ہے	۲۶۹
۶۲	چن بسویشور اللہ تعالیٰ کے ذوق فطرت کا آئینہ ہے	۲۷۱
۶۳	رب المشرقین والمغربین نبیؐ ہیں	۲۷۳
۶۴	اس دور کا مالک سری بھگوان کلکی اوتار ہے	۲۷۹

(۲) نبی کریمؐ کی توہین

۱	چن بسویشور نبی کے قائم مقام ہے	۳
۲	فنافی الرسول کا چن بسویشوری مفہوم	۴
۳	بارہواں امام بروزِ محمد اور انہی کا ظہورِ ثانی کہلاتا ہے	۱۲
۴	چن بسویشور کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ جاری ہے	۲۱
۵	نبی کریمؐ غارِ ثور میں ظالموں کے ڈر سے چھپ گئے تھے	۶۱
۶	معاد نبی کریمؐ کے دوسرے جنم اور قرآن کے دوسرے نزول کا نام ہے	۶۹
۷	چن بسویشور کو تکلیف دینا نبی ﷺ کو تکلیف دینا ہے	۷۰
۸	چن بسویشور کی جنگوں میں نبی کریمؐ بھی شریک ہوتے ہیں	۷۱

۹	بھارت کے تمام اوتاروں کی قوتیں آپؐ میں جمع تھیں	۸۶
۱۰	رسول کا غلط ترجمہ اور اس کا اپنے اوپر اطلاق	۸۷
۱۱	حق کی دعوت کا مسلمان کو وہی مقام حاصل ہے جو حضورؐ کو حاصل تھا	۹۶
۱۲	ایشور اوتار کو رحمۃ للعالمین کہتے ہیں	۱۱۳
۱۳	نبی کریم ﷺ کی دوسری بعثت لازمی ہے	۱۱۹
۱۴	چن بسویشور کی زبان دراصل محمد کی زبان ہے	۱۲۱
۱۵	اب دوبارہ آپؐ ہی تشریف لائے ہیں	۱۲۲
۱۶	چن بسویشور محمد کا ظہور بہ لباس دیگر ہے	۱۲۳
۱۷	چن بسویشور میں فنا ہوئے بغیر خدا تک رسائی ناممکن ہے	۱۲۸
۱۸	نبی کریم ﷺ خود دجال کے مقابلہ کے لیے آئے ہیں	۱۴۵
۱۹	دیندار انجمن والے نبیؐ سے ہدایات حاصل کر کے کام کرتے ہیں	۱۵۰
۲۰	ختمِ نبوت، فلسفۂ کائنات کی روشنی میں	۱۸۸
۲۱	چن بسویشور حضرت محمدؐ کا دوسرا ظہور ہے	۲۰۴
۲۲	میرا دربار نبیؐ کے دربار کی طرح قابلِ احترام ہے	۲۴۹
۲۳	نبی کریمؐ وشنو کا دسواں اوتار ہیں	۲۸۰

(۳) تمام انبیاءِ کرامؑ کی توہین

۱	انبیاءِ کرام اور خلفاءِ راشدین چن بسویشور کے رفقاء ہیں	۵
۲	مچھ اوتار سے لے کر گوتم بودھ تک سب انبیاء ہیں	۶

۳	انبیاءِ ظہورِ اولیٰ میں تارے تھے تو ظہورِ ثانی میں چاند ہو گئے	۸
۴	کوئی مسلمان نبیوں سے کچھ کم نہیں ہوتا	۱۶
۵	چن بسویشور، انبیاء کا حاکم، نورِ حق اور یارِ غار ہے	۱۷
۶	نبی کسی مسلم کے کام کا نہیں، البتہ ہر مسلمان نبیوں کے کام کا ہے	۴۴
۷	ہر مسلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام انبیاء کو اپنے سینے میں دکھائے	۵۰
۸	انبیاءِ کرام اجزاء ہیں اور مسلمان کُل ہے	۵۱
۹	دیندار انجمن کے ارکان زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں	۶۷
۱۰	آدم علیہ السلام، انگریز اور دیندار کے کارنامے مثالی ہیں	۷۳
۱۱	جو کام پہلے انبیاء کرتے تھے اب مامور من اللہ کرتے ہیں	۷۴
۱۲	انبیاء کی تصدیق کا چن بسویشوری طریقہ	۹۳
۱۳	مقامِ انبیاء مقامِ مسلم سے فروتر ہے	۹۴
۱۴	مقامِ نبوت جزو ہے تو مقامِ مسلم کل ہے	۹۵
۱۵	انبیاء مسلمانوں کے کلمہ گو بھائی ہیں	۹۷
۱۶	مقامِ مسلم تک انبیاء کی بھی رسائی نہیں ہے	۹۸
۱۷	مسلمان کی مثال سمندر ہے تو انبیاء کی مثال دریا ہے	۹۹
۱۸	مسلمان سے انبیاء فائدہ اٹھاتے ہیں مگر انبیاء سے مسلمان کا کچھ فائدہ نہیں	۱۰۰
۱۹	چن بسویشور کے خیال میں حضرت یوسفؑ کا امتیاز واقعۂ زلیخا سے ہے	۱۰۹
۲۰	دیندار انجمن میں لوگ مریم بن کر آتے ہیں مسیح بن کر نکلتے ہیں	۱۳۰
۲۱	دیندار انجمن میں تین سو اٹھارہ قلوبِ انبیاء جمع ہیں	۱۳۱

۲۲	چن بسویشور بحکمِ خدا یوسفِ ثانی ہے	۱۳۴
۲۳	مسلمان کے ہمسر نبی ہونے کی وجہ سلام کا مشترک ہونا ہے	۱۴۷
۲۴	چن بسویشوریوں کا علم موسیٰ کے علم سے زائد ہے	۱۵۱
۲۵	جو فنافی الرسول ہے وہ سوا لاکھ انبیاء کا جامع ہے	۱۸۶
۲۶	ایک عالم تمام انبیاء کا مثیل ہوتا ہے	۱۸۹
۲۷	مسلمان، فلسفۂ کائنات کی روشنی میں	۱۹۰
۲۸	ہر نبی میں کوئی نہ کوئی پہلو کمزور نظر آتا ہے	۲۲۶
۲۹	تمام انبیاء کو دنیا میں دوبارہ ظاہر ہو کر مسلمان ہونا ہے	۲۲۸
۳۰	چن بسویشور کے نزدیک رام، کرشن، حضرت عیسیٰ سب برابر ہیں	۲۳۰
۳۱	چن بسویشور کے نزدیک رشی منی سب پچھلے انبیاء کی نظیر ہیں	۲۳۲
۳۲	چن بسویشور کے عقیدہ میں انبیاء اور ہندوؤں کے مزعوم اوتار برابر ہیں	۲۳۳
۳۳	صرف چن بسویشور مختارِ کل ہے دیگر انبیاء نہیں	۲۵۳

(۴) صحابہ کرامؓ کی توہین

۱	چن بسویشور کے چیلے صحابۂ نبیؐ کے برابر ہیں	۱۸
۲	جو شان عہدِ صحابہؓ کی تھی وہی عہدِ چن بسویشور کی ہے	۳۲
۳	صحابہ کرامؓ اور چن بسویشوری گروہ ہم مرتبہ ہیں	۳۳

(۵) حضرت مہدی کی توہین

۱	مہدی کی مسلمانوں پر کوئی حجت نہیں	۴۳
۲	چن بسویشور نورِ محمدی ہے، مہدی اس کے گھر پانی بھرتے ہیں	۱۹۶
۳	مقامِ محمود اور مہدیت بھی چن بسویشور کی میراث ہے	۲۶۶

(۶) سلفِ صالحین کی توہین

۱	پچھلے علماء تجلیاتِ رب سے روشنی حاصل کر کے بھی فرقے بناتے تھے	۴۵
۲	فیجِ اعوج کے علماءِ کرام کی تعریف	۵۴
۳	علماءِ ہند کی دینی خدمات کا مذاق اور اپنی تعلّی	۶۲
۴	علماءِ اسلام کے اختلافات نالائق جھگڑے ہیں	۱۰۱
۵	گذشتہ ہزار سال میں دین کا کوئی کام نہ ہوا	۱۰۲
۶	مفسرینِ قرآن کی عامیانہ تنقیص	۱۳۹
۷	تیرھویں چودھویں صدی میں ''اللہ'' بولنے والا کوئی نہ تھا	۱۴۰
۸	پچھلے علماء مبعوث لہٰذہ الامۃ تھے، چن بسویشور کی جماعت.....	۱۴۸
۹	مفسرین کرام، چن بسویشور کی نظر میں	۱۹۳
۱۰	مفسرین ومحدثین کی توہین وتنقیص	۱۹۷

۱۱	تفسیروں اور حدیثوں کا ذخیرہ چھاٹنا پڑے گا	۱۹۸
۱۲	چن بسویشور سے پہلے سب علماء روحِ اسلام سے نابلد تھے	۲۰۲
۱۳	چن بسویشور کی طرح کوئی تیرہ سو سال میں نہیں پیدا ہوا	۲۲۷

(۷) دینِ اسلام کی توہین

۱	دینِ اسلام چن بسویشور سے قبل دجال کا پایۂ تخت تھا	۲۶
۲	تمام مذاہب اسلام میں داخل ہیں	۲۴
۳	ہر قوم کی طرزِ عبادت برحق ہے	۸۴
۴	مسلمانوں سے رشتہ کرنے والا جانور ہے	۱۶۱
۵	چن بسویشوریت ہی اسلام ہے	۱۶۲
۶	غلبہ کے بعد چن بسویشور کو ماننے والے مومن نہیں	۱۶۴
۷	لفظِ مسلم کی من گھڑت تشریح	۱۷۲
۸	مجذوب کی بڑ یا مجنوں کا راگ	۱۷۷
۹	جہاد، فلسفۂ کائنات کی روشنی میں	۱۸۷
۱۰	ہم اصولِ حدیث وتفسیر کے پابند نہیں	۲۰۰
۱۱	چن بسویشوری نماز کی حقیقت	۲۳۶
۱۲	چن بسویشور ہی سے حقیقی اسلام کا اعادہ ہوگا	۲۴۱

(۸) قرآن کریم کی توہین

۱	کِفْلَیْنِ مِنْ رَحْمَتِہٖ کی تفسیر بالرائے	۹
۲	قرآن وحدیث میں صرف ایک بات ہے؟	۴۷
۳	چن بسویشور کا الہام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے	۷۲
۴	تحریفِ قرآن کے چند نمونے	۱۲۷
۵	اصحابِ کہف اور اصحابِ رقیم کون؟	۱۳۸
۶	چن بسویشور کی تفسیری شان	۱۴۶
۷	آدم کلمہ، محمد کلام اور چن بسویشور کلام کا مالک ہے	۱۵۵
۸	آیتِ قرآنی کا من مانی ترجمہ	۱۶۰
۹	چن بسویشور تعلیمِ قرآن پر مامور ہے	۱۷۳
۱۰	یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا کی غلط تطبیق	۱۷۶
۱۱	مخاطبین قرآن کون ہیں؟	۱۷۸
۱۲	قرآن جو پہلے عرب میں نازل ہوا تھا اب دکن میں نازل ہوا ہے	۱۸۲
۱۳	فہمِ قرآن کا معیار بھی فلسفۂ کائنات ہے	۱۹۲
۱۴	چن بسویشور کے نزدیک تفسیریں اُلّوؤں کا بازار ہیں	۱۹۹
۱۵	ترجمہ قرآن میں ملحدانہ تحریف	۲۳۴

(۹) حدیثِ شریف کی توہین

۱	فلسفۂ کائنات کے ذریعہ جو علم ہوگا وہی مثل قرآن ہوگا	۱۸۴
۲	صحتِ حدیث کا معیار فلسفۂ کائنات ہے	۱۹۱

(۱۰) قادیانیت نوازی

۱	مرزا قادیانی متبع شریعت اور عالمِ دین تھا	۱۴
۲	مرزا کا دعوئے نبوت اللہ تعالیٰ کے کام کی چیز تھی	۱۵
۳	مجھے صرف قادیانی ہی کیوں کہا جاتا ہے؟	۳۶
۴	دجالِ قادیان کا مسیح ابنِ مریمؑ سے تقابل	۳۷
۵	تمام مجددین کو خواہ جھوٹے ہی کیوں نہ ہوں ماننا ضروری ہے	۳۸
۶	چن بسویشور ہی قادیانیوں کا مامور و موعود ہے	۱۰۳
۷	چن بسویشور مرزا قادیانی کی بیان کردہ ہر نشانی کا مصداق ہے	۱۰۴
۸	چن بسویشور موعود مرزا ہے	۱۰۵
۹	چن بسویشور کا نزول گویا خدا کا نزول ہے جو کہ نویدِ مرزا ہے	۱۰۶
۱۰	مرزا قادیانی کا موعود اگر چن بسویشور نہیں تو پھر کوئی نہیں	۱۰۷
۱۱	چن بسویشور کے قادیانی تصرفات	۱۰۸

۱۲	چن بسویشور قادیانی جماعت کا منتظر موعود ہے	۱۱۰
۱۳	چن بسویشور بقلمِ خود پکا احمدی ہے	۱۱۱
۱۴	چن بسویشور اور ویر بسنت ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں	۱۱۲
۱۵	چن بسویشور کا قادیانیوں سے صرف فروع میں اختلاف ہے	۱۱۴
۱۶	چن بسویشور اور ویر بسنت دونوں اہل دکن پر حجتِ خداوندی ہیں	۱۱۵
۱۷	چن بسویشور اور مرزائی ایک ہیں	۱۱۶
۱۸	چن بسویشور سے ہر ہر قادیانی خوش ہے	۱۱۷
۱۹	لنگایت اور قادیانی زبردست جماعتیں ہیں	۱۳۵
۲۰	ریل گاڑی سے نفرت ہونی چاہیے، کیونکہ وہ دجال کا گدھا ہے	۱۴۳
۲۱	مرزا قادیانی چن بسویشور کے نزدیک مجددِ زمانہ ہے	۱۷۰
۲۲	چن بسویشور کا استاذ سری بسویشور (محمد علی لاہوری قادیانی) ہے	۲۱۵
۲۳	غلام احمد، محمد صدیق، بشیر الدین محمود سب مامور من اللہ ہیں	۲۲۰
۲۴	غلام احمد وشنو اوتار ہے جو چن بسویشور کی خوشخبری دینے آیا ہے	۲۲۱
۲۵	مرزا بشیر الدین اولوالعزم خلیفۃ المسیح ہے	۲۲۲
۲۶	چن بسویشوری اور قادیانی بھائی بھائی ہیں	۲۲۵

(۱۱) انگریز نوازی

۱	انگریزوں نے جھگڑے مٹا کر امن قائم کیا ہے	۷۳

۲	انگریزوں کی بارگاہ میں مظہر خدا کی فریاد	۸۲
۳	انگریز خوبصورت، بیدار مغز اور مسلمانوں کی محسن قوم ہے	۸۳

(۱۲) روافض نوازی

۱	امام حسینؓ کی روح امام الجہاد کی صورت میں ظاہر ہے	۵۸
۲	حضرت حسینؓ کی استقامت پیغمبروں سے بھی زیادہ تھی	۲۷۰
۳	تقسیم ہند و پاک حضورؐ کا عمل ہے، مسٹر جناح امام حسینؓ کے منتخب ہیں	۲۷۲

(۱۳) من گھڑت و بے حساب دعاوی

۱	چن بسویشور کے چیلوں میں ۶۳ موعود لوگ تھے	۱
۲	چن بسویشور کے سات ملحدانہ دعوے	۱۳
۳	چن بسویشور کے ہندوستان میں ظہور کی وجہ	۲۷
۴	چن بسویشور ہندوؤں کا سب سے بڑا اوتار ہے	۲۹
۵	چن بسویشور کے چند جھوٹے دعوے	۳۰
۶	دیندار انجمن اللہ نے قائم کی ہے	۳۹
۷	صدیق بقلم خود زندیق	۴۱
۸	عقل کُل کے جواہر پارے	۴۲
۹	میاں کی مٹھی میاں کی چاند	۴۶

۱۰	ہندوستان جزیرۃ العرب ہے	۴۸
۱۱	امام الجہاد ہونے کا دعویٰ	۴۹
۱۲	دعوے ہی دعوے	۵۷
۱۳	امام الجہاد اور بلدۂ حیدرآباد	۵۹
۱۴	چن بسویشور کا اختراعی مقام اور اس کے بوگس دلائل	۶۳
۱۵	اس فقیر میں وہ کونسا جوہر ہے؟	۶۴
۱۶	جذبۂ خودستائی وخودنمائی	۶۵
۱۷	خلافتِ عثمانیہ کا سقوط اعادۂ اسلام کے واسطے تھا	۷۵
۱۸	خادم خاتم النبیین کا اختراعی منصب	۷۶
۱۹	چن بسویشور کو اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے لیے مبعوث فرمایا تھا	۷۹
۲۰	کسریٰ کو عمرؓ نے ہلاک کیا قیصر کو چن بسویشور نے؟	۱۳۰
۲۱	چن بسویشور کے بین مذہبی القاب	۱۳۳
۲۲	چن بسویشور کی ایک نادر تاریخی تحقیق	۱۴۱
۲۳	جیلوں کی سیر حقیقی دینداری اور فقیری ہے	۱۴۴
۲۴	قرآن سمجھنے کے لیے چار حق بیں آئینے	۱۷۹
۲۵	قرآن فہمی کے یہ آئینے یا صحابہ کے پاس تھے یا پھر.....	۱۸۱
۲۶	چن بسویشور کی وجہ سے طاغوتی نظام درہم برہم ہوگیا	۲۰۶
۲۷	لمباڑہ، دھیڑ، وڈّر وغیرہ دکنی اقوام عرب ہیں	۲۰۸
۲۸	چن بسویشور کا یہ اٹھائیسواں اور آخری ظہور ہے	۲۰۹

۲۹	چن بسویشور کو سانپ کے پھن کا نشان دیا گیا	۲۱۳
۳۰	چن بسویشور مقامِ وحدت پر فائز ہے	۲۱۴
۳۱	چن بسویشور مندروں کے خزانے لوٹتے پھرتا ہے	۲۱۷
۳۲	بہت کچھ ڈینگیں ماریں مگر کچھ بھی نہ ہوسکا	۲۱۸
۳۳	چن بسویشور قومِ لنگایت کا موعود ہے	۲۱۹
۳۴	چن بسویشور کے رفقاء سادھو، گرنگڑ واور جنگم کہلاتے ہیں	۲۲۳
۳۵	چن بسویشور خزانے لوٹنے میں مشغول ہوگا	۲۲۴
۳۶	چن بسویشور ہندوؤں کا موعود اور ہندوؤں ہی کا داعی ہے	۲۲۹
۳۷	چن بسویشور کی ایک بے سند روایت	۲۳۵
۳۸	چن بسویشور کے دین کا مدار من کل الوجوہ ہندو کتب پر ہے	۲۳۹
۳۹	کاسی کے پنڈت نے مایوسی کو آس اور قوت سے بدل دیا	۲۴۰
۴۰	خلفاءِ راشدین کے بعد تمام خلفاءِ اسلام بے دینوں کے ذریعہ منتخب ہوئے	۲۴۲
۴۱	چن بسویشور کے چھ بے کار کارنامے	۲۴۴
۴۲	فقیر وہ ہے جس کا رزق مقرر نہ ہو	۲۴۵
۴۳	میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں	۲۴۶
۴۴	چن بسویشور کا الہام یا معمہ؟	۲۵۱
۴۵	شاستروں کو سمجھنے کے لیے ایشور کا درشن ضروری ہے	۲۵۹
۴۶	چن بسویشور کی وید میں بیان کردہ نشانیاں	۲۶۴
۴۷	اللہ تعالیٰ اپنے روپ بدلتا رہتا ہے	۲۶۵

۴۸	چن بسویشور کے ظہور کے چار مقاصد ہیں	۲۶۷
۴۹	جگت گرو کی عجیب وغریب تعریف	۲۷۴
۵۰	تحریک دیندار انجمن کا بنیادی مقصد بھارت کو جنت بنانا ہے	۲۷۶
۵۱	انجمن کے مبلغین خود ہی امر ہیں	۲۷۸

(۱۴) انجمن سے متعلق

۱	چن بسویشور کی نظیر گذشتہ ہزار سال میں نہیں مل سکتی	۲۸
۲	دیندار انجمن ابدالوں کی جماعت ہے	۵۲
۳	دیندار انجمن میں نبوی طاقت کام کر رہی ہے	۵۳
۴	دیندار انجمن والے مثیلِ انبیاء، وارثِ انبیاء، زمرۂ انبیاء میں ہیں	۵۵
۵	چن بسویشور اور اس کی جماعت ہی اسلام کی حقیقی شان ہے	۶۸
۶	انجمن میں ایک درجن سے زائد رام اور کرشن ہیں	۱۲۵
۷	دیندار انجمن والے نہ عیسائی نہ مسلمان، بلکہ چورڈاکو ہیں	۱۲۶
۸	دیندار انجمن کے کرشمے	۱۳۶
۹	دیندار انجمن والوں کا مقام	۱۳۷
۱۰	انجمن کے کام نبی کریمؐ کی ہدایت کے مطابق چلتے ہیں	۱۵۰
۱۱	چن بسویشوری ہی اعلیٰ لوگ ہیں	۱۶۷
۱۲	انجمن کا قیام حکمِ خداوندی سے ہوا	۲۷۵

باب پنجم

افکار و نظریات!

مہر نبوت

یہ رسالہ "مہر نبوت" سری چن بسویشور کی ایک نظم کی وضاحت پر مبنی ہے، موصوف نے یہ نظم "مسئلۂ ختم نبوت" کی تشریح اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئے نبوت کی تردید کے واسطے کہی ہے، نظم کے اندر پائی جانے والے مشکل موضوعات اور تلمیحات کی وضاحت بھی اسی نے کی ہے، جس کو غازی محمود علی قریشی نے مرتب کیا ہے، انہوں نے اپنا تعارف:

"فقیر، مصاحبِ خاص صدیق خلیفۃ اللہ، نائب مظہر اللہ، دربان رسول اللہ، عنموائیل غازی محمود علی القریشی مثیل موسیٰ"

کے القاب ودعاوی بلکہ جرأت وگستاخی سے کرایا ہے، گرو کے کلام کی یہ وضاحت چیلے نے ۱۵/ اگست ۱۹۵۵ء کو مکمل کی ہے۔ اس رسالہ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے موصوف رقم طراز ہیں:

(۱) چن بسویشور کے چیلوں میں ۶۳ موعود لوگ تھے

"ایک طرف یہ کتاب عوام کو خاتم النبیین کی حقیقت سے واقف کراتی ہے تو دوسری طرف قادیانی حضرات کے لیے حجت وبرہان کا کام دیتی ہے، کیونکہ یہ ایک ایسے مبارک ومسعود انسان کے ہاتھوں سے لکھی گئی ہے جو قادیانیوں کا مصلح موعود ہے۔ چنانچہ مصلح موعود حضرت قبلہ مولانا صدیق دیندار چن بسویشور قدس سرہ العزیز نے جماعت قادیان کے غلو کا فیصلہ اپنی جماعت دیندار انجمن کے ذمہ لگایا ہے اس جماعت میں ترسٹھ موعودہ انسان ہیں جن میں مامور بھی ہیں ایشیا ویورپ کو مسلمان کرنے کے لیے چنانچہ یہ فقیر

منجانب اللہ مامور ہے۔مولانا نے اس فقیر کو حضرت مرزا صاحب کی بشارت کے مطابق عنموائیل بھی فرمایا ہے۔" (ص:۸)

اس کے بعد ابوالکلام غلام دستگیر نامی کسی معتقد کے قلم سے فلسفۂ کائنات کی روشنی میں ختمِ نبوت کا جائزہ لیا گیا ہے، مگر ہم شروع میں عرض کر چکے ہیں کہ اس فرقے کے نزدیک عقیدۂ ختمِ نبوت کا ایک مستقل مفہوم ہے جو اہل السنۃ والجماعت کے عقیدۂ ختمِ نبوت سے مختلف ہے۔

اس کے بعد چن بسویشور کی متذکرہ بالا مسدس —— جس کے چودہ بند ہیں —— کا ہر بند ضروری شرح کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ پہلا بند ملاحظہ فرمائیں:

نبوت کے اسرار بے انتہا ہیں — بفضلِ خدا اس کے در مجھ پہ وا ہیں
کہوں رازداری کے اسباب کیا ہیں — میں ان کی جگہ ہوں وہ میری جگہ ہیں
کہ عیسیٰ تلک جس قدر انبیاء ہیں — وہ رفقاء کار رسولِ خدا ہیں
(ص:۲۵)

نبی اور نبوت کے اسرار موصوف پر کیونکر کھلے اور اس کے اسباب کیا ہوئے اس کی تفصیل کرتے ہوئے وہ خود لکھتے ہیں:

"نبیوں کے اسرار مجھ پر کھلنے کے دو اسباب ہیں پہلا سبب یہ کہ یہ فقیر ۱۹۰۸ء میں فتنۂ دجال سے کما حقہٗ واقف ہو کر جستجوئے مسیح میں تھا۔ ۱۹۱۴ء میں مسیح کو پایا اور نہایت مخلصانہ طور پر اٹھائیس سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے برائے مزید حصول علم دین اس وقت قادیان پہونچا جس وقت جماعت احمدیہ قادیان میں اختلاف و پھوٹ پڑھ کر دو جماعتیں ہو چکی تھیں جس کو چند ماہ گزرے تھے دونوں طرف سے مباحثین اور مناظرین اور مجادلین میدان میں کود پڑے تھے، یہ وہ زمانہ تھا جس میں مرزا صاحب کی (۸۴) کتب کے علوم پوشیدہ کا خزانہ میدان میں آ رہا تھا۔

بفضل رب العالمین مجھے بغیر کسی جماعت کے لیڈر سے متاثر ہوئے آزادانہ طور

پر سربستہ رازوں پر غور وفکر کرنے کا موقع مل رہا تھا، الحمدللہ احمدیوں کی طرف سے ان کی بے شعوری میں اس طرح اس فقیر کی خدمت ہورہی تھی ،''مسلمان دو فریقوں میں خدا ایک کا ہوگا'' کا الہام پورا ہونے والا تھا، الفقر فخری کے حربہ سے دجال کے فتنہ کا قلع قمع کرنے کے عزم سے مرزا صاحب کی تصدیق کر کے میرا حیدرآباد سے قادیان کو آنا اور پھر وہاں سے پلٹا کھا کر لاہور کی جماعت میں آنا اور دوسال مسلسل لاہور کے پاک لائف ممبروں میں رہنا، اسی سلسلہ میں آٹھ سال تک مباحثوں اور مناظروں اور مجادلوں میں مردِ میدان رہنا یہ کل امور اسرارِ نبوت سے واقف کرانے کے لیے منجانب اللہ سبب بنے تھے، اس طرح اس فقیر نے آٹھ سال تک صرف مسئلۂ نبوت کی تحقیقات میں قرآن وحدیث ودیگر کتبِ متقدمین کو چھان ڈالا اور مرزا صاحب کے تحریر کردہ دس ہزار صفحات سے جن میں تین سو جگہ مسئلۂ نبوت کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے پورا پورا واقف ہوگیا، اس طرح اسرار نبوت کے اس فقیر پر کھلنے کا یہ پہلا سبب ہے۔'' (ص:۲۵،۲۶)

(۲) چن بسویشور کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مظہر بنایا

دوسرے سبب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے جو دعوے فرمائے گئے ہیں وہ بھی قابلِ توجہ ہیں جس میں انہوں نے خود کے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے:

''میں تیرہ سال کی عمر سے تبلیغ کا دلدادہ ہوں، اس دھن میں میں نے مختلف علوم پڑھے، علومِ ظاہری میں کمال حاصل کرنے کے لیے انگریزی کی تعلیم پائی اور بہترین مقرر بنا اور روحانیات میں وفاتِ مسیح، نزولِ مسیح، ظہورِ مسیح کا علم میری ترقی کا پہلا زینہ تھا، مزید روحانی علوم میں بذریعہ رویا مکاشفات حضرت منبعِ انوار ﷺ کی زبان مبارک سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فیض پایا۔ بفضل خدا کل مسائلِ اسلامیہ سے کما حقہ واقف ہوکر ہندوؤں کو مسلمان کرنے کی دھن میں ان کی مذہبی کتب ویدوں، پرانوں، اپنشدوں شاستروں کا پیچھا اٹھایا، ان سے کما حقہ واقفیت پیدا کرلے کر تبلیغی کام کررہا تھا، نورٌ علیٰ نوراللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو ۳؍فروری ۱۹۲۴ء کو اپنے کلام سے اپنا مظہر بصورتِ غیر

دیندار چن بسویشور کی خدمت پر فائز کیا۔" (ص:۲۷)

یہ تو خود ان کی توجیہات تھیں، ہمیں اس کے علاوہ اگلے دو شعروں پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ موصوف نے شاعری کے زور میں خود کو نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ ہی کا ظہور قرار دیا ہے، یعنی یہ کہہ رہے ہیں کہ نبوت کے اسرار پنہاں اور راز ہائے سربستہ سے میرا واقف ہونا اس وجہ سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ میری جگہ ہیں اور میں ان کی جگہ ہوں، جس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ایک ہی ذات کے دو چہرے ہیں، یا ایک ہی حقیقت کے دو عنوان ہیں، اسی پر بس نہیں کیا حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک تمام انبیاءِ کرام کو نبی کے پردہ میں اپنا رفقاءِ کار بھی بنالیا ہے۔

(۳) چن بسویشور نبی کے قائم مقام ہے

موصوف کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ کسی کی ذات میں فناءِ کامل ہوجانے کا مطلب اسی کی ذات بن جانا ہے، اس کو ملحوظ رکھ کر ان اشعار کو پڑھیں۔

فنا فی الرسول خدا جو ہوا ہے — وہ لاریب حق میں فنا ہوگیا ہے
کہ نبیوں سے دربار اس کا بھرا ہے — ہیں رفقاء نبی یہ عجب ماجرا ہے
جو عہدہ خدا کو قرآن میں ملا ہے — وہی جائیداد رسولِ خدا ہے

(ص:۲۷، ۲۸)

اور اس جائیداد پر موصوف چن بسویشور اس وقت براجمان ہیں۔

(۴) فنافی الرسول کا چن بسویشوری مفہوم

موصوف کا ذاتِ خدا کا مظہر ہونا بقول ان کے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ پہلے مصرع میں رسولِ خدا میں فنا ہونے کا دعویٰ ہے، دوسرے مصرع میں حق تعالیٰ میں فنا

ہوجانے کا دعویٰ ہے۔

یہ فنا فی الرسول کون ہے؟ وہی چن بسویشور ہے، اور اس کا دربار نبیوں سے بھرا ہوا ہے، تیسرے شعر میں صاف کہا گیا ہے کہ خدا میں اور رسولِ خدا میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اس پورے مسدس کا خلاصہ یہ نکلا کہ قرآن کے مطابق —— نعوذ باللہ —— خدا اور رسولِ خدا ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں، پھر رسول خدا اور چن بسویشور ایک سکے کے دو رُخ ہیں۔ یعنی چن بسویشور محمد ہے، محمد خدا ہے اور بقیہ تمام انبیاء اس کے مددگار ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ

(۵) انبیاءِ کرام اور خلفاءِ راشدین چن بسویشور کے رفقاء ہیں

موصوف اپنے کو ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ کا مصداق قرار دیتے ہیں (ملاحظہ ہوں ص:۳۹) یہاں ثانی اثنین کا مقام بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ایسے ہی وجودوں کے سامنے انبیاء زانوئے ادب طے کئے بیٹھے ہیں، یہ مقام فنا فی الرسول خلفاءِ راشدین کو ملا۔ ان وجودوں کے رفقاء کار انبیاء ہوا کرتے ہیں اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقاً کہا ہے۔ کیا شان رسول اللہ ﷺ ہے کہ جو اس ذات میں کمال اطاعت کی وجہ سے فنا ہوتا ہے تو اس کے رفقاء النَّبِیّٖنَ صِدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ ہوجاتے ہیں۔"

یہ تو حضور اکرم ﷺ کی بعثتِ اولیٰ اور جماعتِ اوّلین کا منظر ہے، آپ کی بعثتِ ثانیہ اور جماعتِ آخرین کا منظر پیش کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

(۶) مچھ اوتار سے لے کر گوتم بودھ تک سب انبیاء ہیں

"اور بعثتِ ثانی میں جمع ہونے والے انبیاء کی نسبت اللہ نے فرمایا: یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ اس وعدہ کو پورا کرتے ہوئے آدم سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کل انبیاء

آپ ﷺ کے دربار میں جمع ہیں اور مچھ اوتار سے لے کر گوتم اوتار تک کل انبیاءِ ہند جمع ہیں۔انہوں نے حسب دستور سابقہ تبلیغ اسلام کا کام کیا، بوجہِ ایذا رسانی اقوام یاغستان میں ہجرت کی غزوات کئے، جنت الفردوس میں کام کر رہے ہیں، رام اوتار محمد شفیع پشاور میں کام کر رہے ہیں۔" (ص:۳۱)

(۷) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا مقام ایک ہی ہے

تیسرے شعر کی تشریح خود ان کی زبانی یہ ہے کہ:

"احدیت سے وحدت میں اترنے والا وجود ایک ہی ہے۔لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ اور ھُمْ لَایُبْصِرُوْنَ کا مقام ایک ہی ہے۔ وَمَنْ رَأنِی فَقَدْ رَأَی الحَقَّ کا مقام ایک ہی ہے۔جِآئَی بِالنَّبِیِّیْنَ وَالشُّھَدَاءِ (اور) عَلٰی ھٰؤُلَاءِ شَھِیْدًا کا مقام ایک ہی ہے۔" (ص:۳۱)

یعنی خدا اور رسولِ خدا ایک ہی ہیں، اسی طرح رفقاء اللہ اور رفقاءِ رسول اللہ ایک ہی ہیں۔ ؎

نبیوں کو اس نے جو رفقاء کہا ہے یہ الطف ہے نکتہ سمجھنے کی جا ہے

(ص:۳۱)

"مَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ کی آیت ہی اس کا فیصلہ کرتی ہے۔جو اللہ کے رفقاء ہیں وہ رسول اللہ کے رفقاء ہیں۔" (ص:۳۴)

یعنی موصوف کی عقل میں اللہ تعالیٰ کو بھی رفقاءِ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۸) انبیاء ظہورِ اولیٰ میں تارے تھے تو ظہورِ ثانی میں چاند ہو گئے

"آپ ﷺ کے صحابہؓ آپ ﷺ کے جیسے اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہلائے۔ان کا ایک ایک وجود کئی نبیوں کو اپنے اندر رکھتا تھا، اسی وسیلہ سے انبیاء اقوام عالم جن پر صرف سلام تھا رحمۃ اللہ اور رضی اللہ کے حقدار ہوئے، درود وسلام کے مستحق ہوئے۔انبیاء کا وجود تاروں کی صورت میں تھا تو اس امت میں آکر فیج اعوج میں بدر اور اس کے بعد کی روشنی

کے حقدار ہوئے۔" (ص:۳۴)

موصوف کے خیال میں "فیجِ اعوج" وہ دور ہے جس سے رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں اور اس دور والے رسول اللہ ﷺ سے بیزار! دوسری طرف یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اُسی دور میں جب خاتم النبیین ﷺ کے دین کی خدمت کے لیے انبیاء بہ شکل علماء واو تار دوبارہ ظاہر ہوئے تو بدر یعنی چودھویں کے چاند کی طرح ظاہر ہوئے، جب کہ اپنی نبوت کے دور میں ان کی روشنی تاروں کی طرح تھی۔ سبحان اللہ! یہ عجیب تضاد بیانی ہے۔

(۹) کِفْلَیْنِ مِنْ رَحْمَتِہٖ کی تفسیر بالرائے

"زمانۂ باریابی میں مسلم خلیفۂ رسول اللہ رضی اللہ کا خطاب پاتا ہے، از روئے بشارت یُؤْتِیْکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ کے کفل اوّل میں نعمتِ خلافت اور کفل دوم میں امامت کی نعمت سے مالا مال ہوتا ہے، یہ وہ امامت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی قربانیوں اور ہر ابتلاء میں اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہنے پر بطور انعام دینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ وعدہ قرآن کریم میں یہ ہے: اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً ۔اب تک یہ وعدہ دو دفعہ پورا ہوا۔ (۱) زجاجہ قرن اولیٰ۔ (۲) زجاجہ قرن اخریٰ۔" (ص:۳۴)

پانچویں مسدس پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں:

رسولِ خدا کے جو پہلے ولی تھے — نبوت تھی جاری ولی سب نبی تھے
ولی نام اللہ کا ہے اس سبب سے — بنے اولیاء سب عجم اور عرب سے
یہ کہلائے سارے خدا ہی کے بچے — مسیح ہے نمونہ سمجھنے کو اس کے

(ص:۳۵)

(۱۰) اولیاءِ کرام اللہ تعالیٰ کے بچے ہیں

نظم کی بندشوں میں ممکن ہے کہ لوگ ان کے دعوے کو نہ سمجھ سکیں اس لیے نثر میں پوری

صراحت کے ساتھ بتلا رہے ہیں کہ اولیاءِ کرام اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں. نعوذ باللہ من ذلک

"اولیاء اللہ اطفال اللہ ہوتے ہیں، وہ اس معنٰی میں بھی اصلیت رکھتے ہیں کہ جب مظہر اللہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے خلافت کے عہدہ سے لے کر ابدال واوتاد تک جس قدر اولیاء اللہ آئے وہ سب آپؐ کے بچے کہلائے۔" (ص:۳۵)

یعنی امت نبی کی روحانی اولاد ہے، اولیاء بھی امت ہی ہیں، اور نبی کریم ﷺ مظہر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا ظہورِ جسمانی ہیں، اس لیے اولیاء اللہ اطفال اللہ کہلائے۔ عجیب منطق ہے! قرآن کریم بہ اصرار وتکرار کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں۔ اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ.

(۱۱) اللہ عالمِ شہادت میں آ کر کام کرتا رہا

"عالمِ غیب میں رہ کر نبیوں کے زمانے میں جو اللہ کام کرتا تھا وہی اللہ عالم شہادت میں آ کر مسلمانوں میں قرن اولیٰ میں کام کرتا رہا، جائے اظہار ذات واجب الوجود حضرت خاتم النبیین ﷺ کا قلب مبارک ہی ہے۔ یہ ذات عالمِ غیب میں جب رہی اپنے بچہ عیسیٰ کو ولد اللہ یا ابن اللہ کہنے کی اجازت دی وہ اشارہ مظہر اللہ کی آمد کی طرف تھا، جب عیسائیوں نے مظہر اللہ کو چھوڑ کر تصوری اللہ کا ولد یا ابن بنایا تو اللہ ناراض ہوا اسی طرح اس توحید کے قیام کی خاطر اللہ تعالیٰ نے عالمِ غیب میں یعنی فیج اعوج میں جب تھا، مرزا صاحب کو اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ کہا، جب بعثت ثانی میں ان کے باپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (یعنی چن بسویشور) تشریف لائے ان کو چھوڑ کر احمدیوں نے ولد اللہ کی حقیقت کو قائم رکھنا چاہا تو ان کو فتنوں میں مبتلا کیا گیان، نور چھین لیا گیا بے نوری میں مادہ پرست ہو گئے ہیں۔" (ص:۳۶)

اس میں ایک بات یہ بتلائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں میں اصلاح کا کام کرنے کے لیے خود آیا ہے اور نبی کریم ﷺ کے حلیہ میں آیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی زمانہ

میں اپنے بیٹے عیسیٰ مسیح کو ابن اللہ کہنے کی اجازت دی تھی مگر مراد اس سے نبی کریم ﷺ تھے۔ عیسائیوں نے بات سمجھی نہیں انہی کو حقیقی بیٹا سمجھ بیٹھے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ہی کی طرح دورِ آخر کے مسیح ثانی مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی بمنزلہ اپنی اولاد ہی کے قرار دیا تھا مگر یہ مظہر اللہ ثانی کے ظہور تک کے واسطے تھا، جب چن بسویشور ظاہر ہو گیا تو اس کے بعد مرزا کو بیٹا نہیں ماننا چاہیے تھا، جیسا کہ عیسیٰ کا ولد اللہ کہلایا جانا محمدؐ کے ظہور کے بعد شرک ہو گیا، اسی طرح مرزا کو مرزا کے باپ یعنی چن بسویشور کے وجود میں آنے سے پہلے تک ولد اللہ کہا جا سکتا تھا، مرزائیوں کی غلطی بس اس قدر ہے کہ چن بسویشور کے ظہور کے بعد بھی مرزا کو ایسا ہی سمجھتے رہے۔

(۱۲) بارھواں امام بروزِ محمد کہلاتا ہے

ساتویں مسدس میں اپنے کو محدث، غوث، امامِ زمانہ، خلیفہ، مجدد، قطب، مہدیٔ وقت، مسیحِ موعود، ابدال اوتاد، قطب الاقطاب کے علاوہ ثانی اثنین اور امامِ جہاں تاب قرار دیا ہے۔ پھر ان تمام واقعات کی ملحدانہ و مشرکانہ تعریف کرنے کے بعد ثانی اثنین کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

> " ثانی اثنین :اس وجود کو بارھواں امام مانا گیا ہے، وہ ''امام الناس'' ہے، وہ فنافی الرسول ہے، وہ مظہر رب ذوالجلال ہے، وہ مشکوٰۃِ محمدی کے مصباح کا زجاجہ ہے، جس کے وجود سے ذات بابرکت حضرت خاتم النبیین ﷺ کا اظہار ہوتا ہے، اس ولی کے دربار میں انبیاء جمع رہتے ہیں،..... یہ وجود مظہر اللہ کہلاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس ولی کے وجود بہ زمانۂ قیامت حضور منبع انوار ﷺ خود تشریف لاتے ہیں، اس حقیقت کی وجہ سے یہ وجود بروزِ محمد کہلاتا ہے، اسی وجود کی نشاندھی میں مسیح ظاہر ہوتا ہے جو وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی حقیقت منکشف کرنے کے لیے بچہ کی طرح کچھ نہ کچھ کہہ دے کر عقائدی طوفان مچاتا ہے، قیامت کا علم دینے کے لیے اس کی بدنامی مقدر رہتی ہے۔" (ص:۴۳)

(۱۳) چن بسویشور کے سات ملحدانہ دعوے

رسول خدا میں فنا ہوکے مسلم — بروز محمد ہے نبیوں کا حاکم
ہے مظہر خدا کا قرآں کا ہے عالم — ہے قاضی حشر حوض کوثر کا قاسم
ہے اللہ محمد کا مومن ہی حلہ — کہ ہے قلب مومن میں دونوں کا جلوہ

(ص:۴۳)

اس مسدس میں موصوف نے اپنے لیے "فنافی الرسول مسلم اور مومن" کے پردہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ (۱) بروزِ محمد ہے (۲) نبیوں کا حاکم ہے (۳) مظہر خدا ہے (۴) عالمِ قرآن ہے (۵) قاضیِ حشر ہے (۶) ساقیِ کوثر ہے (۷) اللہ اور محمد دونوں کا لباس جسمانی یا قالب (حلّہ) ہے۔ آگے ان گستاخانہ اور ملحدانہ دعوؤں کو آیاتِ قرآنیہ کے بے جوڑ و بے ربط جملوں سے ثابت کرنے کی سعی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

- بروزِ محمد سے مطلب بعثتِ ثانی میں آخِرِیْنَ مِنْھُمْ کے مالک اور آقا ہیں، آپ ﷺ کی توحید کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کی ہی قدسی طاقت کسی نہ کسی فنافی الرسول انسان میں ظاہر ہوگی، اس ذریعہ سے آپ اقوام عالم کو مسلمان کریں گے جس کا ذریعہ تبلیغ ہجرت جہاد ہوگا۔
- یہی وقت اجتماعِ انبیاء کا ہوگا۔ دلیل: یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ جب کل انبیاء جمع رہیں ان پر حاکم ایک امتی فنافی الرسول ہوگا جو بروزِ محمد کہلائے گا۔
- مظہر خدا چونکہ بروزِ محمد ذات کا ظہور ہے، وہ فنافی الرسول فنافی اللہ ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔
- علمِ قرآن جب فیج اعوج میں لہٰذہ الامت اولیاء کی بعثت کے زمانہ میں بتدریج ایک ہزار سال کے اندر آسمان پر جائے گا تو دوبارہ ذات بابرکت تشریف لائیں گے ان پر ہی علمِ قرآن نازل ہوگا، یہ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ کا زمانہ ہوگا۔
- اِنَّ رَبَّکَ لَیَقْضِیْ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (الآیۃ) میں یہ قاضی کون ہے؟ جو

اختلافاتِ عالم کومٹائے گا.....اللہ جس کوحکومتوں سے کوئی تعلق نہیں اور نہ وہ بادشاہ بننے کا آرزومند ہے اور (بلکہ) اس کو بادشاہوں سے کام لینا ہے..... بادشاہوں کا بادشاہ بن کرخود بادشاہت سے الگ ہوکر.....زمین کا مالک بن کر اپنے دین کے مطابق بندوں کو چلانے کے لیے بادشاہتیں اپنے بندوں میں تقسیم کرے گا تو اس زمین پر سیاسی جذبات جو شیطانی اغواء سے چل رہے ہوں گے ان کی بیخ کنی کر کے عدل قائم کرے گا.....جب وہ ظاہر ہوگا (اور) اس کا ظہور حسبِ فرمان قرآن وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا ہوگا۔

• حوضِ کوثر کے آبِ عرفان کی تقسیم فنافی الرسول انسان (چن بسویشور) سے ہوگی .....وہ معرفت کا علم نزولِ قرآن کے ساتھ ہوگا (ماضی میں) ایک دفعہ یہ علم قرآن صحابۂ کرام سے دنیا کو سنایا اور (پھر) دوبارہ آپؐ ہی تشریف لا کر اقوامِ عالم کو علمِ قرآن یعنی وہ علم جس سے اسلام پھیلتا ہے سنا رہے ہیں، (صرف) ۲۵ رسال کے اندر اپنے رفقاء انبیاء (چن بسویشوری چیلوں) کے ذریعہ تقریباً پورے ہندوستان اور اس کی سرحدوں تک علمِ قرآن کی رونق کرائی ہے۔

• اللہ کا ظہور بندوں میں ہوتا ہے، رویت اللہ کی حدیث صاف بتا رہی ہے کہ قیامت کے زمانہ میں اللہ غیر کی صورت میں آئے گا۔ فی صورت غیرہ کا لفظ آیا ہے۔ وہ مسلمانوں سے جو مخاطب ہوگا تو مسلمان نعوذ باللہ کہیں گے اور جب وہی انسان مسلمانوں کی صورت میں آئے گا تو اَنْتَ رَبُّنَا کہیں گے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ انسانوں میں آیا ہے اور بزورِ محمد کا مسئلہ تو صاف ہے، وہ فنافی الرسول انسان ہے، مسلمانوں کی قیامت کے زمانہ میں صدیق دیندار چن بسویشور اللہ کا مظہر بشکل دیگر ہے۔"

(ص:۴۴ تا ۴۶)

ان سات دعوؤں کی تشریح جس دیدہ دلیری اور ظلم وزیادتی سے کی ہے وہ اپنی مثال آپ اور گمراہیوں کی تاریخ کا سیاہ باب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

(۱۴) مرزا قادیانی متبعِ شریعت اور عالمِ دین تھا

موصوف چن بسویشور صاحب مرزا غلام احمد قادیانی سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر وہ اختلاف صرف شخصی وجوہات کی بنا پر ہے، ورنہ مرزا ان کے نزدیک بہت معتبر شخصیت ہے۔ ملاحظہ ہوں:

"بعض علماء بوجہ عدمِ علمِ نبوت وعدمِ علمِ ظہور ذات اللہ حضرت رحمۃ اللعلمین خاتم النبیین ﷺ محض وہم کی بناء پر کہ شاید کسی نہ کسی قسم کی نبوت جاری ہے، باوجود امتی ہونے کے اور شریعتِ اسلام کی پابندی کرنے کے خود کو نبی سمجھ بیٹھے ہیں۔" (ص:۵۰)

(۱۵) مرزا کا دعوئے نبوت اللہ تعالیٰ کے کام کی چیز تھی

"مرزا صاحب کا انگریزی گورنمنٹ کے سہارے ترقی کرنا اور مرزا صاحب کا بوجہِ اعلانِ نبوت عالم میں اس قدر شہرت پانا ہمارے بڑے کام کی چیز تھی، وہ اس طرح کہ مسلمانانِ عالم نے تمام علاماتِ قیامت کمالی طور پر ظاہر ہوتے ہوئے دیکھ کر بھی (اس سے) آنکھ بند کر لی تھی، اگر یہ (آخری) علامتِ قیامت ظہورِ مسیح بھی کسی گوشۂ قادیان یا پنجاب کے کسی ضلع میں اٹھ کر وہیں ڈوب جاتی تو ہم جو قیامت کے مالک ہیں قیامت کے قائم ہونے کے ثبوت میں کوئی دلیل قاہرہ اور برہانِ باہرہ مسلمانوں کو بتا ہی نہیں سکتے تھے۔

الحمد للہ اعلان نبوت منجانب احمدیان مسیح موعود کی شہرت کا باعث ہوا اور یہ شہرت قیامت کے قائم ہونے کی ایک عظیم الشان حجت بنی، اور یہی ایقانِ قیامت بعثتِ ثانی کے ثبوت میں بینات بن کر ہمالیہ کے پہاڑ کی طرح سر بلند اور مستحکم کھڑا ہے, یہی ایقان مجاہدین کے قدم میدان جہاد میں میخوں کی طرح جمائے گا اور یہی ایقان صف آرائی عساکر اسلامیہ کے منصوبوں میں روح ڈالے گا اور یہی ایقان مجاہدین کی جماعتوں کو میدانِ جنگ میں كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ کرے گا اور یہی ایقان اعادۂ اسلام

وفتوحات اسلام وعدہ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ، وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ، یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ کا نظارہ دنیا کو دکھائے گا، اس انقلاب میں آوازِ نبی اللہ وہی مصلحت رکھتی ہے جو انقلابِ اولیٰ میں ابن اللہ میں تھی۔" (ص:۵۶، ۵۷)

حاصل اس پوری بکواس کا صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب کا دعوائے نبوت ایک تکوینی مصلحت کے تحت منجانب اللہ تھا، تاکہ مسیح محمدی یعنی مرزا صاحب کی جب خوب تشہیر اور بدنامی ہو جائے اور لوگ اس آزمائش میں مبتلا ہو جائیں تو انہیں تنبہ ہو کہ کہیں یہ قیامت کی وہ علامت تو نہیں جس کے بعد خدا تعالیٰ خود بندوں کے فیصلے کے لیے جسمِ انسانی کا لباس پہن کر کسی فنافی الرسول میں ظاہر ہوا کرتا ہے، اس تنبہ اور توجہ کی برکت سے وہ چن بسویشور کی طرف مائل ہوں اور مدعیِ نبوت کو چھوڑ کر مدعیِ الوہیت کے دامن میں پناہ لیں۔ پناہِ خدا!

تیرھویں اور چودھویں مسدس اور ان کی تشریحات بلا کسی تبصرہ کے پیشِ خدمت ہے، خود ہی ان دعاوی اور گستاخی کو سمجھ لیجئے۔ موصوف اور ان کے چیلے بار بار کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں ان کا کوئی دعویٰ نہیں، پھر یہ سب دعوے کس کے سامنے ہو رہے ہیں؟

(۱۶) کوئی مسلمان نبیوں سے کچھ کم نہیں ہوتا

نہیں کوئی مسلم ہے نبیوں سے کچھ کم — سلام علیکم ہے دونوں پہ پیہم
بڑھائے قدم پھر تو رحمت ہے ہر دم — یصلی علیکم ائمۃ عالم
بروز محمد فنا فی الرسولم — ہمہ انبیاء را رفیقہا می بینم

(ص:۶۰)

"جو مسلمان پیدا ہوتا ہے یا مسلمان ہوتا ہے وہ پہلے قدم میں کسی نہ کسی نبی کا مثیل بننے کی بالقوۃ طاقت رکھتا ہے اور دوسرا تصرف حضرت منبع انوار ﷺ کا مسلمانوں میں یہ چل رہا ہے کہ کسی مسلمان کو یہ خیال نہیں ہوتا کہ وہ اپنے بچہ کا نام کسی نبی کی غلامی میں رکھے جیسے

مسلمان عام طور پر غلام محمد، غلام احمد، غلام علی، غلام دستگیر نام رکھتے ہیں، اس طرح غلام ابراہیم، غلام موسیٰ، غلام عیسیٰ نام رکھنے کا کسی مسلمان کو خیال نہیں ہوتا۔" (ص:۶۱)

(۱۷) چن بسویشور، انبیاء کا حاکم، نورِ حق اور یارِ غار ہے

کہ نبیوں میں افسر بالا بھی ہوں میں	اے سہ سالار اعلیٰ بھی ہوں میں
کہ مظہر اللہ تعالیٰ بھی ہوں میں	کہ مصباح حق کا زجاجہ بھی ہوں میں
مجھ ہی کو ملا ثانی اثنین رتبہ	کہ فضل خدا سے ہوں مالکِ عقبیٰ

(ص:۶۲)

"• یہ فقیر فنافی الرسول اپنے اندر سے حضور منبع انوار ﷺ کی قدسی طاقت کو ظاہر کر رہا ہے، جس کی وجہ سے میرے سامنے بلکہ حضور منبع انوار ﷺ کے سامنے کل انبیاء زانوئے ادب طے کئے بیٹھے ہیں۔

• مصباح حق وہ نور پاک رسول اللہ ﷺ ہے جو اس فقیر کے سینہ میں روشن ہے، اس کا فدائی اور شیدائی بنا ہوں، کامل اتباع میں دوسرے کے لیے نمونہ ہوں جو مجھے دیکھتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا ہے، اَللّٰہُ نُوْرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ، اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ، وہ کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ میں ہوں۔

• اس فقیر کا ہی حق ہے کہ وہ کہے حضور منبع انوار ﷺ ظالموں کے ڈر سے غارِ ثور میں چھپ گئے ہیں ایسے وقت میں صدیق ہی ایک یار غار ہے، عقبیٰ کا مالک وہی ہوگا جس کے ہاتھ میں دین اور دنیا کی حکومت ہو، یہ فقیر دینی حکومت کا مالک اس طرح ہے کہ علوم قرآن جو عمل تبلیغ ہجرت اور جہاد سے حاصل ہوتے ہیں ان میں کامل ہے۔ (ص:۶۳)

(۱۸) چن بسویشور کے چیلے صحابۂ نبیؐ کے برابر ہیں

" اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ (کا مصداق) بعد صحابائے

کرامؓ کے میں اور میرے رفقاء کار ہی ہیں۔" (ص:۶۳)

(۱۹) اللہ آیا مجھ میں آیا اور اپنا کام کیا

"جب مسلمانوں کے دماغ کافروں کی وجاہت اور سطوت کی وجہ سے مرعوب ہو کر منافقت کی طرف مائل ہو جائیں اور لاکھوں مرتد بھی ہو جائیں تو اپنے دین کو سنبھالنے اور پھیلانے کے لیے خود اللہ آنا چاہئے، وہ آیا اور مجھ میں آیا اپنا کام کیا۔" (ص:۶۴)

اب اس کے بعد بھی اس شخص کے الحاد و زندیقیت بلکہ کفر و ارتداد میں کیا کچھ شبہ رہ جاتا ہے؟

اعادۂ اسلام

یہ رسالہ "اعادۂ اسلام" کے نام سے سری چن بسویشور نے خود تحریر کیا ہے، اور بزعمِ خویش یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام خیر القرون کے بعد فرقوں میں بٹ کر اپنی ہیئتِ اصلی کھو چکا تھا، درمیان کے ہزار سال بے راہ روی (قبیح اعوج) میں گذر گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے خود کو چن بسویشور کی صورت میں ظاہر کر کے اس بے راہ روی و گمراہی کو دور کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس لیے حقیقی اسلام کے صرف دو دور ہیں، ایک صحابۂ کرام کا دور، دوسرے چن بسویشور ی فقیروں کا دور! اس کے بعد بس قیامت ہی ہے۔

اپنی ان بے سر و پا باتوں اور باطل دعوؤں کی قدر و قیمت بڑھانے کے لیے آغازِ تحریر میں "دعا" کے عنوان سے یہ اپیل بھی بقلمِ خود شامل کی ہے:

(۲۰) چندہ کا حسین عنوان

"جو شخص اس کتاب کو جس قدر زیادہ پڑھے گا وہ موجودہ زمانے کے فتنوں سے اسی قدر نجات پائے گا، جو شخص اس کتاب کو اپنے حسبِ حوصلہ طبع کروا کر مفت تقسیم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت دے گا، اور وہ اس کو ہر بلا سے بچائے گا، جو شخص اس کتاب کے بتائے ہوئے لائحۂ عمل پر کاربند ہو گا وہ جماعتِ آخرین سے ہو گا۔ اس کے لیے فقیر خاص طور پر دعا کرے گا۔" (ص: الف)

(۲۱) چن بسویشور کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ جاری ہے

دعا کے بعد ایک التماس بھی ہے جس میں بڑی ہوشیاری اور کمالِ تلبیس سے اپنے کو "خدا نما" بتا کر اپنے مامور من اللہ اور خدا رسیدہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے:

"یہ کتاب اصولِ اسلام پر لکھی گئی ہے، کسی فرقہ کی طرفداری نہیں کرتی، اس کتاب میں از ابتداء تا انتہاء جامعیت کے اصول ہیں، یہ اقوامِ عالم کے ملاپ کا سمندر ہے..... .....انسان کے عقائد درست ہو جائیں تو اس کا عمل بھی درست ہو جاتا ہے، عقائد اسی شخص کے درست ہو سکتے ہیں جس کو خدائی تعلقات والا انسان مل گیا ہو۔.....انسان کا فرض ہے کہ وہ ایسے انسان کے ہاتھ پر بِک جائے جو خدا نما ہو۔ اُس کی شناخت یہ ہے (کہ) اس سے اللہ کا مکالمہ مخاطبہ جاری رہے۔" (ص:د)

(۲۲) علومِ ظاہری (شریعتِ مطہرہ) کو دریا برد کرنے تک اللہ نہیں ملتا

موصوف نے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب یہ بات کہ "جس نے امامِ زمانہ کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا" حضرت شیخ جیلانیؒ کا یہ ارشاد کہ "جس کا کوئی شیخ نہیں شیطان اس کا شیخ ہو جاتا ہے" اور مولانا روم کی یہ تنبیہ کہ "جو شخص طریقت وسلوک کا مذاق اڑاتا ہے وہ حیرت کی وادیوں میں سرگرداں رہتا ہے" نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ:

"انسان جب تک ظاہری علوم کو دریا برد نہیں کرتا وہ اللہ تک نہیں پہونچ سکتا۔"

(ص:ھ)

(۲۳) نبی کریم ﷺ کی ذات سے اللہ کی ذات کا ظہور ہوا

"حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ابوالانبیاء ہیں، قائدالمرسلین ہیں، سیدالمرسلین ہیں، آپ کی ذات سے اللہ کی ذات کا ظہور ہوا، آپ سے پیشتر اللہ کی صفات کا ظہور تھا، کل انبیاء آپ

کے نور کے ذرات ہیں، آپ رب العالمین کے مظہر رحمۃ للعالمین ہیں، ہر نبی آپ کے جھنڈے تلے آ کر ہی نجات پا سکتا ہے، آپ کی امت مثیلِ انبیاء یا وارثِ انبیاء ہے، کسی نبی کی امۃ وارثِ انبیاء آج تک نہیں ہوئی، آپ حاشر ہیں..... آپ کا مقام احدیت ہے"

(ص:ز)

نبی کریم ﷺ کو "ابوالانبیاء" آپ کو "ذاتِ خدا کا مظہر" دیگر انبیاء کو "صفاتِ خدا کا مظہر" آپ کی امت کو "مثیلِ انبیاء" اور آپؐ کو "حاشر" کہنے کے پیچھے کچھ راز ہیں، وہ یہ کہ موصوف اس کے بعد اپنے کو "مظہرِ محمد" اور "بروزِ محمد" بتلا کر ان تمام مراتب سے متصف ہونا چاہتے ہیں، چونکہ یہ بزعمِ خویش آپ ﷺ کے بروز وظہورِ ثانی ہیں تو جتنے دعوے خود کرنا چاہتے ہیں پہلے وہ آپ کی ذاتِ عالی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

(۲۴) اللہ کے پردہ میں وحدت کے سوا کیا ہے؟

ختمِ نبوت کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے سری چن بسویشور نے اللہ تعالیٰ، آدم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے مراتب ومقامات کو اس طرح خلط ملط کر دیا ہے کہ ان میں سے کسی کے مقام کی شناخت نہیں ہو سکتی، ایسا فلسفہ تو شاید مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی سجھائی نہیں دیا ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

"(ختمِ نبوت کی) فلاسفی یہ ہے کہ انسان کے جامعیت والے وجود نے خود میں خلقت جسم لطیف وجسم کثیف کی تکمیل کو دیکھی، جب آگے نظر پڑی تو روحانی دربار تھا، خدا کا دیدار تھا، انست مخلوق نے اس کو پلٹ کر بیٹھنے پر مجبور کیا، تاکہ وہ خلیفۃ اللہ بن کر مخلوق کی بے اعتدالیوں کا انتظام کرے اور اپنے وسیلہ سے سب کی ربوبیت کرے، یہی حال عالمِ روحانیت میں ختمیت مآب ذات رب العالمین کے مظہر رحمۃ للعالمین ﷺ کا ہے، جب ذات رحمۃ للعالمین کے وجود نے روحانیت کی خلقت کی تکمیل کو دیکھا، خود کو احدیت کے

مقام میں پایا، آگے کوئی مقام نہ تھا پلٹ کر دیکھا، آپ نے اپنے سامنے کل انبیاء کو زانوئے ادب طئے کئے ہوئے بیٹھے دیکھا، انبیاءِ کرام کو ارشادِ باری ہوا: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرَنَّهٗ ۔کل نبیوں نے کہا: اقررنا ذاتِ احدیت مآب نے دیکھا، ایمانی جذبہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے جھنڈ کے جھنڈ پروانوں کی طرح آپ پر نثار ہو رہے ہیں، ہر ایک نبی آپ کے دین کی خدمت کے لیے اپنی اپنی قابلیتیں پیش کر رہا ہے، حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان میں سے جس نے جو چاہا اس کو وہ دے دیا اور آپ نے جس کو جو چاہا بنا دیا۔

اللہ کے پلّے میں وحدت کے سوا کیا ہے جو کچھ مجھے لینا ہے لے لونگا محمد سے
تمہارا چاہنے والا بنا موسیٰ کوئی عیسیٰ خدا جانے وہ کیا ہونگے تمہیں جن کی محبت ہے

اور یہ ہوگا کہ ان کے انبیاء وقتاً فوقتاً اس امت میں داخل ہو کر فیض یاب ہوتے رہیں گے اور اپنی امتوں کو اسلام میں داخل کرتے رہیں گے۔" (ص: ز، ح)

(۲۵) چن بسویشور کی آمد سے قبل مسلمانوں کو نبی کی معرفت نہ تھی

"جو لوگ ماحول کے اثرات کی وجہ سے یا ورثتہ کم مائگی کی وجہ سے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین ﷺ کو اقوام عالم کے ہادیوں جیسے ایک ہادی اور رسولوں جیسے ایک رسول، نبیوں جیسے ایک نبی یا زیادہ سے زیادہ اولوالعزم انبیاء میں آپ کو ایک اولوالعزم نبی سمجھے بیٹھے ہیں وہ کچھ نہیں سمجھے، اعادۂ اسلام ایسے لوگوں کی آنکھ کھولتا ہے۔ .....اعادۂ اسلام نے اس بات کا علم دیا کہ انبیائے ماسبق کی امتوں پر قیامت آئی، ان کی قیامت یا موت کے بعد ان میں سے کسی کو دوبارہ حیات نصیب نہیں ہوئی، وہ مردہ قوم اپنی حیات دوبارہ حاصل کرنے کے لیے غیر قوموں کے افراد کے ممنون احسان رہی۔" (ص: ط)

پچھلی امتیں دوسری زندگی کے لیے غیر قوموں کی ممنونِ احسان کیوں ہوئیں اور کس طرح ہوئیں؟ اس کا جواب چن بسویشور جیسا فلسفی ہی دے سکتا تھا جواب آنجہانی ہو گیا

ہے۔اس کے بعد موصوف نے اعادہ کی ضرورتِ عقلی کے لیے ایک مثال دی ہے،تھوڑی دیر اس میں بھی سر کھپا لیجیے:

"اس کی مثال ایسی ہے اعادہ کرنے والے پھل کا درخت اپنے تکمیل طلب زمانہ میں سرسبز وشاداب رہتا ہے۔دیکھنے والوں کی آنکھوں کو نور دل کو سرور بخشتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ درخت زمین میں دفن شدہ تخم کو دوبارہ اپنے وجود سے ظاہر کرنے کی امید دلاتا ہے،اس خوشی میں باغ کا مالک اس درخت کو اپنی نگرانی میں پرورش کرتا ہے، خاردار اور موذی درختوں کو اس کے اطراف سے اکھاڑ پھینک دیتا ہے، وقت پر پانی پہونچاتا ہے،کھودی کرتا ہے،اس کی طاقت کو بڑھانے کے لیے اس کی جڑ میں کھاد ڈالتا ہے۔اس محنت کے نتیجہ میں جب مالک اس درخت میں پھل آتا دیکھتا ہے تو مارے خوشی کے کہتا ہے تو مجھ سے راضی اور میں تجھ سے راضی۔یہ فطرتی بات ہے کہ پھل کے حاصل ہونے کے بعد درخت کی حفاظت مالک کے مدِنظر نہیں رہتی۔وہی شاخیں جس کی اس نے کمال درجے کی حفاظت کی تھی ان کو جھڑتے ہوئے سڑتے اور گلتے ہوئے دیکھ کر کوئی درد محسوس نہیں کرتا، بلکہ بعض دفعہ ان کو کاٹ کر جلانے کے کام میں لاتا ہے۔یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ پھل کے حصول سے مالک کا مطلوب ومقصود حاصل ہوگیا۔لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔" (ص:ط،ی)

(۲۶) دینِ اسلام چین بسویشور سے قبل دجال کا پایۂ تخت تھا

"یہ تمثیل اس بات کا ثبوت دے رہی ہے کہ اعادہ ہی زندگی کی واحد دلیل ہے، اُس دین کا انتشار مسرت کا باعث ہوگا جس کا اعادہ یقینی ہو،لہٰذا ثابت ہوا کہ اعادہ میں حیات ہے،اعادہ گم کردہ راہ کے لیے خضر ہے،اعادہ جامع جمیع کمالات ہے،اعادہ مایوس قلبوں کے لیے بشارت ہے، برخلاف اس کے جس دین میں اعادہ نہ ہو وہ دین مردہ ہے، بے نور ہے، رحمت سے دور ہے، شیطان کا گھر ہے، دہریوں کا ہوٹل ہے،ملحدوں کا اڈہ ہے، فاسقوں اور فاجروں کا جولان گاہ ہے،مختصر یہ کہ وہ دجال کا پائے تخت ہے۔"

(ص:ی)

(۲۷) چن بسویشور کے ہندوستان میں ظہور کی وجہ

محمد عربی ﷺ کی (نعوذ باللہ) بعثتِ ثانی ہندوستان میں کیوں ہوئی ؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا ہے:

"ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں آپؐ کی روح کو سخت تکلیف پہونچائی جارہی ہے۔" (ص:ل)

(۲۸) چن بسویشور کے مبلغین کا مقام

موصوف کی اصطلاح میں "فیجِ اعوج" عہدِ صحابہ کے بعد سے ان کے زمانے تک کے ایک ہزار سال کی مدت کا نام ہے، ان کے نزدیک گذشتہ ایک ہزار سالہ شاندار و بے مثال اسلامی تاریخ میں ایسے مبلغ پیدا نہیں ہو سکے جیسے عظیم الشان مبلغ ان کی تحریک کی چھوٹی سی عمر میں پیدا ہو گئے ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

"اس تحریک کی اس چھوٹی سی عمر میں اللہ تعالیٰ نے چالیس سے زاید ایسے زبردست مبلغ اسلام پیدا کیے ہیں جن کی نظیر فیجِ اعوج کے زمانہ میں کہیں نہیں ملتی۔" (ص:ل)

یہ مبلغین کس شان کے ہیں؟ اس کا جواب بھی موصوف ہی کے قلم سے پڑھئے:

"بفضلِ خداوندی ہمارا ہر مبلغ اپنے اندر کمال درجہ کی جادو بیانی رکھتا ہے، ان کا دوسرا کمال یہ ہے کہ یہ مبلغین کنڑی، تلنگی، مرہٹی، اردو، فارسی، پشتو، پنجابی، گجراتی، ہندی، انگریزی کے فصیح اللسان ہیں، تقریباً تمام مبلغین فلسفۂ ہند سے واقف ہیں، اور شاستر اور پرانو نکے ماہر ہیں۔ انجیل وتوریت کے بعض واقف ہیں۔" (ص:ل،م)

یعنی ان کے لوگ علومِ اسلامیہ (کتاب وسنت) اور تاریخِ اسلام کو چھوڑ کر بقیہ تمام غیر اسلامی علوم کے ماہر ہیں، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ مبلغینِ اسلام ہیں یا مبلغینِ مذاہبِ باطلہ؟

(۲۹) چن بسویشور ہندوؤں کا سب سے بڑا اوتار ہے

"ہندوستان میں فتنۂ ارتداد ۱۹۲۴ء میں اس زور سے اٹھا کہ سترہ لاکھ کمزور مسلمان ایک سال کے اندر مرتد ہوگئے، اللہ تعالیٰ جس دینِ حق کا حامی ہے، اس کی غیرت کا سمندر جوش میں لایا، اسی سال شَهِيْدٌ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ کے اصول پر ان دشمنان اسلام کی کتب کے نشانات کے ساتھ ان کے سب سے بڑے اوتار کو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمان کرنے کے لیے کھڑا کیا۔" (ص:م)

اولاً تو یہ خبر جس کو انہوں نے جگہ جگہ اپنی حقانیت کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ "سترلاکھ مسلمان ایک سال میں مرتد ہوگئے" صحیح خبر نہیں ہے، ان کے ہم عصر علامہ حسام الدین فاضلؒ نے "امام الجہاد" پر تبصرہ کرتے ہوئے اس دعوے کو بلا دلیل اور مبالغہ پر مبنی قرار دیا ہے۔

دوسرے صاحبِ موصوف نے ان مرتدین پر کوئی محنت نہ کی، وہ ہندوؤں ہی کے مسلمان بنانے کے چکر میں رہے، جب کہ اس میدان میں بھی کوئی قابلِ ذکر خدمت انجام نہ دے سکے، انہیں اپنے نشانات جمع کرنے سے فرصت ملتی تب نہ کچھ کام کر سکتے!

(۳۰) چن بسویشور کے چند جھوٹے دعوے

اپنے دشمنوں کی ناکامی اور اپنی فتح کے سنہرے خواب دیکھتے ہوئے موصوف نے مختلف دعوے کئے ہیں:

"۱) ہمارے خلوص و درد کو انشاء اللہ تعالیٰ کل مسلمانانِ عالم محسوس کرینگے اور ہمارے بتائے ہوئے حقیقی ترقی کے راستہ سے منزلِ مقصود کو پہونچیں گے۔

۲) بحکمِ حاکم الحاکمین چودھویں صدی کی تیسری تہائی میں طواغیت کی پیروی ایک قلم بند ہوجائے گی.....۔

۳) سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا ہمالیہ کے پہاڑوں سے لے کر راس کماری تک لہرائے گا، یورپ اور امریکہ بھی اس سے فیضیاب ہوں گے، اللہ کا وعدہ سچا ہے۔" (ص:ف)

" ۴) یہ فقیر علیٰ بصیرت کہتا ہے کہ اب ہمارے ثروت واقبال کے انتظار کے دن ختم ہو رہے ہیں، شہادت کے آرزومند مسلمان اپنے دین کے لیے شہید ہونگے، ان کے ہر قطرۂ خون سے ایک ایک ولی پیدا ہوگا۔

۵) چودھویں صدی کی تیسری تہائی میں حسبِ فرمان مخبر صادق ﷺ اسلام کمالِ عروج پر پہونچے گا۔" (ص:ف)

قارئین خود غور کرلیں کہ ۱) مسلمانانِ عالم تو کجا مسلمانانِ ہند بھی موصوف کے درد کو محسوس نہ کر سکے، بلکہ بہت سے تو جانتے بھی نہیں کہ چن بسویشور کیا بلا ہے؟ ۲) پندرھویں صدی کی پہلی تہائی بھی ختم ہو رہی ہے، تاہنوز طواغیت ہی کی سلطنت قائم ہے، انہی کا دبدبہ چل رہا ہے۔ ۳) کوہِ ہمالیہ ابھی پرچمِ اسلام کو ترس ہی رہا ہے، کوئی بسویشور ہے نہ چن بسویشور جو کسی ایک ریاست ہی میں سہی ہندوستان کا نظامِ اسلام قائم کر کے بتلادے۔ ۴) ابھی تک مسلمانوں کے ثروت واقبال کا انتظار جاری ہے، کوئی بسویشوری فقیر ابھی تک جہاد کے لیے کھڑا ہوا اور نہ ہی خونِ شہادت سے زمینِ ہند کو خون ناب کیا، اور نہ ہی ان کے قطرہ ہائے خون سے اولیاء پیدا ہوئے، مخبر صادق تو بے شک مخبر صادق ہیں ﷺ، مگر ان کی طرف منسوب چن بسویشور کا یہ من گھڑت فرمان نہ اب تک پورا ہوا نہ مستقبل قریب میں اس کے کچھ آثار نظر آتے ہیں۔

(۳۱) مجلس اتحاد المسلمین کے بانی ہونے کا دعویٰ

"اے مسلمانو! میں اللہ سے علم پا کر کہتا ہوں وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ کی بشارت پر پھر وہی زمانہ آیا ہے، اسی علم نے آج سے بارہ سال پیشتر فقیر کو مجبور

کیا اس اسلامی ریاست میں ایک مجلس قائم کی جائے جو اس کام کی ہو (یعنی غربت آنے کے ڈر سے مسلمانوں کی رہی سہی دولت بیت المال میں اکھٹی کر لی جائے اور اسی سے مبلغین پیدا کئے جائیں) وہ مجلس قائم ہوئی، جس کا نام اتحاد المسلمین رکھا گیا.....امید کہ ممبران اتحاد المسلمین بیدار ہو جائینگے اور اس کے بانی کی تڑپ کی طرف عود کرینگے۔"

(ص:ص)

موصوف کے ہم عصر عالمِ دین علامہ حسام الدین فاضلؒ "امام الجہاد" میں اس دعوے پر تبصرہ کرتے ہوئے نوٹ لکھتے ہیں کہ

"جب اتحاد المسلمین قائم ہوئی تھی تو آپ اس کے ممبر بھی نہ تھے، اس کے بانی و مؤسس ہونے کا دعویٰ کذبِ محض ہے۔"

(۳۲) جو شان عہدِ صحابہ کی تھی وہی عہدِ چن بسویشور کی ہے

"ہمارا اللہ الواحد القہار ہے، جس نے ایک دفعہ (نبی کریمؐ کے زمانہ میں) مٹھی بھر کھجوروں کو بیت المال میں داخل کرنے والوں (صحابہ کرامؓ) کے ہاتھوں سے قیصری وکسریٰ کے تخت الٹ دئے، اب (عہدِ چن بسویشوری میں) وہی اللہ ہے، وہی رسول ہیں، وہی دین ہے، وہی قرآن ہے، ابتداء میں جو ہوا وہی اعادہ میں ہوگا، صرف مومن بن کر ایمان کے ساتھ قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔" (ص:ق)

آپ دیکھ رہے ہیں ہمسریٔ رسول کی اس ہوس کو؟ اس قدر جہالت کے باوجود کہ مادری زبان میں چند سطریں معتبر اور مربوط طریقے پر لکھنی بھی نہیں آتیں مگر اپنے کام کو عہدِ نبی کے کام سے، اپنے لوگوں کو صحابہ کرام سے اور اپنے دور کو خیر القرون سے تعبیر کرتے ہوئے ذرا جھجک محسوس نہیں کرتے، بلکہ اس زندیقی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوئے بھی موصوف کو شرم نہیں آئی۔

(۳۳) صحابۂ کرامؓ اور چن بسویشوری گروہ ہم مرتبہ ہیں

جماعتِ اوّلین (جماعتِ صحابہ کرامؓ) اور جماعت آخرین (چن بسویشوری جماعت) کے بارے میں دعویٰ ہے کہ دونوں جماعتیں صورت میں اختلاف پائے جانے کے باوجود حقیقت میں ایک ہی ہیں، دونوں کا رہنما بھی ظاہری اور وجودی اختلاف کے باوجود فی الحقیقت ایک ہی ہے۔نعوذ باللہ تعالیٰ

"لہٰذا ثابت ہوا کہ مبلغین کی جماعتیں اوّلین اور آخرین ہی ہوا کرتی ہیں، گو صورت شکل میں اختلاف ہو، مگر کام کے لحاظ سے وہ ایک ہی جماعت ہے۔اس جماعت کو ابتداء میں ضرورت لاحق ہوئی کہ اس کی رہنمائی کے لیے ایک کامل وجود کامل کلام اللہ کے ساتھ یا کامل وحی والہام کے ساتھ موجود ہو، تاکہ اس بابرکت وجود کا اسوۂ حسنہ ہر اعادہ کے وقت کام آئے اور وہی قدسی طاقت ایسی جماعت کو ظہور میں لائے جس کے اکثر افراد ورثۂ انبیاء کے حامل ہوں، جس سے کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ کا نظارہ دنیا دیکھے اور فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ سے اللہ ذاتِ واجب الوجود کا دنیا کو پتہ لگے۔" (ص:۲)

(۳۴) تمام مذاہب اسلام میں داخل ہیں

چن بسویشور کے نزدیک یہودیت، عیسائیت، لنگایت، بدھیت اور برہمن، شودر وغیرہ تمام اقوام میں اسلام مشترک ہے، مگر یہ اسلام کی شاخیں کہلاتی ہیں، جب کہ شاخوں کو اسلام نہیں کہا جاتا بلکہ ان کے یعنی تمام مذاہب کے مجموعے کو اسلام کہا جاتا ہے۔

"چونکہ اس زمانہ میں اسلام شاخوں کی صورت میں ظاہر ہو رہا تھا، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی شاخ کو دینِ اسلام کے نام سے نہیں پکارا، کیونکہ جز کل نہیں ہوا کرتا، خود امتوں نے اپنے اپنے دین کے نام آپ رکھ لئے، یا تو وہ بانی دین کے نام سے مشہور ہوئے جیسے یہودی، عیسائی، بنی اسرائیل، وام مارگی، بودّھی وغیرہ، یا تو وہ مقام

کے نام سے موسوم ہوئے جیسا پارسی، ماروا ڑی، مرہٹہ، تلنگہ وغیرہ یا تو پیشہ کے نام سے موسوم ہوئے، مثلاً برہمن، چھتری، ویش، شودر، لوہار، بڑھئی، سنار وغیرہ یا صفت کے غلبہ کی وجہ سے وہ موسوم ہوئے مثلاً آریہ، سکھ، لنگایت وغیرہ، حالانکہ ان سب میں اسلام مشترک تھا باوجود اس کے کوئی مسلمان نہیں کہلا سکتا تھا، اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ کل اجزائے اسلام تھے، اس وجہ سے کل کے نام سے موسوم ہونے کے حقدار نہیں تھے، ان شاخوں کا فطرتی تقاضہ تھا کہ وہ اپنے اندر طاری وساری کامل وجود کی بشارت دے، بر بناء بشارت اپنے وقتِ مقررہ پر وہ کامل وجود آیا، اسلام کے نام سے موسوم ہوا اور اس کامل دین کے ماننے والے مسلمان کہلائے، اس دین کے بھیجنے والے کا فرض تھا کہ وہ بھی اس دین کے ماننے والوں کو مسلمان پکارے۔" (ص:۳)

یعنی تمام مذاہب حتی کہ کفر وشرک پر مبنی ادیان بھی موصوف کے نزدیک اسلام ہی میں داخل وشامل ہیں، البتہ وہ اسلام کہلانے کے مستحق اس وقت ہوئے جب چن بسویشوران تمام مذاہب کا معجونِ مرکب لے کر ظاہر ہوگیا، اس وقت یہ معجونِ مرکب اسلام کہلانے کا مستحق ہوا، اور اسلام بھی ایسا کہ اللہ تعالیٰ پر فرض ہوگیا کہ وہ اسی کو اسلام کہے اور اس کے ماننے والوں کو مسلمان قرار دے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنہُ

(۳۵) چن بسویشورا تمامِ عبودیت کر کے خود خدا بن گیا

"یہ فقیر نہ مہدی کا دعویٰ کرے گا، اور نہ مسیح کا، اور نہ امام المسلمین کا اور نہ خلیفۃ المسلمین کا، جب حضور سرور عالم ﷺ نے مجھے امام الناس کہا ہے تو وہ مقام مجھے بس ہے، میں اقوام عالم کا امام ہوں اور مسلمانوں کا بھائی ہوں، یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس نے تبلیغ کے کام کے لیے میرا انتخاب کیا یعنی کل تبلیغی لوازمات سے اور آسمانی کافی ہتھیاروں سے کھڑا کیا۔..... دعویٰ تو بالمقابل ہوا کرتا ہے، فنائیت تقابل کی نفی ہے اور نفی اثبات کا ضد ہے، اثبات حامل دلائل ہے،، فَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ بتا رہا ہے کہ موت کے بعد عالم اکتساب ختم ہوجاتا ہے، اور حدیث فاذا تم العبودیۃ فھو اللّٰہ، یہ حدیث

قال نہیں ہے بلکہ حال ہے۔" (ص:۵)

موصوف کی فلاسفی بہت ہی تکنک سے تیار ہوئی ہے، کوئی دعویٰ نہ کرنے کے دعوؤں کے درمیان بیسیوں دعوے کر جاتے ہیں، پھر بھی یہی راگ الاپتے ہیں کہ بدنصیب ہیں وہ لوگ جو میرے کسی دعوے کا انتظار کر رہے ہیں، لطف یہ کہ اپنے اوپر دعوئے خدائی کا الزام لگانے والوں کو کور باطن قرار دینے کے بعد اپنا مسلک بقلمِ خود یہ لکھتے ہیں:

"بندہ وحدت آشنا ہوں میں عکسِ آئینہ وفا ہوں میں
بندگی میری بندہ سازی ہے مجھ کو دیکھو خدا نما ہوں میں" (ص:۶)

(۳۶) مجھے صرف قادیانی ہی کیوں کہا جاتا ہے؟

"اب رہی یہ بات کہ ہم کمال درجہ آل رسول اللہ ﷺ کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا احترام کرتے ہیں لوگ ہم کو شیعہ نہیں کہتے، اور ہم حضرت سید محمد جونپوری کو ایماناً زمانۂ وسط کا مہدی مانتے ہیں ہم کو کوئی مہدوی نہیں کہتا، اور ہم حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۲۴۰ھ والا مہدی برحق سمجھتے ہیں اور انہیں کو امام غائب بھی مانتے ہیں کوئی ہم کو وہابی نہیں کہتا، اور ہم نے توہمات اور عجوبہ پسندی کو پاش پاش کر دیا ہے اور ہم کو کوئی نیچری نہیں کہتا، اور ہم کمال درجہ کا تفقہ بالقرآن کرتے ہیں کوئی ہم کو اہلِ قرآن نہیں کہتا، اور ہم حدیث کے اتنے دلدادہ ہیں کہ کسی ضعیف حدیث کو بھی نہیں چھوڑتے ہم کو کوئی اہلِ حدیث نہیں کہتا، اور ہم حضرت شیخ صاحب سرہندیؒ کو دوسرے ہزار کا مجدد مانتے ہیں کوئی ہم کو مجددی نہیں کہتا، وہ کیا بات ہے کہ جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (لعنة الله عليه) کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں تو لوگ ہم کو قادیانی کہتے ہیں، حالانکہ .....قادیانی عقائد سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے، پھر وہ کیا بلا ہے کہ ہم الزامِ قادیانیت سے بچ نہیں سکتے، ہم نے اس پر بہت غور کیا، دعا کی، معلوم ہوا جو قرنِ اولیٰ میں ہوا تھا وہ قرنِ اخریٰ میں بھی ہو رہا ہے، جو مطر اول میں جھونکے چل رہے تھے وہ مطر آخر میں بھی ہیں، جو ربیع الاوّل میں پیداوار تھی وہ ربیع الآخر میں بھی ہو رہی ہے، صحابہ کرامؓ نے

تصدیقِ مسیح ناصری سے جو بدنامی اٹھائی یعنی تصدیق مسیح ناصری میں صحابائے کرامؓ اور رسول اللہ ﷺ کو ان کی قوم عرب نے یہ عیسائی ہوگئے ہیں کہہ کر تالیاں بجائی تھیں اُسی سنت پر یہ جماعت آخرین منھم کو بھی مسیح محمدی کی وجہ سے ہماری قوم ہم کو قادیانی ہوگئے کہہ کر تالیاں بجانا ضروری ہے۔ یہ سنتِ قدیم ہے، کوئی نئی بات نہیں۔'' (ص:۶،۷)

چن بسویشور اپنے اعتقاد اور دعوے کے مطابق تمام ادیان و مذاہب کے جامع ہیں تو پھر وہ فرقِ اسلامیہ کے جامع کیوں نہیں ہوسکتے؟ وہ رافضی بھی ہیں، سنی بھی ہیں، مہدوی بھی ہیں، وہابی بھی ہیں، اہل قرآن بھی ہیں، اہلِ حدیث بھی ہیں، نیچری بھی ہیں، مجددی بھی ہیں، حد یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی مانتے ہیں اور غایتِ عقیدت سے حضرت .....صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک کہتے ہیں، ادھر کلکی اوتار بھی ہیں، وشنو اوتار بھی ہیں، قُدسی اوتار بھی ہیں، پھر مثیلِ یوسف بھی ہیں، بروزِ محمد بھی ہیں، مہدی سے اپنے گھر میں پانی بھرواتے ہیں تو اب کچھ اور ہونے کے لیے بچا ہی کیا ہے؟ ایک خدا سب سے ورا رہ گیا تھا مگر وہ بھی چن بسویشور میں بھر کر دنیا کی اصلاح کے لیے آ گیا ہے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا

(۳۷) دجالِ قادیان کا مسیح ابنِ مریمؑ سے تقابل

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود کو تورات کا مسیح موعود کہا اور آپ نے بعض تاویل طلب جملہ استعمال کئے، ان تاویل طلب جملوں پر دنیا میں بڑی گڑبڑ مچ گئی..... خلیفۂ پولس نے آپ کے ہر مجازی جملہ کو حقیقت پر چسپاں کر کے کھلی طور پر اعلان کیا کہ مسیح ابن مریم خدا کا بیٹا ہے..... یہ فتنہ عالم گیر ہوگیا..... یہی حال قادیانیت اور قادیانیوں کے عقائد کا ہے۔ علماءِ ہند نے مرزا صاحب کے زمانہ ہی میں ان کے تاویل طلب جملوں کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگا کر بیٹھے تھے، ان مؤل جملوں کو دوسرے خلیفۂ قادیان نے حقیقت پر چسپاں کر کے اعلان کر دیا کہ مرزا صاحب نبی ہیں، اور ان کا نہیں

ماننے والا کافر۔ان خرافات کی وجہ سے مسلمانوں میں وہی گڑبڑ ہورہی ہے جو قوم عرب میں تھی، چونکہ اللہ مسلمانوں سے کام لینا چاہتا ہے، ان کو دیر تک عقائدی دھوکہ میں رکھنا نہیں چاہتا، لہٰذا اس نے فقیر کو محض اپنے فضل سے جماعت قادیان کی اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے، بفضلہٖ میرے وجود سے قادیانیوں کے پاس جس کا انتظار تھا وہ ختم ہوا۔اب ان کو طوعاً وکرہاً اپنے عقائد درست کرلے کر ادھر آنا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اپنے مکالمات سے اس فقیر پر کھولا ہے، مرزا غلام احمد چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔(نبی نہیں)"

(ص:۸،۹)

چن بسویشور کو کسی زاوئے سے بھی دیکھئے تو اس سے قادیانیت ہی جھلکتی ہے، کیوں نہیں جھلکے گی موصوف کا سرچشمۂ علم ہی قادیانی لٹریچر ہے، انہوں نے قادیانی لٹریچر کے دس ہزار صفحات سے نبوت کی حقیقت ڈھونڈ نکالی ہے۔

(۳۸) تمام مجددین کو خواہ جھوٹے ہی کیوں نہ ہوں ماننا ضروری ہے

"یہ اسلام کے اعادہ کا زمانہ ہے، اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ فراخ دلی سے بلند حوصلگی سے ہر فرقہ کے بزرگ کا حترام کرے تاکہ وہ فرقہائے اسلام کو جمع کرنے میں کامیاب ہو، یہی ایک مسلمانوں کے ذاتی جوہر کے دکھانے کا سامان ہے، یہ اصول ہی مسلمانوں کو اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کا مصداق بنائے گا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ فضل ورحم کیا ہے کہ اس کام کو روبہ عمل لانے کے لیے نمونہ کے طور پر ایک جماعت کھڑی کردی ہے۔اصولاً دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر جماعتِ مبلغین کا فرض ہے کہ وہ ہر مجدد کی تصدیق کرے، جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے بلاخوف لومتِ لائم ہر نبی کی نبوت کی تصدیق کی، اور کام کو آگے بڑھایا، اور جھگڑوں کو مٹایا، اس طرح ہم جب مبلغینِ اسلام (ہونے) کے دعویدار ہیں تو کام کو بڑھانے کے لیے جھگڑوں کو مٹانے کی ضرورت ہے۔جس طرح صحابائے کرامؓ نے لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کہا، اسی طرح ہمیں لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنَ الْمُجَدِّدِیْنَ کہنا ضروری ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اختلاف میں

ایک فرقہ (کا) دوسرے فرقے کو کافر کہنا، ایک دوسرے کے پیشواؤں کی تحقیر کرنا ان کے پیشواؤں کے صداقت کی دلیل ہے۔" (ص:۱۰)

یہ اچھی دلیل ہے، اگر اس کو مان لیا جائے تو دنیا میں ''حق'' نام کی کوئی چیز ہی باقی نہ رہ سکے گی۔

(۳۹) دیندار انجمن اللہ نے قائم کی ہے

"یہ جماعت اللہ کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی ہے، ان کا اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ اور رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ہونا ان کے عمل کا نتیجہ ہے۔..... یہ جماعت بجز تبلیغ کے دوسرا کام نہیں جانتی، ایسی صورت میں ان کا خاص جوہر وسعتِ قلبی ہونا چاہیے، وسعتِ قلبی میں جس طرح صحابہ کرامؓ نے ہر قوم کے نبی کی تصدیق کی، ان کی وسعت قلبی یہ کہ انہوں نے ہر فرقہ کے پیشوا کی تصدیق کی، جس طرح پھل درختوں کے شاخوں کی ربوبیت کرتا ہے اسی طرح یہ جماعت بصورت اعادۂ اسلام ہر فرقہ کی ربوبیت کرتی ہے۔" (ص:۱۲)

صحابۂ کرامؓ کی تصدیق انبیاء سے ان ایمان فروشوں کی تصدیق فرقہا کو کیا نسبت ہوسکتی ہے؟ جو مذہب تمام مذاہب وادیان کی ربوبیت کرتا ہے اس مذہب کی حقیقت ہی کیا ہے؟

(۴۰) جماعتِ آخرین دکن میں پیدا ہونے کی وجہ!

"تاریخ شاہد ہے جب سے کہ بنی نوع انسان کا ظہور ہوا تب سے اب تک مشرقی دنیا ہی مغربی دنیا کی ناجی رہی، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مشرق کے بہت سے ممالک ہیں، ان ملکوں میں سے کس ملک میں جماعت آخرین پیدا ہونی چاہیے، اصولاً ہم دیکھتے ہیں جہاں بیماریاں زیادہ بڑھ جاتی ہیں وہیں ڈاکٹروں کی کثرت ہوتی ہے، موجودہ زمانہ میں ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں اللہ کے دین کی حد درجہ

تذلیل ہورہی ہے، یہیں حضور سراپا نور رسول عربی ﷺ کے خلاف حد درجہ کی گندہ ذہنی اور بکواس کیا جارہا ہے، قرآن مجید کی بے حرمتی اس کے مضامین سے مخول ہندوستان ہی میں کثرت سے کیا جارہا ہے، گویا شیطان کو یہاں آزاد چھوڑ دیا گیا ہے، ایسی صورت میں غیرت حضرت محمد ﷺ کا سمندر جوش میں آنا چاہیے تھا، اس سمندر سے نکلے ہوئے خادم اسلام بندے فدایان رسول الثقلین ﷺ ہندوستان ہی میں پھیل جانا چاہیے تھا تاکہ حضور انور ﷺ کو وہ محمود ثابت کر دکھائیں۔" (ص:۱۷)

موصوف کا یہ دعویٰ کس قدر مبنی بر حقیقت ہے ہر شخص سمجھ سکتا ہے، کیا تمام مشرقی ممالک میں صرف ہندوستان ہی اس قدر گیا گذرا اور بگڑا ملک ہے؟ یہ ہندوستان کی بدقسمتی تھی کہ موصوف اور ان جیسی چند شخصیتوں کی یہاں پیدائش ہوگئی، ورنہ اس ملک کی سرزمین نے اس صدی میں دنیا کو ایسے ایسے علماء ومحدثین، فقہاء ومجتہدین، صوفیاء ومصلحین عطا کئے کہ شاید وباید! اور اس ملک سے جو اسلامی تحریکیں اٹھیں اور علمی وعملی خدمات انجام دیں وہ بہت سے مشرقی ملکوں کے حصے میں نہ آسکیں، مگر اس کو کیا کیا جائے کہ وہ اور ان کے معتقدین خم ٹھونک کے میدان میں اُتر گئے ہیں کہ ان کی مظہر اللّٰہی اور بروزیتِ محمدی کسی طرح ثابت کرنا ہی ہے، خواہ اس کے لیے عقیدوں کا خون کرنا پڑے خواہ اصولوں کا جنازہ نکالنا پڑا۔ ؎

حبک الشئ یعمی ویصم

امام الجہاد

سری چن بسویشور کے لٹریچر میں سب سے اہم اور مہتم بالشان کتاب "امام الجہاد" سمجھی جاتی ہے، یہ کتاب اگرچیکہ انہی کے نام سے منسوب کی گئی ہے، تاہم مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اُن کی اوران کے چندصفِ اوّل کے پرستاروں کی تحریرات کا مجموعہ ہے، کیونکہ اس میں شامل رسائل مستقلاً بھی مطبوع ہیں، اُن کے مصنّفین سب جدا ہیں، مگر چونکہ اس کی ترتیب میں مزید انکشافات جمع ہوگئے ہیں اس لیے اس کتاب کے مطالعہ کی بھی زحمت گوارا کی گئی، مکررات کے درمیان سے تفردات کو لینے کی جوکوشش کی گئی ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

(۴۱) صدیق بقلمِ خود زندیق

آغازِ کتاب سے قبل "صدیق کی آواز" کا عنوان قائم کرکے اس کے تحت یہ ذیلی سرخی بھی لگائی ہے کہ "اپنے دعوے کی مخاطبت مسلمانوں سے کرنی زندیقیت ہے" اس کے بعد اپنے کو صحابہ کرام کی بعض واقعی اور بعض اختراعی خصوصیات کے ساتھ تطبیق دی ہے۔ اخیر میں مسلمانوں کو مخاطب کرکے دعویٰ کیا ہے کہ صدیق بالفعل امام الناس ہے، مقامِ مسلم کا شاہد ہے، صدیق کی آواز میں روحِ اسلام ہے، لہٰذا اس کی آواز پر لبیک کہنا اور اس کے دعویٰ کو قبول کرلینا چاہیے:

"صحابہ کرام کے ساتھ تائیدِ غیبی تھی، قدرت ہر قدم پر لبیک کہتی تھی، صدیق کے

ساتھ تائیدِ غیبی ہے، قدرت ہر قدم پر لبیک کہتی ہے۔ صدیق اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ ہے، مسلمانوں کو کبھی مخاطب کرنا نہیں چاہتا۔ صحابہ کرام کے اندر ائمہ اربعہ کی تفقہ، اہل قرآن واہلِ حدیث کی علمیت کل فرقوں کے سلوک کل حلقوں کی خوبیاں تھیں، آج وہ جامعیت صدیق میں ہے۔ صحابہ کرام میں بین الاقوامی سیاست، خلافت کی رونق، کانفرنسوں اور لیگوں کی تنظیم[1] علماء ومشائخین کی تبلیغ تھی، آج صدیق ان سب کا جامع ہے۔ صحابہ کرام کے ولولے وجذبہ میں ورثہ انبیاء تھا، صدیق کے ولولہ وجذبہ میں ورثہ انبیاء نظر آتا ہے۔ اے مسلمانو! تَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ کے اصول کی بنا پر ہر مسلمان بالقوہ امام الناس ہے، صدیق بالفعل ہے، مقامِ مسلم کا شاہد ہے، لہٰذا صدیق کی آواز میں روحِ اسلام ہے، صدیق کی آواز پر لبیک کہو، وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔" (ٹائٹل کا پچھلا صفحہ)

کہاں صحابہ کرام کی مبارک جماعت اور کہاں چن بسویشور اور اس کی فریب خوردہ انجمن! یہ تطبیق تو ''اپنے منھ میاں مٹھو'' کی مصداق ہے، دیکھنا یہ ہے کہ یہ اور اس جیسے مسلمانوں کے سامنے اور مسلمانوں کے لیے کئے گئے بیسیوں دعوؤں کے بعد صدیق بقلمِ خود زندیق قرار پاجاتے ہیں، ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(۴۲) عقلِ کُل کے جواہر پارے

"ہر مسلم بدلیل آیت تَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ تمام بنی نوع انسان کے لیے ''امام الناس'' ہے، موجودہ زمانہ کے ہولناک جنگ وجدال کے ذکر پر صحابہ کرام کا حضور انور ﷺ سے یہ دریافت کرنا کہ من امام الناس یومئذ یا رسول اللہ! کہ اُس دن نوع انسان کا امام کون ہوگا؟ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ایک مسلمان امام الناس بن سکتا ہے، درحقیقت یہ ایک جوہر ہے جو ہر مسلم میں بالقوہ موجود ہے جس کے حصول کی آرزو اپنے وقت پر ہر نبی نے کی۔" (ص:۱)

[1] خدا جانے کہاں تھی!

یعنی انبیاءِ کرام نے اس مقام کی آرزو کی، انبیاء کی یہ آرزو پوری ہوئی یا نہ ہوئی اس کا تو کوئی ذکر نہیں، البتہ ہر مسلم میں یہ مقام چن بسویشور کی شہادت کے ساتھ بالقوہ موجود ہے اور خود چن بسویشور میں بالفعل موجود ہے، جب کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام میں نہ بالقوہ ہے نہ بالفعل، محض آرزو ہی آرزو۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ھٰذِہِ الْخُرَافَاتُ

(۴۳) مہدی کی مسلمانوں پر کوئی حجت نہیں

"یہی وجہ ہے کہ حضور انور ﷺ نے حدیث مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہ میں معرفتِ امام کو مسلم کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے اور آپ ﷺ نے مہدی کے وجود کی نسبت کَارِھًا لِیُبَایِعَ لَہ فرما کر اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ مہدی کی حجت مسلمانوں پر کوئی نہیں۔" (ص:۱)

اس تحریر کو پڑھ کر بس اسی قدر کہا جا سکتا ہے کہ خود لکھنے والے نے بھی نہیں سمجھا ہوگا کہ اس نے کیا لکھا ہے۔

(۴۴) نبی کسی مسلم کے کام کا نہیں، ہر مسلم نبیوں کے کام کا ہے

"یہ مخلوق اپنی زبانِ حال سے کہہ رہی ہے کہ اے رات کو روشن ہونے والے چراغو! ستارو! اب تم ہمارے کسی کام کے نہیں ہو، اگر تم اب اپنی قدر و منزلت کرانا چاہتے ہو تو سورج میں ہو کر آؤ۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارُ۔ اے مسلمان بھائیو! یہ مشاہدہ بتا رہا ہے کہ حضرت سردارِ دو عالم ﷺ کے ظہور کے بعد کوئی نبی اپنی قوم کے کسی کام کا نہیں رہا، اب جائے غور ہے کہ وہ وجود جو نبی کہلاتا تھا، جب وہ اپنی قوم کے کسی کام کا نہیں رہا تو بھلا اب وہ مسلمانوں کے کس کام کے رہے گا۔ غرض اسلام ہم کو علم دیتا ہے کہ کوئی نبی مسلم کے کسی کام کا نہیں رہا، بلکہ ہر مسلم تمام نبیوں کے کام کا ہے، یعنی جب کبھی کوئی نبی دین کا کام کرنا چاہتا ہے مسلم میں ہی ہو کر کام کر سکتا ہے، کیونکہ یہ اس کا امام ہے، میثاق لَتُؤْمِنُنَّ

بِہٖ وَلَتَنْصُرَنَّہ اس کی شاہد عدل ہے، مسئلۂ نبوت میں یہ قرآنی علم ہے، جس کو مشاہدہ کے آئینہ میں پڑھا گیا ہے۔" (ص:۲۰)

غلط کہتے ہیں، یہ قرآنی علم نہیں قادیانی علم ہے، آپ کا خود دعویٰ ہے کہ مسئلۂ نبوت کو آپ نے مرزا غلام احمد کے لٹریچر سے سمجھا ہے۔

(۴۵) پچھلے علماء تجلیاتِ الٰہیہ سے روشنی حاصل کر کے بھی فرقے ہی بناتے تھے

"اب تک فیجِ اعوج کے زمانہ کی تاریکی میں بہتیرے وجودوں نے تجلیاتِ ربِ ذوالجلال سے مختلف روشنیاں حاصل کیں، لیکن خود کو مسلمانوں سے الگ کر کے ایک امتیاز قائم کیا، اور فرق پیدا کیا، فرقے بنائے، الحمدللہ! یہ فقیر مسلمانوں میں بعد قرنِ اولیٰ کے پہلا مسلمان ہے جو باوجود بشارات ونشانات کا حامل ہونے کے کسی مسلم سے خود کو فرق کرنا نہیں چاہتا۔" (ص:۲)

یہ دعویٰ تو "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کا مصداق ہے، پچھلے ہزار سال میں مسلمانوں نے فرقے نہیں بنائے تھے، ان میں مسلک ومشرب کے فروعی اختلافات کے باوجود بحیثیت مسلمان وہ ایک ہی جماعت تھے، آپ اور آپ کے پیشرو مرزا غلام احمد جیسے لوگوں نے پیدا ہو کر فرقہ بندی شروع کی، مسلمانوں سے خود کو الگ کر لیا، کوئی نبی کا بروز بنا تو کوئی خدا کا ظہور بنا، اور یہ کہنا کہ "میں کسی مسلم سے خود کو فرق کرنا نہیں چاہتا" صریح جھوٹ ہے۔ علامہ فاضلؒ نے اس کتاب کے اپنے نسخے پر بالکل صحیح لکھا ہے کہ "خود کو مسیح موعود، امام الجہاد، امام الناس، مہدی، چن بسویشور اور بلا بدتر کہتے رہنا مسلم سے فرق نہیں تو اور کیا ہے؟" یہ بھی لکھا ہے "دروغ گوئی، خودستائی، کم علمی، کفار کو اولیاء اللہ کہنے اور دنیا بھر کے خطابات کا خود کو مستحق سمجھنے اور تبلیغ کے نام سے ہزاروں کا چندہ ہڑپ کرنے میں بیشک آپ پہلے

مسلمان ہیں۔'' (دیکھئے نسخہ امام الجہاد، لائبریری دارالعلوم حیدرآباد)

(۴۶) میاں کی مٹھی میاں کی چاند

''میرے پاس کسی دعویٰ میں مسلمانوں سے مخاطبت کرنا بہرنوع زندیقیت ہے ..... گستاخ ہے اور بدتمیز اور بے ادب ہے وہ انسان جو حضور انور ﷺ کی امت کو مخاطب کرکے ان پر اپنی حجت قائم کرتا ہوا ان کو کافر بناتا ہے، وہ گروہ بھی بدتمیز ہے جو فرمان حضور انور ﷺ لَا تُکَفِّرُوْا اَھْلَ الْقِبْلَۃِ کا پاس نہیں رکھتا۔'' (ص:۳)

یہ گستاخی اور بدتمیزی آپ نے نہ کی ہوتی تو مسلمانوں سے الگ تھلگ ایک مکروہ اور ناپسندیدہ گروہ کیوں بن جاتے، آپ کو اسلام معلوم ہے نہ کفر! ہم پہلے ہی پیراگراف میں یہ ثابت کرکے آئے ہیں کہ آپ نے خود مسلمانوں سے خطاب کیا ہے اور بار بار کیا ہے، دعوت دی ہے، اور اپنی نافرمانی کے انجام بد سے ڈرایا ہے تو اس طرح گستاخی، بدتمیزی، بے ادبی اور زندیقی کے آپ خود ہی پہلے مستوجب ہوگئے ہیں۔

(۴۷) قرآن وحدیث میں صرف ایک بات ہے؟

''قرآن وحدیث نے تم کو ایک ہی بات سکھائی ہے کہ جس ملک میں تم رہتے ہو اس کو پاکستان کرکے چھوڑو، یعنی قرآن کریم کا پانی سب کو پلا کر چھوڑو۔ ایک برتن میں تین حصہ گوبر ایک حصہ دودھ ہو تو وہ پاک نہیں کہلا سکتا، اسی طرح ہر ملک ..... جب اس میں کفرستان بھی ہو (یعنی کفار بھی ہوں) وہ پاکستان نہیں کہلا سکتا۔'' (ص:۳)

قرآن میں کہاں کہاں فرمایا گیا ہے؟ کم از کم ایک آیت تو پیش کی جاتی! جنابِ عالی! قرآن کریم نے بہت باتیں سکھائی ہیں، سوائے اس ایک بات کے جو آپ نے گڑھی ہے۔ پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ آپ نے مسٹر جناح کو ذوالجناح قرار دیا ہے اور اس کے پاکستان بنانے کو معجزہ شق القمر سے تشبیہ دی ہے اور بڑی بڑی تعریفیں کی ہیں، اس پاکستان میں بھی

ایک حصہ غیر مسلموں کا موجود ہے، پھر وہ کیوں کر پاکستان ہو گیا؟

(۴۸) ہندوستان جزیرۃ العرب ہے

"حفظِ ماتقدم کی صورت میں قرآن کریم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ اور حکم رسول اکرم ﷺ اَخْرِجِ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ اس کی تفسیر ہے، لہٰذا اے مسلمانانِ ہند! اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل میں متفقہ طور پر ہندوستان کو مسلمان کرنے اٹھو!..... آپ اس کے صلہ میں اولیاء غوث قطب بن جائیں گے۔" (ص:۴)

جس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان ہی موصوف کے نزدیک جزیرۃ العرب ہے، کیوں نہ ہو؟ موصوف کی تحقیق میں لمبا ڑے اور دھیڑ قوم تک عربی النسل ثابت ہو چکی ہے۔

(۴۹) امام الجہاد ہونے کا دعویٰ

"ہم مسلمانانِ ہند بڑے خوش قسمت ہیں، ہماری تلوار کی تعریف حضور انور ﷺ نے فرمائی ہے، اور غزوۂ ہند کی بشارت دی ہے، دوسری بشارت کہستانی غازیوں کی ہے۔ جائے شکر ہے کہ امام الجہاد بے شمار بشارتوں والا تمہارا ہم وطن غازیانِ کہستان کا پیر ہے۔"
(ص:۴)

کیا یہ مسلمانوں میں دعویٰ اور انہیں اپنی دعوؤں پر ایمان کے لیے ترغیب وتحریص نہیں ہے، اگر ہے اور یقیناً ہے تو اپنا فیصلہ خود کر لیجئے کہ آپ کیا ہیں!

(۵۰) تمام انبیاء کو اپنے سینے میں دکھانا ضروری ہے

"ہم نے ہر حقیقت سے ثابت کر دیا ہے کہ ہم پر نہ مہدی کی حجت ہے اور نہ کسی پرانے اور نئے نبی کی۔ یہ ایک رازِ اسلام ہے، جس سے مسلمانوں کی وحدت کی شیرازہ

بندی دنیا میں قائم ہوسکتی ہے۔ میں بار بار کہوں گا کہ حضور انور ﷺ کی رونق افروزی نے ہم کو ہر حجت سے سبکدوش کر دیا ہے۔ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جبل اللہ ہے، اس رسی کے دو بل نمایاں ہیں، ایک اللہ اور دوسرا اس کا رسول، اس رسی کو مضبوطی سے تھامنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا کی تعلیم دی ہے، اس دعا کی حقیقت وغرض وغایت یہ ہے کہ بحیثیتِ مجموعی تمام انبیاء کو اپنے ایک سینہ میں دکھانا ہر مسلم کا کام ہے، جس کی تفسیر میں بطورِ نمونہ اللہ تعالیٰ نے قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا یہ کہا ہے اور بطورِ نمونہ حضور انور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کر کے فرمایا ہے۔ اے لوگو! اگر تمام انبیاء کو دیکھنا چاہتے ہو تو صدیق کو دیکھو!" (ص:۴،۵)

وہ رازِ اسلام ہمیں موصوف کی تحریروں سے معلوم ہو چکا ہے، اس پورے فلسفے کے پیچھے بس یہ راز ہے کہ ان سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا، نہ مہدی نہ کوئی نبی سابق، کیونکہ وہ صرف کوئی عالم فقیہ یا امام تھوڑا ہی ہیں، وہ تو بقول خود کبھی محمد ﷺ کی بعثتِ ثانی اور کبھی خود خدائے تعالیٰ کے بروز مظہر یا اوتار ہیں، مہدویت اور نبوت وغیرہ کا دعویٰ اس لیے نہیں کرتے کہ پیشروؤں نے کیا تھا تو ان کی جو گت بنی وہ سامنے ہے۔ چن بسویشور نے جو راستہ اختیار کیا ہے اس میں داد دینی چاہئے کہ پچھلے سب دجالوں کو انہوں نے مات کر دیا ہے۔ دوسری جواب طلب بات یہ ہے کہ جب ان کے بقول مسلمان کے لیے تمام انبیاء بے کار ہیں تو پھر ان سب کو اپنے سینہ میں دکھانے کی کیا ضرورت ہے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا کلام چن بسویشور کا ہوتا ہے تفسیر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول فرماتے ہیں؟ اس لیے کہ انہوں نے اپنے دعوے کے بعد اللہ رسول کے تفسیری نمونے پیش کئے ہیں۔

(۵۱) انبیاءِ کرام اجزاء ہیں اور مسلمان کُل ہیں

"گویا وہ (انبیاءِ کرامؑ) ہم میں ہوکر کام کرتے ہیں، ایسے وجودوں کا انکار

مسلمان کو مغضوب علیہ نہیں کرسکتا۔ مشاہدہ یہ بتا رہا ہے کہ ہر جزگل میں آ کر اطمینان حاصل کرسکتا ہے، ہر دریا وندی و نالہ سمندر میں گر کر آرام لیتا ہے، طالب مطلوب کا محتاج ہے، محتاج محتاج الیہ پر سبقت حاصل نہیں کرسکتا، طالبِ نجات نجات یافتہ سے سرکشی نہیں کرسکتا، اس طرح حضور انور ﷺ کی ذاتِ احدیت مآب نے مغضوب علیہم بننے سے ہمیں بچالیا۔ فللّٰہ الحمد اوّلہ و آخرہ. (ص:۵)

(۵۲) دیندار انجمن ابدالوں کی جماعت ہے

"ایسے فتنے کے زمانہ میں اس کے علاج کے لیے حاشر الناس ﷺ کی غیرت کے سمندر سے بمصداق یَـأْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ کے ابدال کی ایک جماعت کھڑی ہوگئی ہے، وہ اس زمانہ کے رنگ کو بکلی بدلنا چاہتی ہے، یعنی بنی نوع انسان کو مغربی تہذیب سے نکال کر اسلامی تہذیب میں ڈھالنا چاہتی ہے، اس جماعت کے چال وڈھال سے اس کے قیل وقال سے، اس کے ظاہری حال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی انسانی دماغ کی پیداوار نہیں ہے، کیونکہ عدیم المثال سرمایہ داری کے زمانہ میں اس جماعت کا ہر فرد تارک الدنیا نظر آتا ہے۔" (ص:۶)

اس کے باوجود موصوف چندے کی اپیلیں، بیت المال کا قیام، نوابوں کی سرپرستی اور بادشاہ کی چاپلوسی کرتے رہے، یہ بھی غور طلب ہے کہ موصوف بار بار حجت اور دعوے کو تبلیغ واتحاد کے مغائر قرار دیتے ہیں اور درمیان درمیان میں دعوے بھی کرتے جاتے ہیں، چنانچہ اب یہاں ابدالیت کا دعویٰ کر بیٹھے ہیں۔

(۵۳) دیندار جماعت میں نبوی طاقت کام کر رہی ہے

"یہ جماعت یقیناً کسی انسانی دماغ کی پیداوار نہیں ہے، یقیناً ان میں حضور انور ﷺ کی قدسی طاقت کام کر رہی ہے، مخبر صادق ﷺ کا آیت ارتداد میں یاتی اللہ بقوم کی تفسیر یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَنَا مِنْھُمْ وَھُمْ مِنِّی کہنا اسی جماعت کے متعلق ہے، کیونکہ یہ جماعت عین فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں یعنی مشہور ۱۹۲۴ء جو فتنۂ ارتداد کا زمانہ ہے، یہ جماعت ظہور میں آئی ہے۔" (ص:۷)

یہ دعویٰ نہیں تو پھر کیا ہے، ہر دعویٰ موصوف کو بدعوائے خود زندیق اور بدتمیز بناتا جارہا ہے۔ ۱۹۲۴ء کے ارتداد سے بڑے بڑے ارتداد کے دور بھی آئے، اس زمانے کے مصلحین کیوں اس آیت کے مصداق نہیں ہوسکے، پھر اس سن میں کسی عمومی ارتداد کا واقعہ نہیں پیش آیا، صرف جزوی واقعات پیش آئے، بعض علاقے کے لوگوں کا ہندو تحریکوں سے کچھ متأثر ہوجانا جب کہ وہاں موصوف کی جماعت نے کوئی کارنامہ بھی انجام نہیں دیا۔ ان کے مبعوث من اللہ ہونے کی دلیل کیسے بن گیا؟

(۵۴) فیجِ اعوج کے علماءِ کرام کی تعریف

موصوف نے اپنے زمانے سے متصل پچھلے ایک ہزار سال کا نام "فیجِ اعوج" رکھا ہے، اور ایک باقاعدہ نقشہ بنا کر دکھایا[1] اور دعویٰ کیا ہے کہ ان ایک ہزار سالوں کے علماء سے حضور اکرم ﷺ کا کوئی تعلق نہیں اور نہ اس زمانہ کے لوگوں کا حضور ﷺ سے کوئی تعلق ہے۔ مگر درج ذیل اقتباس میں کسی مصلحت سے موصوف اس زمانہ کے لوگوں کی تعریف پر مجبور ہوئے ہیں یا پھر اپنا فلسفہ بھول گئے ہیں:

> "تیرہ سو سال کے اندر ضرورتِ زمانہ نے اسلام میں متعدد امام پیدا کئے ہیں جن مسلمانوں نے ان کی شناخت کی انہوں نے ان سے کام لیا، یہ یاد رہے وہ کل ائمہ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ تھے، کیونکہ بشارت تھی کہ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا جنہوں نے تفقہ فی الدین سے ادق سے ادق مسئلوں کا حل کیا، چونکہ تفقہ فی الدین کرنے والوں کے لیے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ کی خوش خبری دی گئی تھی، اس وجہ سے انہوں نے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ پر عمل کیا، ان کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا حکم نہیں تھا۔" (ص: ۷)

---

[1] یہ نقشہ اسی کتاب کے باب ۶ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ (م ع ق)

ہر زمانہ کے علماءِ کرام نے ''جہاد'' اور ''حج'' قیامت تک جاری رہنے اور کسی کی طرف سے بھی منسوخ نہ کئے جاسکنے کا عقیدہ رکھا ہے، اس عقیدہ کو کتبِ عقائد میں باقاعدہ داخل کیا ہے، مگر موصوف ان گذرے ہوئے علماءِ امت کے لیے ایک منسوخ الحکم آیت کے حوالہ سے ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا حکم منسوخ بتلا رہے ہیں، نبی کریم ﷺ کے پردہ فرمانے کے تین سو سال کے بعد یہ حکم کس نے منسوخ کیا تھا اور پھر چن بسویشور کے دور میں دوبارہ کس نے جاری کر دیا؟ اس کا جواب چن بسویشور ہی دے سکتے تھے مگر وہ تو اب آنجہانی ہو گئے۔ یہ نکتہ بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ ابھی دو صفحے قبل انہوں نے ان علماء کے اختلاف کو فرقہ بندی اور اسلام سے دوری قرار دیا تھا اور اب اس کو تفقہ فی الدین اور قابل رحمت اختلاف کہہ رہے ہیں۔

(۵۵) دیندار انجمن والے مثیلِ انبیاء اور وارثِ انبیاء ہیں

''قرآن کریم اس قوم کے خروج یا اس جماعت کے خروج کو جس کو قرآن کریم نے اس گروہ کو امت کے لفظ سے بھی پکارا ہے جیسا کہ فرمایا: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی یہ جماعت صحابائے کرام کی طرح صاحبِ اختیار ہوگی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اقتدار والی ہوگی، کافران پر کوئی بھلائی یا برائی کا امر چلا نہیں سکے گا، ایسے مثیلِ انبیاء، وارثِ انبیاء، زمرۂ انبیاء کی ایک جماعت کے ظاہر ہونے کا وقت اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں بتایا ہے۔ اس زمانہ کا بڑا نشان فتنۂ ارتداد کا زمانہ ہے جو دنیا میں مشہور ہے، جو ۱۹۲۴ء میں کمال عروج پر تھا، اسی سنہ میں اللہ غیور نے اس فتنہ کا سر کچلنے کے لیے ان کے ایشور اوتار کو ان کے مقدس کتب ویدوں، پرانوں، اپنشدوں وچنوں کے بارہ ہزار فقرات کی بشارتوں سے کرناٹک کے میدان میں کھڑا کیا، جو آج وہ امام الجہاد کہلاتا ہے، اس کو اور اس کی جماعت کو اللہ تعالیٰ وقت پر میدان میں لایا ہے، جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ الاٰیۃ۔" (ص:۷)

موصوف کو ہر بات اپنے پر فٹ کر لینے کا ہیضہ ہے، ان کی پیدائش کے سال ہندوستان کے جس علاقہ میں ارتداد کے واقعات پیش آئے، علماءِ اسلام اسی وقت کھڑے ہوئے، مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچالیا، لیکن انہیں اپنی جماعت کے لیے فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ کا قرینہ چاہیے تھا، فوراً اس واقعہ کا استحصال کر لیا اور بڑی چالاکی سے اپنے کو اور اپنی جماعت کو آیت کا ایسا مصداق بنالیا جیسے بس انہی کے حق میں نازل ہوئی ہو۔ مبالغہ کی حد یہ ہے کہ بغیر کسی حوالہ کے محض اپنی طرف سے ۲۹/لاکھ مسلمانوں کے مرتد ہو کر آریہ بن جانے کی اور ۷۰/ہزار مسلمانوں کے عیسائی بن جانے کی جھوٹی تہمت لگادی۔

(۵۶) چن بسویشور کی طلب پر اللہ اپنی جماعت کو لے کر آ گیا

موصوف کا ماننا یہ ہے کہ جب ارتداد کا یہ بازار گرم ہوا تو مسلمان علماء ومشائخ بے چین ہو گئے، اپنی گدّیوں اور مصروفیتوں کو چھوڑ کر اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے، مگر باہمی اختلافات کی وجہ سے کوّوں کی طرح کاؤ کاؤ کر کے واپس بلوں[1] میں گھس گئے۔ ایک چن بسویشور اور اس کی جماعت ہی ایسی ثابت قدم نکلی کہ اسی نے اس فتنہ پر قابو پایا، چنانچہ گرو نے ابرہہ کے واقعہ کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ کو طلب کر لیا اور چیلوں نے ''سارا ہندوستان مسلمان ہوگا'' کا پرفریب نعرہ لگا کر چندے بٹورنا شروع کر دیا۔ معاملہ پھر بھی جوں کا توں رہا، نہ ہندوستان مسلمان ہو سکا نہ پاکستان پاک ہو سکا۔

"وہ اپنے دین کو آپ بچانے کے لیے اپنے مقررہ وقت پر اپنی جماعت لے کر آیا

[1] شاید دیندار انجمن کے کوّے گھونسلوں کے بجائے بلوں میں رہتے ہوں گے! تعجب بھی نہیں، ہر چیز ہی وہاں کی نرالی ہے۔ (م ع ق)

ہے، جوکلمہ گومسلمانوں پر ہرطرح سے نرم ہےاورعلم جہاد بلند کیا ہوا اشداء علی الکفار ہے، وہ اپنی قدیم سنت کے مطابق اپنے کام کے لیے اراذلنا بادی الرائ تنگ دست فقراء کرلے کرآیا ہے، وہ جماعت اخرجت للناس بن کراس کی محبت میں اس کی منتخب امت ،مسلمانوں سے محبت کررہی ہے، یعنی بنائے مخاصمت فرقہ بازی کو دخل النار فی اسقر کردیا ہے، ان کا ہرفردفنافی الرسول ہوکرحدیث انا منھم وھم منی کا ثبوت دے رہا ہے۔" (ص:۱۰)

یعنی ایک ہزار برس کے علماء ومحدثین، فقہاء ومجتہدین ،صوفیاء ومصلحین ، دعاۃ ومجتہدین کے حق میں تو حضور ﷺ نے فرمایالیسوا منی ولست منھم یعنی نہ ان کا مجھ سے کوئی تعلق ہے نہ میرا ان سے کوئی رشتہ، اور چودھویں صدی کے اس شرالقرون ——— جس میں کہ قادیانی، چکڑالوی، نیچری، پرویزی اور چن بسویشوری نحوستیں وجود میں آرہی تھیں ——— کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایاانا منھم وھم منی یعنی یہ لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ ڈھٹائی اور پندار کی انتہاء ہے۔ اللّٰھم احفظنا

(۵۷) دعوے ہی دعوے

"آغازِ اسلام سے تیرہ سوسال کے بعد یہ پہلی مداولت ہے یوتیکم کفلین من رحمتہ میں کفل دوم یرک حین تقوم کے وعدہ کے ایفاء کی یہ پہلی قسط ہے، والارض جمیعا قبضتہ کا یہ پہلا منظر ہے، والسموت مطویات بیمینہ کی یہ پہلی عبارت ہے، واشرقت الارض بنور ربھا کا یہ پہلا سما ہے، ووضع الکتاب کی یہ پہلی حجت ہے، وجاء ی بالنبیین والشھداء کا یہ پہلا دربار ہے اور کلا اذا دکت الارض دکا دکا کا نظارہ دکھانے والی عالمگیر لڑائی کا یہ پہلا فساد ہے اور وجاء ربک والملک صفا صفا کا یہ پہلا دور ہے۔ مختصر یہ کہ ان تمام بشارتوں کی بنیاد جہاد فی سبیل اللہ پر ہے، الحمدللہ اس بشارت کو پوری کرنے والی بھی (یہی) جماعت ہوگی جو فقیر کے زیرکمان ہے، ایسے وجود کو فیج اعوج کے تنظیمی متقدمین کے ترازو میں تولنا

نادانی ہے اور اس کی جماعت کی نسبت اسلام کا ایک فرقہ سمجھنا جرم ہے، فرقہ بازی کے زمانہ نے تعریفِ اسلام اور اس کے اللہ اور رسول کے عرفان سے مسلمانوں کو محروم رکھا۔"

(ص:۱۱)

اس پورے پیراگراف میں اپنی اور اپنی جماعت کی تعریف اور پچھلے ہزار برس کے ائمہ اور تحریکوں کی تنقیص میں قرآن کریم کی متعدد آیات کو پیش کیا گیا ہے، جن میں سے کوئی ایک بھی موصوف اور ان کی جماعت پر صادق نہیں آتی، مگر دعوے میں کیا خرچ آتا ہے؟ البتہ درمیان میں ایک بات کام کی اور سچی کہہ گئے ہیں کہ ان کی جماعت کو "اسلام کا ایک فرقہ سمجھنا جرم ہے"۔ واقعی اللہ تعالیٰ بھی کیسا قادرِ مطلق ہے، سبحان اللہ وبحمدہٖ!

(۵۸) امام حسینؓ کی روح امام الجہاد کی صورت میں!

"آپ کی روح تَقَلُّبُکَ فِی السَّاجِدِیْنِ کے زمانہ میں تیرہ سو سال تک ہندوستان میں علم اور تابوت کی شکل میں بطورِ یادگار ہر محرم میں وہ نمایاں تبلیغی اثر ڈالا کہ تقریباً تمام ہندوؤں کے دل اسلام کی نسبت نرم کر دئے اور لاکھوں کو اس رسم نے مسلمان کر دیا۔ اب جب کہ جہاد فی الہند کا زمانہ آیا ہے آپ ہی کی روح اپنے ہی خون کی حرارت رکھنے والے صدیق کے اندر سے امام الجہاد کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ معاملہ حق بحقدار رسید کا ہے، اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا کا عمل پورا ہو رہا ہے۔ ورنہ سید کے خون میں جذبہ تبلیغ پیدا نہ ہونا اس کو کسی اور خاندان کے نسل سے اس جذبہ کا کام لیا جانا گویا مسئلہ تبنیت کو مان لینا ہے۔ یا حضرت امام حسین کو لاولد قرار دیتا ہے، نہ منہ بولا بیٹا بیٹا ہو سکتا ہے اور نہ امام حسین علیہ السلام لاولد ہو سکتے ہیں۔ دوسری تائید اس امر میں اس فقیر کو یہ حاصل ہے کہ الفقر فخری و الفقر منی کی نسبتِ تامہ عترت سے لازمی ہے، اس زمرہ کو اس کی فقیری کے کمال کے اظہار کے لیے زمرۂ انبیاء پکارا ہے، حقیقت میں زمرۂ انبیاء یا وارثِ انبیاء ہی فقیری کے کامل مظہر ہو سکتے ہیں، وہ کمال ہمارے مبلغین کے فوٹوؤں سے ظاہر ہے اور توکل کے کمال کا علم صحبت سے ہوگا۔" (ص:۱۲)

یعنی اس کتاب میں جو مغرور اور اینٹے ہوئے مبلغین دیندار انجمن کا گروپ فوٹو لگایا گیا ہے اس میں ان کی صورتوں سے تو فقیری کا علم ہوگا اور جب صحبت اختیار کر لی جائے گی تو کمالِ توکل کا راز بھی کھلے گا۔ تصویریں تو خیر کیا بتائینگی ان چلتے پھرتے میلے کچیلے وجودوں کو دیکھ کر عوام الناس خود اندازہ لگا لینگے اور اہلِ عقل و دانش تحریک کی حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد ان کی صحبت اٹھائے بغیر ہی ان کے توکل کی حقیقت کو جان لینگے۔ ہمیں یہاں اس نکتہ کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانی ہے کہ موصوف گذشتہ ہزار برس کے اہلِ علم و کمال کو فرقہ پرست اور اسلام کی حقیقت سے دور قرار دینے کے باوجود روافض اور ان کے تعزیہ و ماتم اور تابوت و علم کی بڑی برکات اور خاص کرامات کی پذیرائی آخر کس لیے فرما رہے ہیں؟ غور کرنے سے یہ عقدہ کھلے گا کہ اصل مسئلہ اپنی عجمیت کو سیدیت و عربیت سے بدلنے کا ہے، بتلانا یہ چاہتے ہیں کہ میں ان تمام کمالات کے دعوے میں حق بجانب اس لیے ہوں کہ جو نورِ جسمانی و روحانی نبی کریم ﷺ سے حضرت حسینؓ میں منتقل ہوا تھا وہ ہزار برس تک کہیں مخفی و موقوف رہنے کے بعد اب میری شکل میں ظاہر ہوا ہے، گویا احادیثِ مہدی کو اپنے اوپر چسپاں کر کے مسلمانوں کو اور ویدوں شاستروں کی پیش گوئیوں کو لے کر ہندوؤں کو رجھانے کی کوشش کے بعد اب امامِ غائب کے شیعی عقیدہ کا مصداق بن کر شیعوں میں مقبولیت کا راستہ بنایا جا رہا ہے۔

(۵۹) امام الجہاد اور بلدۂ حیدرآباد

"امام الجہاد کی مولد بستی کے لیے لازمی ہے کہ وہ کسی وقت بھی غلامی کی صورت نہ دیکھے، اور نہ وہ کبھی لٹے اور نہ کبھی تباہ و برباد ہو، اس سلطنت کا ہر فرد خود کو انا الملک کہتا ہو، اس لحاظ سے ہم ملک ہندوستان کے ہر گوشہ پر نظر ڈال کر دیکھتے ہیں تو سوائے حیدرآباد کے دوسرا کوئی شہر ایسا نظر نہیں آتا، ثابت ہوا کہ امام الجہاد کا مولد سنبھل نگر یا امن والا شہر

بلدۂ حیدرآباد ہی ہے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں کے مسلمان باشندے خود کو ہر حال میں آزاد سمجھتے ہیں اور ہر مسلم انا الملک کا دعویدار ہے۔ اور سلطان دکن جلالۃ الملک میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ سابع کا اعلان خود مختاری اس کا بین ثبوت ہے۔" (ص:۱۳)

نبی کریم ﷺ تو جس شہر میں تشریف لائے تھے وہ اگرچہ آزاد علاقہ تھا مگر کفر وشرک سے آباد تھا، آپ ﷺ تشریف لائے اس کو کفر وشرک سے آزاد کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ فرما دیا، برخلاف چن بسویشور کے کہ اس کی پیدائش ''گدگ'' میں ہوئی جو اس کی پیدائش کے وقت اگرچہ نظام کی آزاد مملکت کا حصہ تھا مگر اس کی پیدائش کے بعد اس کی موجودگی ہی میں ان کافروں کے قبضہ میں چلا گیا جن کو مسلمان کرنے کے لیے وہ مبعوث ہوا تھا، اور وہ بادشاہ بھی نامراد و بے تاج ہو گیا جس کی خوشنودی کے لیے پینترہ بدلتے ہوئے چن بسویشور حضرت حسینؓ اور شیعیت کے مناقب وفضائل بیان کرنے لگا تھا۔ اس خودستائی اور غرض پرستی سے اللہ پناہ میں رکھے۔

(۶۰) چن بسویشور کے غرور نے اساتذہ کو بھی اصاغر دکھایا

"اللہ ذوالجلال نے امام الجہاد کو سلطنتِ آصفیہ میں پیدا کیا ہے اور یہی مقدر تھا، درحقیقت صرف آزادی ہی نے مجھ میں اسلامی اخلاق پیدا کئے، میں نے جب آنکھ کھولی تو مجھ پر مسلمان حکمران دیکھا، میں اس میں ہو کر انا الملک کہتا رہا، اس عطیہ نے مجھے باعزت بنایا ہے، میں نے کافر کو صاغروں کے اصول پر ذلیل وخوار دیکھا، حتی کہ سٹی کالج کے پرنسپل مسٹر راس جو انگریز تھا اس کو میں نے اپنا نوکر ہی دیکھا، وہ بھی ایسا ہی سمجھتا تھا، یہ نظر میری مدراس محمڈن کالج کے پرنسپل کو سخت پریشانی کا باعث ہوئی، اس نے میری آنکھوں پر نظر ڈال کر کہا آپ کسی کام کے آدمی نہیں ہیں۔" (ص:۱۴)

سبحان اللہ! بڑے اچھے اخلاق اور عمدہ کردار ہیں!

(۶۱) چن بسویشور کے دو گستاخانہ اشعار

لٹ گیا پیارے نبی کا دارودر شہر ودیار　　قبر میں لاش مبارک رات دن ہے بے قرار
چھپ گئے ہیں ظالموں کے ڈر سے غارِ ثور میں　　کوئی بھی ساتھی نہیں صدیق ہے ایک یارِ غار

(ص:۱۵)

اللہ کے نبی ﷺ غارِ ثور میں ظالموں کے ڈر سے نہیں چھپے تھے بلکہ اللہ کے حکم سے یہاں مقیم ہوئے تھے۔ جس وقت یہ نظام بنا تھا اس وقت تک نہ آپ کو ڈھونڈنے کا اعلان ہوا تھا نہ انعام مقرر ہوا تھا۔

(۶۲) علماءِ ہند کی دینی خدمات کا مذاق اور اپنی تعلّی

"۱۹۲۴ء کے طوفان ارتداد نے جب ہندوستان میں اندھیر مچادیا تھا، اس وقت بار بار کے غیرت دلانے پر ہندوستان کے تقریباً تمام فرقے والی جماعتیں جمع ہوکر اپنے فرقہ کا ڈھول بجاتے ہوئے میدان میں نکل آئے، چونڈے والیوں کی طرح آپس میں جوتم پائزار کرلے کر پھر گوشہ میں چلے گئے، چونکہ یہ مجاہدین فی سبیل اللہ کا کام تھا ان سے بن نہ سکا، لہٰذا وہ غیور اللہ فرقہ والوں کا منت کش احسان نہ ہوکر اپنی جماعت کو لے کر آیا ہے، جس کی شناخت یہ ہے: وہ جماعت والے مسلمانوں سے نرم ہیں، ان سے دعوی کا کوئی خطاب نہیں اور وہ جماعت جہاد کا میدان گرم کرنے کے لیے کافروں پر سخت ہے، اس کی دلیل یہ کہ کافروں نے ان کی زبان بندیاں کرتے ہیں، عدالت میں کھینچتے ہیں، یہ جماعت ضمانت پر رہا ہوتی ہے اور ان پر کافروں کے حملے ہوتے ہیں، یہ زخمی ہوتے ہیں، بار بار جیل میں ڈالے جاتے ہیں، آخر انہوں نے ہجرت کی اور طاقتِ جہاد کو فراہم کرہی لیا، لاکھوں پٹھانوں کو اس کام کے لیے آمادہ کرلیا ہے، اب ہندوستان میں جہاد ہوگا جیسا قرآن میں لکھا تھا ویسا ہورہا ہے، کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی، اس کی امداد ہر مسلمان کا فرض ہے، غفلت کرنے والوں سے حساب لیا جائے گا، اس کو اللہ نے بشارت دی ہے

کہ تمہارے ساتھی سیاہ وسفید کے مالک رہیں گے، اس لیے اس تحریک سے سیاہ اور سفید دو رجسٹر نکل رہے ہیں۔" (ص:۱۵، ۱۶)

اس عبارت میں علماءِ اسلام کی خدمات ـــ جن کی بدولت ہندوستان میں اسلام محفوظ ہے ـــ کا تو جو حشر کرنا تھا وہ کر دیا مگر سیاہ وسفید کی منطق سے چندہ بٹورنے کا راستہ خوب نکالا ہے۔ ساتھ ہی قرآن پر بھی افتراء کر دیا۔ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ یہ سب ہونے والا ہے؟

(۶۳) چن بسویشور کا اختراعی مقام اور اس کے بوگس دلائل

''اس تحریک کی ابتداء شبِ معراج سے ہوتی ہے جس کا ذکر جاء النور ھو افضل منک میں ہے، جب مجھ کو اپنے مقام کا علم ہوا تو میں نے حیدرآباد میں بصدارت نواب ممتاز یاور الدولۃ شہر کی ممتاز ہستیوں کا جلسہ کیا اور اپنے امام الجہاد کی خدمت کا من جانب اللہ ہونے کا اعلان کیا۔ اور اس وقت میں نے وہ سب کچھ کہہ دیا جو میرے رفیق ویاس منی ابوالعرفان ابنِ فاطمہ محدث مولانا صوفی سید عبدالقادر صاحب نے محنتِ شاقہ کے بعد عربی زبان میں پیش گوئیاں جمع کی ہیں اور میں نے اپنے ساتھیوں سے وہ سب کہہ دیا جو میرے رفیقِ سفر وحضر گرنگڑ وابوالبرہان جان جمیع کمالات مترجم کنڑی قرآن ومصنف ہندو مسلم یونٹی مولانا سید قاسم صاحب میسوری نے دکن کے اولیاء اللہ کے ارشادات سے جمع کیا ہے، اور میں نے وہ سب کہہ دیا ہے جو میرے رفیق ذو المعارج کیشو اوتار سید رسول صاحب نے ویدوں اور پرانوں سے نکالا ہے، اور میں نے وہ سب کہہ دیا جو میرے رفیق نرسہیوں اوتار مسیح الملت سید سراج الدین صاحب نے تلنگی زبان کی پیش گوئیاں فراہم کی ہیں، اور میں نے اپنے ساتھیوں سے وہ سب کچھ کہہ دیا ہے جو ویر بھدر اوتار حیدر حسین نے سنایا ہے، اور یہ فقیر اللہ تعالیٰ کے کلام کی روشنی میں وہ سب دیکھ رہا ہے جو آئندہ ہونے والا ہے، ماضی، حال اور استقبال سے میرے پاس اگر کوئی مواد نہ ہوتا تو تب بھی اللہ تعالیٰ وہ سب کام مجھ سے لیتا جو روایات کے طور پر پیش ہے، یہ کل میرے وجود کی تفصیلی عبارت ہے، یا یہ کہو کہ گھڑیال کا کانٹا کسی وقت بارہ پر آ کر

دنیا کے بارہ بجایا تھا، اب وہی کاٹا دوبارہ بارہ پر آیا ہے، الحمدللہ بارہ بجا کر چھوڑے گا۔ **ھلک کسری لا کسری بعدہ** کی پیش گوئی لفظ بلفظ قرن اولیٰ میں پوری ہوئی، اس پیش نگوئی کا دوسرا جز **ھلک قیصر لا قیصر بعدہ** اب پورا ہوگا۔'' (ص:۱۶)

(۶۴) اس فقیر میں وہ کونسا جوہر ہے؟

درمیان میں تین خواب نقل کرنے کے بعد یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ:

''اب یہ امر قابلِ غور ہے سید احمد بریلوی جیسے اولوالعزم پوری شان وشوکت سے یاغیوں سے جہاد کا کام لینے کے لیے یاغستان پہونچتے ہیں، عمر کاٹ ڈالی ایک یاغی نے بھی ان کی بیعت نہیں کی، اس فقیر میں وہ کونسا جوہر ہے کہ زبردست طاقتور بادشاہ ہیں اور علماءِ سرحد میری بیعت میں آتے ہیں اور ایک وفد سرحد کا حیدرآباد پہونچ کر پبلک میں اعلان کرتا ہے کہ ہم تیس لاکھ پٹھان مولانا صدیق دیندار صاحب کے زیرفرمان چلنے تیار ہیں۔ یہ مضمون اخباروں میں نکل گیا ہے۔ کیا یہ میرے امام ہونے کے لیے کافی ثبوت نہیں ہے؟ قدرِ زر، زرگر شناسد، قدرِ جوہر جوہری۔'' (ص:۱۸)

(۶۵) جذبۂ خودستائی وخودنمائی

موصوف نے امام الجہاد ہونے کے مدعی میں جہاد کی قابلیت ہونا ضروری قرار دے کر تفصیل سے واضح کیا ہے کہ وہ سب قابلیتیں میرے اندر موجود ہیں، اس لیے میں ہی اس عہدہ کے لیے واحد موزوں شخصیت ہوں۔ امام الجہاد کی وہ صفاتِ لازمہ — جوان میں بدرجۂ اتم موجود ہے — یہ ہیں:

☆ دل، دماغ اور روحانی طاقت کے ساتھ جسم بھی بہت مضبوط ہے۔

☆ جنگلوں کی سیر، درختوں پر چڑھنا، تیراکی، کشتی بنوٹ، تیراندازی، بندوق چلانا، گھڑسواری اور فنونِ سپہ گری میں مہارت حاصل ہے۔

☆ سائنس آف وار میں مہارت اور دو کتابوں کی تصنیف کا شرف حاصل ہے۔

☆ کھیل کود سے دلچسپی اور اس میں بے مثال مہارت بھی رکھتے ہیں۔

☆ کم سنی سے نمازی اور باعزت ہیں، بچپن میں دوسرے بچوں کی تسمیہ خوانی کروانے کا شرف رکھتے ہیں، بلند ہمت و باحوصلہ نیز نڈر و دلیر بھی وغیرہ اپنے ان ظاہری کمالات کا تذکرہ کرنے کے بعد درج ذیل روحانی کمالات کا دعویٰ بھی فرماتے ہیں:

" ۱) چونکہ حضور انور ﷺ نے مجھے یوسف پکارا ہے اس کی تکمیل مماثلت یوسف کے لیے جیل میں ڈالا گیا ما تقدم من ذنبک و ما تأخر کے اعادہ کی سنت میں معاہدہ کے ذریعہ سے سرحد کا داخلہ میرے لیے ممنوع قرار دیا گیا۔ اس حالت میں مجھ کو بشارت ہوئی لینصرک اللہ نصرا عزیزا. (ص:۲۱)

۲) چونکہ یہ جسم لست کاحد من العالمین کے مقام پر لطف یکتائی سے بہرہ اندوز ہوا ہے۔ لہٰذا قدرتی طور پر فوٹو نکلوانے سے بچپن سے ہی متنفر تھا، چنانچہ بزمانۂ طالبِ علمی میں ہر موقعہ پر فوٹو کشی کے وقت کنارہ کش رہا، جب پچیس سال کی عمر میں طالبِ علمی ختم ہوئی، اس کے بعد ایک سال دس ماہ کے اندر چار محکموں میں ملازمت کی، ان دنوں میں بھی فوٹو نہیں کھچوائی، ان چاروں نوکریوں کو طلاق دے کر فقیر بن گیا۔

۳) بزمانۂ فقیری ایک دفعہ ۱۹۱۶ء میں جب یہ جماعتِ احمدیہ لاہور کی طرف سے تبلیغِ اسلام کے لیے لندن بھیجا جا رہا تھا اس وقت بحالتِ مجبوری قانون پاسپورٹ کی تکمیل کے لیے فوٹو کھچوائی، مجھ کو فوٹو کھچوانے سے نفرت اس وجہ سے ہوتی تھی کہ تو بندہ ہے، مولائے کریم کی موجودگی میں تیری ہستی گم شدہ ہے، اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ میرے جسم کا ہیولہ میں نہیں ہوں، وہ میں کہنے والا اناءِ مطلق (یعنی اللہ تعالیٰ) ہے، اس کا فوٹو کھچواؤ جو اندر ہے اور یہ کسی سے ممکن نہیں تھا، تیسری وجہ یہ تھی کہ فوٹو نکلوانا اپنی ظاہری بناوٹ کو لوگوں کو دکھانا ہے، جو اپنے ظاہر کو دکھانا چاہتا ہے، اس کا باطن مرجاتا ہے، جس کا باطن مرگیا وہ مردہ ہے، لہٰذا جو فوٹو کھچواتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا ہے، وہ کمزور قلب کا ہے،

بزدل ہے، اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو ان عیوب سے پاک رکھا۔"[1]

۴) "الفقر فخری والفقر منی نے مجھے فقیری سکھائی تو وہ فقیر گری نکل آئی، اسی اصول سے میں نے کئی فقراء بنائے، وہ درحقیقت میرے فوٹو ہیں، یہ اعزاز خود نمائی اللہ کو پسند آئی جس کی وجہ سے آفتابِ رسالت ﷺ نے اس جسم کے متعدد حصوں کو ہدایت کا باعث بنایا، آپ نے ہی اس جسم پُر از ہدایت خدانما کی گواہی میں زمین وآسمان کے سینکڑوں نشانات کھڑے کئے۔" (ص:۲۱)

(۱) میں نبی کریم ﷺ ہی کی طرح اپنے بھی مغفور ومرحوم ہونے کا اشارہ دیا ہے۔ (۲) میں بڑی ہوشیاری سے الوہیت کا دعویٰ کیا ہے۔ (۳) میں جن عیوب سے اپنے کو منزہ قرار دیا ہے آگے چل کر وہ عیب کے بجائے موصوف کا کمال بن گیا تھا۔ دیکھئے (۴) کی عبارت۔

(۶۶) احدیت میں جو تھا وہی الآن ہوں میں

"جس نے اپنے ظاہر اور باطن کو بکلّی اللہ کی راہ میں دیا، اس نے اللہ کے نور کے مصباح کا زجاجہ بن کر کوکب درّیّ کی طرح چمکا، اس اندر کی چمکار کو دکھانے کے لیے اس فقیر نے دعویٰ چن بسویشور کے چند سال پیشتر چھ سو اشعار لکھے ہیں، منجملہ ان کے چند اشعار بطورِ نمونہ پیش ہیں:

راز دانوں کے لیے نکتۂ عرفاں ہوں میں — اس کا اظہار کروں کس طرح حیران ہوں میں
میری توحید کو کثرت میں نمایاں دیکھا — گو ہے یک جان مگر مظہر جاناں ہوں میں
کوئی شے غیر نہیں غیر کا سایہ بھی نہیں — احدیت میں جو کبھی تھا وہی الآں ہوں میں
میں وہی نور ہوں جس نور سے افلاک بنے — ان میں ظاہر ہوں کبھی اور کبھی پنہاں ہوں میں

[1] پھر پتہ نہیں بعد میں کیا ہو گیا کہ اس کتاب میں جگہ جگہ اپنی اور اپنے خلفاء کے فوٹوز چھپوائے ہیں بلکہ اپنے فوٹوز کے بارے میں خود ہی لکھا ہے کہ میرے فوٹو اتنے عام ہوئے ہیں کہ شاید ہی کسی کے ہوئے ہوں۔ (م ع ق)

پائی ہے ہفت سماوات نے رفعت مجھ سے — زیں سبب عرشِ معلّٰے پہ حکمراں ہوں میں
میری پرواز ہے اس طرح کہ آلاں یاں ہوں — دوسری آن میں برعرش حکمراں ہوں میں
ھو کا حاکم ہوں میں اللہ کا شاہد ہوں میں — اور در رنگ الٰہ گنبدِ دوراں ہوں میں
کل یہ اعیان کھڑے ہوگئے میرے ہی لیے — میری خادم ہے ہر ایک چیز حکمراں ہوں میں
احدیت سے جو چلا ایک میں آ کر ٹھہرا — عالمِ غیب وشہادت میں نمایاں ہوں میں
مجھ سے نکلا ہوا مجھ میں ہی فنا ہوتا ہے — کیونکہ ارواح واجسام کی بنیاد ہوں میں
یہ مقامات ہیں لوگوں کو دکھانے کے لیے — ورنہ کیا جانے کوئی کون اور کاں ہوں میں"

(ص:۲۲،۲۳)

اگر کوئی کہتا ہے کہ یہ اشعار انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہے ہیں تو یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ انہوں نے اپنی فنافی اللّٰہیت کے تأثرات کے طور پر اسے پیش کیا ہے اور اگر مان لیا جائے کہ یہ بطورِ کلامِ الٰہی کے کہا ہے تب بھی یہ اشعار چند در چند بدعقیدگیوں کا مجموعہ ہیں۔

(۶۷) دیندار انجمن زمرۂ انبیاء میں داخل ہے

"اللہ تعالیٰ نے اوّلین وآخرین کی دو جماعتیں بتائی ہیں وہ درحقیقت ایک ہی جماعت ہے، جو قرنِ اولیٰ میں تھی وہی جماعت دوبارہ ظہور کرے گی اس دور کو بعثتِ ثانیہ کہا گیا ہے، اور حضور منبعِ انوار ﷺ کی قدسی طاقت کے ظہور کو قرآن کریم میں مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے، مثلاً تری کل امة جاثية اور ایک جگہ لتنذر يوم الجمع لا ريب فيه اور ایک جگہ تری الملائكة حافين من حول العرش اور سورۂ جمعہ میں کہلا بتایا ہے کہ آخرین کے تزکیۂ نفس کرنے والے اور قرآن کریم سکھانے والے اور حکومت دلانے والے آپ ہی رہیں گے اور آپ نے فرمایا وہ جماعت جو آخری زمانہ میں غربا کی نکلے گی، ان میں میں رہونگا، جیسا کہ فرمایا يخرج قوم فی آخر الزمان هم منی و انا منهم، اس جماعت کو زمرۂ انبیاء کا نام اس وجہ سے دیا گیا

ہے، اوّلین نے تبلیغ کی یعنی پیغامِ قرآن کو دنیا میں پہونچایا یا اخرجت للناس کا فرض ادا کیا، فیجِ اعوج کے کل محدثین ائمہ غوث قطب لھذہ الامۃ تھے، ان کی جماعتوں کو زمرۂ انبیاء نہیں کہا گیا، کیونکہ ان حضرات نے پیامِ قرآن کو کافروں میں نہیں پہونچایا، اب وہ کام دیندار انجمن کر رہی ہے، اس وجہ سے اس جماعت کو حضور منبعِ انوار ﷺ نے زمرۂ انبیاء میں داخل کیا ہے، یہ جماعت جلال و جمال کی حامل ہے، اور صحابائے کرام بھی جلال اور جمال کے حامل تھے۔" (ص: ۲۵)

مذکورہ بالا عبارت میں موصوف کے چند دعوے قابلِ غور ہیں:

☆ صحابہ کرام اور چن بسویشوری جماعت حقیقت میں ایک تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے دو جماعتیں بتلائیں، چن بسویشور نے اس غلطی کی اصلاح کی۔

☆ آیاتِ قرآنیہ کا بے محل استعمال اور ان کے ذریعہ حضور ﷺ کی بعثتِ ثانیہ کا دعویٰ، جب کہ اس دعوے کا ان آیات سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

☆ چن بسویشور کی جماعت کے ساتھ آ کر رہنے کے وعدہ کی حضور ﷺ پر تہمت۔

☆ ایک ہزار برس کے مسلمانوں پر الزام کہ انہوں نے قرآن کا پیغام کافروں کو نہیں پہونچایا، اور یہ دعویٰ کہ یہ کام صرف چن بسویشوری جماعت کر رہی ہے، اس لیے وہ زمرۂ انبیاء میں داخل اور صحابہ کرام کی مماثل ہے۔

(۶۸) چن بسویشور اور اس کی جماعت ہی اسلام کی حقیقی شان ہے

"روح کا حامل انسان یا جماعت کافروں کو ڈرائے گی، آخر کافر پکڑے ہوئے آئیں گے اور وہ جماعت کافروں کے ممالک پر غالب آئے گی، یہی ایک علامت روح کے نزول کی ہے، یہ قرن اولیٰ میں نازل ہوئی تھی اور اب دوبارہ نازل ہوئی ہے، وہ یہی ایک واحد جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے، یہ جماعت اسلام کی حقیقی شان پیش کر رہی ہے، فقیری سے ڈرانے والے شیطان کے ہتھکنڈوں کو ختم کرنے کے لیے فقیر بن کر بیٹھ گئی

ہے، دجالی فتنہ سرمایہ داری کے تار و پود کو بکھیرنے کے لیے قدیم سنت کے مطابق مسکینوں کی صورت میں اللہ کو لے کر آئی ہے یا اللہ اس کو لے کر آیا ہے۔" (ص:۳۰،۳۱)

یہ جماعت اسلام کی شان تو کیا ہوتی، جہاں جاتی ہے اسلام کی بدنامی اور مسلمانوں کی بے آبروئی کا سبب بن جاتی ہے۔ اسلامی عقائد کا جنازہ نکال کر بت پرستوں کے ہفوات بکتی رہتی ہے۔

(۶۹) معاد کی حقیقت نبی کریم ﷺ کا دوسرا جنم ہے

"ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد. جس طرح جہاد مردوں پر فرض ہے اسی طرح قرآن کریم ذات وحدت الوجود رحمۃ للعالمین پر فرض ہے، اسی حقیقت کے اظہار میں اللہ تعالیٰ جب کبھی روح کے نزول کا ذکر کرتا ہے تو وحدت کا اظہار کرتا ہے، ایسے زمانہ میں حضور منبع انوار ﷺ کا رہنا ضروری ہے، تاکہ اپنا دربار گرم کریں، اس دربار مبارک کی شان بھی فرضیت قرآن سے ظاہر ہوتی ہے۔ جب تک دوبارہ قرآن کریم کو لے کر حامل قرآن ذات وحدت الوجود تشریف نہ لائیں نہ قرآن کریم آسان ہوسکتا ہے اور نہ مسلمانوں کے فرقوں کا اختلاف مٹ سکتا ہے اور نہ لڑاکو اقوام کو انذار ہوسکتا ہے اور نہ متقین کو عاقبت کے مالک ہونے کی بشارت ہوسکتی ہے۔"
(ص:۳۱)

(۷۰) چن بسویشور کا ایک نرالا فلسفہ

"عالمگیر مصیبت کا واقعہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ عالمگیر حکومت والی طاقت آپ کو تکلیف دے کر ہلاک ہوگی، دنیا دیکھ رہی ہے، موجودہ عالمگیر حکومت نے ہماری زبان بندیاں کیں، کئی دفعہ گرفتار کر کے شہر بدر کیا، کئی دفعہ جیلوں میں ڈالا، پابہ زنجیر بازاروں میں کھینچا، محض اس قصور پر کہ ہم تبلیغ کا کام کرتے ہیں، یعنی اسلام کے فرقے والے قرآن کو مشکل سمجھ کر آپس میں جھگڑا کیا کرتے ہیں، ہم قرآن کو آسان سے آسان

کر کے ان کے جھگڑوں کو مٹا رہے ہیں، اور مسلمانوں کو بشارت دے رہے ہیں اور کافروں کو انذار کر رہے ہیں، ابتداءِ اسلام میں ایسا ہی ہوا اور اب اس کے اعادہ میں ایسا ہی ہو رہا ہے، **الحمدللہ علی ذالک**. اس معاد میں **جاء ی بالنبیین** کی بشارت پوری ہوئی ہے، اب **والشھداء** کے مطالبہ میں یہ کتاب امام الجہاد لکھی گئی ہے، امید کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد جوق در جوق مجاہدین بیعتِ رضوان میں داخل ہوں گے۔"

(ص:۳۲)

موصوف کے نرالے فلسفوں میں ایک یہ بھی ہے کہ اللہ سے اگر کفار کے خلاف مدد حاصل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غصہ دلانا پڑے گا، اور اللہ تعالیٰ کو غصہ جب آتا ہے جب کہ اس کے حبیب کو تکلیف پہونچے، اس کے حبیب ﷺ کو تکلیف پہونچنے کے لیے ظاہر ہے کہ اس کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے، اسی وجہ سے آپ ﷺ اپنے ظہور کا اعادہ فرماتے رہتے ہیں، اب اس زمانہ میں چن بسویشور ہی بروزِ محمد ہے، تاکہ کفار اس کو تکلیف پہونچائیں اور اللہ تعالیٰ کو غصہ آئے، پھر وہ غصے میں بھرا ہوا دنیا میں ظاہر ہو کر کفار سے انتقام لے۔ یعنی چن بسویشور کبھی بروزِ محمد کی حیثیت سے ظاہر ہو کر کفار سے ستایا جاتا ہے، پھر وہی مظہر خدا کی حیثیت سے ظاہر ہو کر مسلمانوں کے لیے بشارت اور کافروں کے لیے انذار ثابت ہوتا ہے۔ تُف ہے عقل کے اس افلاس پر!

ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے

اس نام سے ایک کتاب اس ملحد تحریک کے ایک سرگرم حامی وداعی سعید بن وحید کی لکھی ہوئی ہے، کتاب کے عنوان کے لیے جو جملہ منتخب کیا گیا ہے وہ ان کے اعتقاد کے مطابق ان کے گروچن بسویشور کا ''الہام'' ہے، یہ معمہ تو خیر سمجھ سے باہر ہے کہ اپنے کو عالمی ودائمی نبوت کے حامل سیدنا حضرت محمد ﷺ کا بروز وظہورِ ثانی کہنے والے کو صرف ہندوستان ہی کے لیے کیوں بھیجا گیا؟ اور ہندوستان ہی کی ذاتوں کا مسیحا کیوں قرار دیا گیا؟ البتہ غور کرنے سے اتنا ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ موصوف کو اپنے بارے میں جو کچھ خوش فہمیاں ہوئیں وہ سب ہندوستانی اوتاروں کے کلام سے ہوئیں، کتاب وسنت سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں، اس لیے ہندوستان سے آگے کا سوچنا بھی ان کے لیے مشکل تھا۔ مصنفِ کتاب "باشم" ضلع "آکولہ" حالیہ صوبۂ مہارشٹرا سابق صوبۂ برار میں گورنمنٹ اسکول کے ٹیچر تھے، تقسیم کے وقت پاکستان چلے گئے، وطن ہی سے اس تحریک کا زہر ہلاہل چکھے ہوئے تھے، وہاں بھی اسی مسموم ذہنیت پر قائم اور اسی بے دینی کا پرچار کرتے رہے۔ اس کتاب میں اکثر باتیں تو وہی ہیں جو دوسرے رسائل کے دورانِ مطالعہ نوٹ کی گئی ہیں، اس لیے صرف چند نئی باتیں اس میں سے نقل کی جارہی ہیں۔

(۷۱) چن بسویشور کی جنگوں میں نبی کریمؐ بھی شریک ہوتے ہیں

''جب مشرکین ہند کو کھلے الفاظ میں دعوتِ اسلام دے کر یہ قوم اللہ کے ارادوں کو لے کر اعلاء کلمۃ الحق کے لیے اٹھ کھڑی ہوگی اس وقت 'غزوۃ الھند' میں حضور سید المجاہدین ﷺ کی شرکت کے حقیقی مناظر خود بھی دیکھے گی اور دنیا کو بھی دکھائے گی۔'' (ص:۵)

(۷۲) چن بسویشور کا الہام اللہ کا کلام ہے

سورۂ الحاقہ کی آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلَ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ کا ترجمہ کرنے کے بعد اپنے گرو کی ہفوات کو کلامِ الٰہی اور الہامِ خداوندی کا درجہ دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

''دیندار انجمن اس شدید قرآنی وعید پر کامل ایمان ویقین کے ساتھ تقریباً نصف صدی سے ''بانی دیندار انجمن''..... کا یہ الہام نشر کر رہی ہے کہ ''ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے'' (الہام) تاکہ ہر سننے اور پڑھنے والا جان لے کہ یہ ہماری اپنی طرف سے بنائی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام فرمائی ہوئی حقیقت ہے۔'' (ص:۷)

(۷۳) آدم علیہ السلام، انگریز اور دیندار کے کارنامے

''آدم کے وجود نے درندوں کے فسادات کو مٹا کر زمین پر امن قائم کیا، برٹش کی حکومت نے ہندوستان کے راجاؤں اور بادشاہوں کے آپس کے جھگڑوں کو مٹا کر امن قائم کیا، دینداروں (چن بسویشوروں) کا وجود ہندوستان کے اقوام کے مذہبی فسادات کو مٹا کر امن قائم کرے گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔'' (ص:۹)

یقیناً اہلِ نظر اس سے عبرت حاصل کرینگے کہ جب آدمی اللہ اور اس کے رسول ﷺ

سے منھ موڑ کر خود بینی کے مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے تو کیسی بے تکی اور جگ ہنسائی کی باتیں کرنے لگتا ہے۔

(۷۴) جو کام پہلے انبیاء کرتے تھے اب مامور من اللہ کرتے ہیں

یہ عنوان قائم کرکے کہ ''ہر مادی انقلاب کسی روحانی انسان کی اتمامِ حجت کا نتیجہ ہوتا ہے'' اس کی دلیل میں آیتِ قرآن **ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا** پیش کی ہے، اور کہا ہے کہ فرعون موسیٰ کی اور نمرود ابراہیم کی اتمامِ حجت کے بعد تباہ ہوا، حکومتِ روم حضرت عیسیٰ پر ظلم کی وجہ سے برباد ہوئی، اس کے بعد ان نبیوں کے ساتھ اپنا جوڑ اس طرح لگایا ہے:

> ''یہ اتمام حجت اجرائے نبوت کے دور میں انبیائے کرام کیا کرتے تھے، اب اعلان ختم نبوت کے بعد مامور من اللہ اولیاء اللہ سے یہ کام لیا جاتا ہے، وہ بھی منجانب اللہ مامور ہوتے تھے یہ بھی منجانب اللہ مامور ہوتے ہیں۔'' (ص:۱۳)

سبحان اللہ! چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک؟

(۷۵) خلافتِ عثمانیہ کا سقوط اعادۂ اسلام کے واسطے تھا

خلافتِ عثمانیہ کے سقوط اور شدھی تحریک کی ارتدادی سرگرمیوں کا مبالغہ آمیز ذکر کرکے اس کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں:

> ''دراصل مشیت اس طرح اسلام کے چودہ سو سال کے دور کو نئی شان سے اعادۂ اسلام عطا کرکے دوبارہ قیامِ خلافت کے سامان کررہی تھی، اور نئی بہار کے آنے سے پہلے یہ پت جھڑ قدرتی امر تھا، قرآن حکیم میں اس فتنہ ارتدار کے برپا ہونے کے ساتھ ہی ایک موعودہ قوم کے ظہور کی یوں خبر دی گئی ہے کہ **یاایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ** الآیۃ۔'' (ص:۱۴/۱۵)

یعنی سورۂ مائدہ کی اس آیت کو ـــــ جو دراصل تقدیر ممتنع یا اپنے مفہوم میں عام ہے

—— کو مخصوص و مقید کر کے ایک خاص واقعہ اور اپنے ماننے والوں پر فٹ کر لیا کہ شدھی تحریک سے ۱۷ لاکھ مسلمان مرتد ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے حسبِ وعدہ چن بسویشور اور اس کی قوم کو پیدا کر دیا جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔

(۷۶) خادم خاتم النبیین کا اختراعی منصب

خادم خاتم النبیین اسلام میں کوئی منصب و مقام نہیں ہے، تمام متبعینِ اسلام اور تمام دعاۃ و مبلغینِ کرام بلکہ دین اور نبی کی نسبت سے کسی بھی دینی خدمت گذار کو خادم خاتم النبیین کہا جا سکتا ہے۔ یہ کسی شخصیت کا امتیاز اور موعود مقام نہیں ہو سکتا مگر چن بسویشور نے جب دیکھا کہ مسیح موعود، مہدیٔ موعود، مجدد العصر، امامِ زمانہ جیسے مناصب و مقامات پر ان کے پیشرو مدعیوں نے پہلے ہی سے قبضہ جما رکھا ہے تو انہوں نے ایک نئی اصطلاح "خادم خاتم النبیین" کی وضع کر لی۔

> ''اب اقوامِ عالم میں شانتی دھرم کا پرچار کرنے کے لیے آپ کی امت ہی میں سے کوئی فنافی الرسول مامور من اللہ فقیر ہی ان اقوام کے ہادیوں کی روحانیت کا حامل بن کر ''خادم خاتم النبیین'' کی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے اور ان اقوام پر اپنے دعوے کو بطور دلیل پیش کر کے خاتم النبیین ﷺ کی حجت قائم کر کے انہیں مشرف بہ اسلام کرتا ہے۔'' (ص:۱۸)

(۷۷) ہندوستانی ریاستوں کے سقوط کا سبب چن بسویشور کی تکذیب ہے

متعدد راجاؤں مہاراجاؤں کو چن بسویشور کی طرف سے دعوتِ اسلام دینے اور ان کے نہ قبول کرنے کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

> ''جس کا انجام یہ ہوا کہ جن اقتدار کے بندوں نے اس مبلغ اسلام فقیر کی دعوتِ حقہ کو قبول نہ کیا، اللہ تعالیٰ قوی العزیز نے کانگریسی حکومت کے ہاتھوں ان سب کا اقتدار

ایک ایک کر کے مٹی میں ملا دیا۔'' (ص:۲۰)

(۷۸) اللہ تعالیٰ مدرک بالذات ہے

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدیم سنت کے مطابق اپنی طرف سے خاص الخاص بندوں کو وقت پر ضرورت کے لحاظ سے مبعوث کرتا ہے، وہ اپنی ذات سے اس واجب الوجود قادر مطلق مدرک بالذات کے ارادہ کو اپنی عملی تفسیر سے ظاہر کر دیتے ہیں۔ اور یہ لابدی امر ہے کہ ڈوبنے والی طاقت اس اعلامیۂ منجانب اللہ کی مخالفت کر کے ایذاء رسانی پر آمادہ ہو جاتی ہے، اس کی پاداش میں وہ ڈوب جاتی ہے۔'' (ص:۲۵)

(۷۹) چن بسویشور کو اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے لیے مبعوث فرمایا تھا

''ایسے تنگ و تاریک زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اپنے بندوں کی اصلاح کے لیے بشارات کے ساتھ موعودہ سنہ و تاریخ اور دن میں اپنے بندے صدیق دیندار چن بسویشور کو موعودہ جسمانی و اخلاقی ۵۶ نشانات کے ساتھ اور زمین و آسمان کی ۹۶ شہادتوں کے ساتھ ہندوستان میں معبوث فرمایا، میرے مامور من اللہ ہونے کی صداقت کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ نہ مجھے حکومت کی خواہش ہے نہ میں نے اب تک کسی سیاسی تحریک میں حصہ لیا، میرے مدنظر صرف انسانوں کا تزکیۂ نفس ہے جو میں کرتا ہوں اپنی بشارت کی بنا پر کرتا ہوں، مجھ سے مکالمہ الٰہیہ جاری ہے، مورخہ: ۱۱/ جولائی ۱۹۳۴ء میں تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے مکالمہ سے معلوم کرایا کہ ''ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے'' اور میرا دعویٰ چن بسویشور ہندوؤں کے شاستروں اور پرانوں کی بنا پر ہے۔''

(ص:۲۶)

اس سے یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ موصوف کے دعوے کا تعلق کتاب وسنت سے نہیں ہے، ہندوؤں کی کتابوں سے ہے، حکومت کی خواہش کا نہ ہونا سیاست میں حصہ نہ لینا تو محض یہ اوصاف کسی کے دعوئے ماموریت کے لیے ہرگز کافی نہیں ہو سکتے۔

(۸۰) چن بسویشور وہ سب کرسکتا ہے جو خدا کرسکتا ہے

برٹش گورنمنٹ کی طرف سے عوام الناس سے دعا کی درخواست کے جواب میں چن بسویشور نے ـــــ جو اس وقت برٹش حکمرانوں کی جانب سے سخت آزمائش سے گذر رہے تھے ـــــ جواباً ایک تحریر روانہ کی اور اس میں دعا کی قبولیت کے واسطے خود ساختہ اصولوں کے نقل کرنے کے بعد اپنی رہائی کی اپیل دھونس اور تحریص کے ملے جلے انداز میں اس طرح پیش کی ہے:

''آپ دربار رب ذوالجلال میں اس پکار کو خواہ اپنی ریاست کے لیے ہو، خواہ اپنی ذات کے لیے کسی کامل انسان کے ذریعہ سے پہنچایئے، کوئی زمانہ اس وجہ سے خالی نہ رہا، اس کی شناخت یہ ہے کہ دربار رب ذوالجلال میں رسائی رکھتا ہو، ثبوت یہ ہے کہ اس سے مکالمہ مخاطبہ رب ذوالجلال جاری ہو، دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو، اس کی جماعت میں وارث انبیاء پیدا ہوتے ہوں، نہ ان کو کوئی خوف ہو اور نہ کوئی حزن ہو، ان کا ذریعہ معاش کوئی نہ ہو، توکل علی اللہ زندگی بسر کررہے ہوں، اگر آپ کو اپنی ریاست کی سلامتی کی دعا کروانی ہو تو ایسے فقیر کے دربار کو خود تشریف لایئے یا اپنے نمائندہ کو بھیجئے، کمال عاجزی اور انکساری سے دعا کے طلبگار ہوئیے، وہ فقیر جو شرائط پیش کرے گا اس کو بسر وچشم قبول کیجئے، دعا کی ہر وقت یہی سنت رہی ہے، موجودہ زمانہ میں بفضل رب العالمین صرف میں ہی ایک انسان ہوں جو اس نعمت سے مالا مال کیا گیا ہوں، آپ کی حکومت جس میں سورج نہیں ڈوبتا اکیلے دائم قائم رکھنے کا گُر اس فقیر کے پاس ہے، یہ فقیر آپ کے نااہل حکام کے ہاتھوں ستایا گیا ہے، درحقیقت یہ تہلکہ اس وجہ سے ہو رہا ہے، دنیا اس کو نہیں جانتی ہاں دنیا اتنا ضرور جانتی ہے کہ بحکمِ خدا فقیر وہ کرسکتا ہے جو خدا کرسکتا ہے۔'' (ص:۳۱)

جو حکومت اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ سے کبھی نہ ڈری اور اقتدار کے نشہ میں ہندوستانی مسلمانوں پر ہر طرح کے ظلم وجور کو روا رکھی رہی، نہ معلوم موصوف کو کیسے خیال ہوا کہ وہ حکومت ان کے فقیرانہ دعوؤں سے مرعوب ہو جائے گی۔

(۸۱) قبولیتِ دعا کی کنجی چن بسویشور کے ہاتھ میں ہے

ایک اور خط میں مزید دھونس جمانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی من گھڑت وخودساختہ حیثیت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ تمام اولیاء واتقیاء سے بس یہی ایک برتر وبااختیار ہستی ہے جس کی رضا کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا، اور یہ کہ موصوف اللہ کے نزدیک اس کے برگزیدہ پیغمبروں کی طرح مقدس مقام رکھتے ہیں، پورا پیراگراف خودستائی وتعلّی کا آئینہ دار ہے:

''آپ دونوں اس بلائے آسمانی کے دفعیہ کے لیے دنیا بھر کے پیروں مرشدوں سے پادری اور رہبانوں سے دعا کروائیں، میں علیٰ بصیرۃ کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں ان کی کوئی دعا کارگر نہ ہوگی اور فقیر نے دعویٰ سے کہا تھا کہ اس معاملہ میں دعا کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے، کیوں کہ گورنمنٹ برطانیہ نے مجھ فقیر کو سیاسی آدمی سمجھ کر سیاسی قیدیوں جیسا برتاؤ کیا، جیل سے رہا کر کے اب تک نظر بند رکھا ہے، حالانکہ گورنمنٹ تحقیقات کے بعد ہر طرح علم حاصل کر چکی ہے کہ مجھ کو سیاست سے کوئی تعلق نہیں اور نہ میں نے کبھی کسی سیاسی ادارے سے تعلق رکھا ہے، برطانیہ گورنمنٹ نے بدقسمتی سے مجھ کو اس طرح چھیڑا ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے اور حضرت صالح علیہ السلام کو شداد نے حضرت موسیٰ کو فرعون نے اور عیسیٰ کو رومن گورنمنٹ نے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو پرتھوی راج نے اور صوفی سرمد کو مغلیہ حکومت نے اور نتیجہ وہی نکل رہا ہے جو وہاں نکلا تھا، گورنمنٹ نے اگر کانگریس کے کسی لیڈر کو سزا دی تو اللہ کو اس سے کوئی رنج نہیں، اگر کوئی کشمیر کمیٹی کا صدر بن کر گورنمنٹ کا مقابلہ کیا تو اس کی سرکوبی میں اللہ کو کوئی ناراضگی نہیں، اگر کوئی مغلیہ حکومت دوبارہ ہندوستان میں قائم کرنے کے لیے گورنمنٹ میں چھیڑ چھاڑ کی اور سرکار نے اس کو سزا دی تو اس سے اللہ خفا ہونے کی کوئی وجہ نہیں، اگر کثرت اور قلت کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے سرکار کا مقابلہ کیا اور سرکار نے اس کو دبایا تو اس سے اللہ ناراض نہیں ہوسکتا، اللہ دیکھتا ہے کہ اس کا مخلص بندہ (چن بسویشور) نہ حکومت کی

خواہش کرتا ہے اور نہ وجاہت کی اور نہ دنیا کے کسی خطہ زمین پر وہ حکمران رہنا چاہتا ہے، پھر وہ گورنمنٹ سے ستایا جائے تو اس میں اللہ کی یہی سنت رہی کہ ایسے سخت گیر کو ہلاک کرے اور بتائے کہ اللہ کی طاقت ایسی ہوتی ہے۔ اے ڈیوک صاحب! میرا معاملہ بالکل سنتِ انبیاء کا ہے۔'' (ص:۳۲،۳۳)

یعنی جس طرح انبیاء کو ستانے والوں کا انجام ہوا، چونکہ میں بھی مبعوث اور مامور من اللہ ہوں اس لیے بعینہٖ میرے مخالفین کا بھی یہی انجام ہونے والا ہے۔

(۸۲) نام نہاد مظہر اللہ کی دُرگت

خود کو مظہر اللہ کہہ کر یہ دعویٰ کرنے والا کہ جو خدا کر سکتا ہے وہ چن بسویشور کر سکتا ہے، انگریز حکومت کی جانب سے اپنی ذلت و رسوائی کی داستانِ غم اس طرح سنا رہا ہے:

''مرکز کرناٹک میں مخلصاً للدّین ایک بندہ کو حکومتِ برطانیہ نے ۳۲ جگہ زبان بند یاں کر دی، سنگین ڈاکوؤں کو جس طرح دن رات گرفتار کرتے ہیں اس طرح اس کو گرفتار کیا، عدالت میں کھینچا گیا، ضمانت پر رہا کیا گیا، اپنی جان بچا کر جب ہندوستان سے باہر زندگی بسر کرنا چاہا تو اس کو مکر و کید سے پھر پکڑ لیا، چوروں کی طرح ایبٹ آباد جیسی سخت جیل میں رکھا، اب تک وہ ضمانت پر رہا ہو کر نظر بند قید ہے، حالانکہ اس کا کوئی قصور نہیں، صرف قصور اگر ہے تو اس کا اتنا ہی ہے کہ آپ کو اور آپ کی رعایا کو اسلام کی دعوت دیتا ہے۔''

(ص:۳۵)

حالانکہ آنجناب نے حکومتِ برطانیہ کو بڑے زور و شور سے للکارا تھا کہ میرے دربار میں باادب حاضر ہوئے بغیر کسی ولی و مرشد سے بھی تمہارا کام نہیں بن سکتا، کاش کہ آپ کم از کم اپنا اور اپنے متبعین ہی کا کام عزت کے ساتھ بنا لئے ہوتے!

(۸۳) انگریز خوبصورت، بیدار مغز اور مسلمانوں کی محسن قوم ہے

''یہ فقیر قوم برطانیہ کو بار بار اسلام کی دعوت اس وجہ سے دے رہا ہے کہ وہ خوبصورت اور بیدار مغز مسلمانوں سے لپٹی ہوئی قوم کو دوزخ میں جاتے ہوئے دیکھنا نہیں چاہتا، اور نہ ان کی تباہی دیکھ سکتا ہے، میں دیکھ رہا ہوں مسلمانوں کی ایسی محسن قوم کو اللہ تعالیٰ اگر وہ راضی وخوشی سے اسلام میں داخل ہوتے ہوئے نہ دیکھے تو بالجبر وہ اسلام میں داخل کرے گا، یہ بھی اس کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفیق اور رعایا پرور پیدا کیا ہے، ہندوستان کی ہمدردی آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے، یہ ہمدردی بہترین نتیجہ نکالے گی۔ (ص:۳۶)

ایسی ہمدرد و محسن اور مسلمانوں سے لپٹی ہوئی قوم آپ سے کیوں اتنی خفا ہے کہ ظلم پر ظلم کئے جارہی ہے، کیا وہ آپ کو مسلمان نہیں سمجھتی؟

(۸۴) ہر قوم کی طرزِ عبادت برحق ہے

''جتنے انسان ہیں سب اللہ کے بندے ہیں، اس کی عبادت کے وقت ہمارے پاس دنیاوی اور قومی وجاہت کا کوئی امتیاز نہیں، ہر قوم کی طرز عبادت برحق ہے، ان سب کو ہم بہ حیثیت مجموعی (نماز میں) ادا کرتے ہیں۔'' (ص:۴۳)

اللہ جانے وہ کونسی نماز ہے جو تمام مذاہب واقوام کے طرز کی جامع ہے، جب کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے تو معمولی معمولی باتوں میں دیگر اقوام سے مشابہت سے پرہیز کیا اور کرنے کی امت کو تلقین فرمائی ہے۔

(۸۵) چن بسویشور اللہ رب العالمین ہے

اپنی ربوبیت کی تعریف اور توثیق کے لیے کسی ہندو پنڈت کی درج ذیل عبارت نقل کی ہے، جس میں چن بسویشور کو اللہ رب العالمین کہا گیا اور اس کے انسانوں میں حلول کا دعویٰ

کیا گیا ہے۔

''چن بسویشور کے زمانہ میں زمین پاک ہوگی، تمہارا بوجھ تمہاری گردن پر ہوگا، تمہاری آنکھیں آنسوؤں سے بھر جائینگی، طاقتور بلاؤں کے ساتھ ہمارا رب العالمین آئے گا۔'' (ص:۵۰)

(۸۶) بھارت کے تمام اوتاروں کی قوتیں آپؐ میں جمع تھیں

''چونکہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی ذات ستودہ صفات بہ وجہ ختم نبوت تمام ہادیان اقوام کی اجتماعی روحانیت کی حامل ہے اس لیے بھارت ورش کی تمام اوتاری قوتیں بھی ذات رحمۃ اللعالمین ﷺ میں جمع ہیں، اسی وجہ سے بھارت کی اہم مذہبی کتب میں آپ کی بشارات صاف صاف موجود ہیں۔'' (ص:۶۲)

(۸۷) رسول کا غلط ترجمہ اور اس کا اپنے اوپر اطلاق

''ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کہ ہم اس وقت تک کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک کسی روحانی انسان کے ذریعے ان کی ہدایت ورہنمائی فرما کر ان پر اتمام حجت نہیں کر دیتے، گویا قرآن کریم کے نزدیک کسی مادی اقتدار وحکومت پر اسی وقت زوال آتا ہے جب وہ کسی مامور من اللہ داعی حق کی دعوتِ حق کو ٹھکرا کر اس سے ٹکرا جاتی ہے۔ اس خادم خاتم النبیین مامور من اللہ کامل فنافی الرسول فقیر کو الہاماً بتایا گیا کہ ''ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے''۔ (ص:۱۹۵)

تعجب چن بسویشور پر اتنا نہیں ہوگا جتنا کہ ان کے ماننے والوں پر ہوتا ہے کہ آخر کس طرح یہ لوگ ان جاہلانہ وعامیانہ باتوں کو اپنا عقیدہ ودین بنائے ہوئے اور اسی کو حقیقی اسلام سمجھے ہوئے ہیں۔

ختمِ نبوت کا قرآنی مفہوم

یہ کتاب بھی کراچی کے نگران دیندار انجمن سعید بن وحید نامی شخص نے لکھی ہے، یہ بھی اپنے عقیدہ کے مطابق چن بسویشور کو مظہرِ خدا، بروزِ محمد اور فلاں وفلاں سمجھتا ہے۔ اس شخص نے یہ کتاب اپنے زعم میں قادیانیوں کو تصحیحِ عقائد کی دعوت دینے کے لیے لکھی ہے، لیکن حقیقت میں ان کی بدعقیدگی کو مزید پلید اور گندہ کرنے کی سعی کی ہے، وہ لوگ اپنے گرو کی نبوت ہی میں غلطاں وپیچاں تھے، موصوف نے انہیں اس سے توبہ کرکے اپنے گرو کی الوہیت اور تمام انسانوں کی نبوت قبول کر لینے کی دعوت دی ہے، آگے نقل کردہ اقتباسات سے اس شخص کی بدعقیدگی اور بے ایمانی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

یہ کتاب اصلاً قادیانی گُرو "مرزا ناصر احمد" کے ایک لیکچر کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ پہلے اس کے دو متضاد دعووں کا ذکر کیا ہے کہ اس نے اپنے بیان میں ایک طرف تو یہ کہا کہ "آنحضرت ﷺ خدائے ذوالعرش کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں" اور دوسری جانب یہ بھی کہا کہ "وہ اپنے رب سے اتنا پیوست اور ایک جان ہوگا کہ اس کا آنا خدا کا آنا ہوگا" ظاہر ہے کہ یہ دونوں دعوے ایک دوسرے کی ضد ہیں، اس لیے موصوف اس پر اس طرح تبصرہ کررہے ہیں:

(۸۸) رب العالمین اور رحمۃ للعالمین ایک ہی ذات کے دو نام ہیں

"حضور منبعِ انوار خاتم النبیین ﷺ کے متعلق ایک طرف اتنی عینیت کا اعتراف اور

دوسری طرف "ذات رحمۃ للعالمین ﷺ کو رب العالمین سے جدا کر کے دائیں طرف بیٹھنے" کا یہ ثنویت کا تصور بالکل متضاد بھی ہے اور عقلِ سلیم کے لیے نا قابلِ فہم بھی۔" (ص:۳۶)

(۸۹) اللہ اور محمد میں عینیتِ باطنی ضروری ہے

کلمۂ طیبہ کی عجیب وغریب ملحدانہ ومشرکانہ توضیح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اسی طرح "کلمہ توحید" میں بھی کس قدر عینیت رکھی گئی ہے کہ نام تو بہ یک وقت دو لئے جاتے ہیں "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور کہا یہ جاتا ہے کہ یہ کلمۂ توحید ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کہنا اسی وقت صحیح ہوسکتا ہے جب اللہ اور محمد میں عینیتِ باطنی ہو اور نورِ ذات اللہ اور نورِ محمدی ایک ہی عین کے غیب وشہادت کے لحاظ سے دو مظاہر ہوں یعنی غیب میں اللہ شہادت میں رسول اللہ (ﷺ) ورنہ اگر دو الگ الگ وجود تسلیم کئے گئے تو کلمۂ توحید میں توحید نہ رہے گی ثنویت (دوئی) ہو جائے گی۔ پس کلمۂ توحید کی اس ترتیب میں اللہ رب العالمین اور محبوب رب العالمین کی اسی توحید باطنی کی طرف بندوں کی خصوصی توجہ مبذول کرانا باری تعالیٰ کا منشاء نظر آتا ہے۔" (ص:۳۷)

یعنی یہ سمجھنا کہ "اللہ تعالیٰ خالق ومعبود ہے اور حضرت محمد ﷺ مخلوق اور بندہیں" شرک ہے، اس کے برخلاف "خالق ومخلوق عبد ومعبود کو ایک ذات کے دو مظاہر ماننا" توحید ہے، کلمہ طیبہ سے ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا منشا اس نامعقول توحید کی طرف بندوں کی توجہ مبذول کرانا ہے۔

(۹۰) حامد اور محمود دونوں ایک ہی ذات ہیں

اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ ایک ہی ہستی کے دو نام ہونے پر موصوف کا ایک اور حیرتناک استدلال ملاحظہ کیجئے اور ان کی عقل وعلم کی داد دیجئے۔

"اللہ اور محمد کی عینیتِ باطنی کا یہ حسن وجمال آغازِ قرآن ہی سے برقرار رکھا گیا

ہے، کیونکہ رب العالمین نے اپنے کلام پاک کا آغاز قل الحمد للہ سے نہیں کیا بلکہ الحمدللہ سے کیا ہے، تاکہ پڑھنے والوں کے فہم میں یہ دوئی نہ پیدا ہو کہ حمد کرنے والا کوئی اور ہے اور حمد کسی اور کی ہو رہی ہے، اگر قل (کہہ) سے کلام اللہ کا آغاز ہوتا تو کہنے والا کوئی اور ہوتا اور کہلانے والا کوئی اور، مگر یہاں تو مقصود ہی اظہارِ عینیت تھا یعنی یہ کہ رب العالمین اور رحمۃ للعالمین میں ایسی عینیتِ تامہ ہے کہ ایک کی حمد ہی دوسرے کی حمد بھی ہے۔

صوفیاء کے نزدیک اس عقدہ کا صرف ایک ہی حل ہے کہ ؎

ھواللہ احد، فی الغیب تو اللہ کہلایا　　شہادت میں وہی آ کر رسول اللہ کہلایا"

(ص:۳۸/۳۹)

(۹۱) اللہ اور رسول میں جو غیریت ہے وہ لفظی اور نام نہاد ہے

قرآن کریم کی آیات اَنَّهُ الْحَقُّ اور قُلْ جَاءَ الْحَقُّ اسی طرح كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اور مَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْن میں لفظی تشبیہ سے بے جا استدلال کر کے اللہ اور محمد کی معنوی اکائی کو ثابت کرنی کی کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قرآن حکیم کی گہرائی میں اترتے چلے جائے تو ان رموز پر سے پردے خود بخود اٹھتے چلے جاتے ہیں، مثلاً خود کو رب العالمین یعنی سارے عالم کی ربوبیت کرنے والا فرمایا تو اپنے محبوب کی شان یہ بتائی کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین، خود کو حق فرمایا تو اپنے محبوب کی بعثت کا قل جاء الحق کہہ حق آ گیا کے شاندار الفاظ سے اعلان فرمایا۔ ان سب کا ماحصل یہی تو ہوا کہ بقول محترمی جناب الحاج پروفیسر شاہ محمد عبدالغنی صاحب نیازی کے "اللہ اور رسول میں ظاہری، لفظی دوری اور نام نہاد غیریت کے باوجود ہر جگہ ہر حال میں دونوں کی معنوی نزدیکی اور باطنی استغراق کلی موجود ہے۔" (ص:۳۹)

(۹۲) احد اور احمد ایک ہی ذات کے دو نام ہیں

"اسی لیے صوفیاءِ کرام احد و احمد میں عینیتِ باطنی کے قائل ہیں، کیونکہ ذاتِ احد

نے جب کن کا امر فرمایا تو اس وقت تو سوائے اس کی ذات کے کچھ اور موجود ہی نہ تھا، لہٰذا یہ امر کن اس نے اپنی ذات ہی کو فرمایا، گویا احد نے اپنی ہی ذات سے ذاتِ احمد کا ظہور کیا اور پھر اس نورِ محمدی سے تمام انوارِ انبیاء کا ظہور ہوا، اسی حقیقت کے پیشِ نظر کہنے والوں نے کہا کہ

شکل احمد میں خود ہی آ کر دکھانا تھا جمال　　رکھ لیا نامِ محمد تا کہ رسوائی نہ ہو"

(ص:۷۰)

(۹۳) انبیاء کی تصدیق کا چن بسویشوری طریقہ

لا نفرق بین احد من رسله کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یعنی ہم بھی اپنے ہادی و رہبر سرورِ عالم ﷺ کے کامل اتباع اور قیادت میں آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کسی صفاتی نبی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور دل سے سب کو سچا جانتے اور مانتے ہیں، سب کی یکساں تصدیق کرتے ہوئے یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب سچے مگر ہمارے نبی خاتم النبیین رحمۃ للعالمین ﷺ کے روحانی بچے ہیں۔"

(ص:۴۳)

(۹۴) مقامِ انبیاء مقامِ مسلم سے فروتر ہے

موصوف کے نزدیک مدعیِ نبوت اس لیے غلط نہیں ہے کہ اس نے خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا ناحق و ناجائز دعویٰ کیا ہے بلکہ وہ اس لیے غلط ہے کہ اس نے مقامِ مسلم کی توہین کی اور اپنے مرتبے کو نہیں پہچانا ہے، ملاحظہ ہوں:

"اس حقیقت کا عرفان ہو جانے کے بعد کون ناسمجھ کلمہ گو ایسا ہو سکتا ہے کہ جو اپنے اتنے اعلیٰ اور جامعیت والے "مقامِ مسلم" کو (جس کے حصول کی آرزو میں میدانِ حشر میں جملہ صفاتی انبیاء لوائے رحمۃ للعالمین کے سایہ میں آنے کی تمنا کرتے نظر آتے ہیں) چھوڑ کر صفاتی نبوت کے جزوی مقام کے حصول کی تمنا کرے گا؟ نزولِ مسیح اور

ظہورِ مہدی کی احادیث سے بھی ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہوں گے اور امامت حضور ﷺ کے امتی مہدی ہی فرمائیں گے، یہ بھی مقامِ مسلم کی بلندیٔ شان کا واضح ثبوت ہے۔" (ص:۴۵/۴۶)

(۹۵) مقامِ نبوت جزو ہے مقامِ مسلم کل

مدعیِ نبوت کے کافر، کاذب اور دجال ہونے کی وجہ ان کے نزدیک محض دعویٰ نبوت نہیں ہے بلکہ اصل وجہ مقامِ مسلم کی توہین اور جزو کی کل پر ترجیح ہے:

"(مدعیِ نبوت) کاذب یعنی جھوٹا اس لیے ہے کہ کل کبھی جز میں منتقل نہیں ہوسکتا اس لیے وہ جھوٹ کہہ رہا ہے کہ بہ یک وقت کل انبیاء کی روحانی کیفیات کا وارث "مقامِ مسلم" کا حامل صرف ایک نبی کا مثیل بن کر رہ گیا۔" (ص:۴۷)

یعنی جب وہ تمام انبیاء کا جامع ہے اور اسے تمام انبیاء پر شرف حاصل ہے تو پھر ایک آدھ نبی اور اس کا مثیل ہونے کا دعویٰ کرنا اپنے آپ کی ہتک کرنا ہے۔ یہی بات مزید تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں:

"غرض جامع کمالات انبیاء ورثۂ ختمِ نبوت مقامِ مسلم جیسی نعمت کا کفران کر کے اگر کوئی کلمہ گو ہونے کا دعویدار مدعیِ نبوت بن کر محض ایک صفاتی نبی بن جانے کے پاگل پن کا شکار ہو جائے تو وہ محض ایک ناکارہ قوم کی محدود قیادت کی آرزو میں مقامِ مسلم کے اس اعلیٰ شرف سے محروم ہو جاتا ہے جو ہر کلمہ گو کو بالقوۃ بہ یک وقت تمام انبیاء کی امتوں کی اجتماعی قیادت و رہنمائی کے مقام پر لا کھڑا کرتا ہے۔" (ص:۴۷)

(۹۶) حق کی دعوت کا مسلمان کو وہی مقام حاصل ہے جو حضورؐ کو حاصل تھا

"امتِ مسلمہ اپنی جامعیت کی کیفیت میں امتِ وسط کے مقام کی حامل ہے اور

اقوامِ عالم کے لیے اس کو ختمِ نبوت کی گواہ بن کر انہیں حق کی طرف بلانے کے لیے رہنمائی اور قیادت کا وہی مقام حاصل ہے جو حضور منبعِ انوار خاتم النبیین ﷺ کی ذمہ داری اور نگرانی ورہنمائی امت کے لیے ہے اور اس طرح تمام انبیاء صفاتی کو متفقہ طور پر مل کر اپنی اپنی امتوں کے حق میں جو مقامِ شہادت حاصل ہے ان سب کا متفقہ مقام ہدایت کلمہ پڑھتے ہی بالقوۃ ہر مسلم کو ودیعت فرمادیا جاتا ہے۔" (ص ۴۹)

(۹۷) انبیاء مسلمانوں کے کلمہ گو بھائی ہیں

"آیتِ میثاق النبیین کے عرفانی مطالعہ سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ جب لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی) کی تعمیل میں یہ صفاتی انبیاء حضور ﷺ پر ایمان لاکر حضور ﷺ کی نصرت کریں گے تو اس طرح "کلمہ گو" ہوکر ہمارے "کلمہ گو بھائی" ہی بنیں گے، آقا نہیں بنیں گے، کیونکہ جس مقام کی طرف بڑھنے اور اسے حاصل کرنے کا حکم انبیاء کو دیا جارہا ہے وہ تو حضور ﷺ پر ایمان لے آنے کے صدقہ میں امتِ مسلمہ کو پہلے ہی سے حاصل ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ ختمِ نبوت کا ورثہ "مقامِ مسلم" بلند ہے انبیاء کے صفاتی مقام سے۔

پس اگر امتِ مسلمہ 'مقامِ مسلم' کی اس شان کو سمجھ لے تو ناممکن ہے کہ کوئی کلمہ گو اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کی تمنا کرے اور "مقامِ مسلم" کا حامل ہونے کے باوجود "دعویٰ نبوت" کے جہل میں مبتلا ہوکر اس ناقابلِ معافی جرم کی پاداش میں حسبِ فرمان مخبر صادق ﷺ کافر، کاذب، اور دجال بنے۔" (ص:۸۱/۸۲)

(۹۸) مقامِ مسلم تک انبیاء کی بھی رسائی نہیں ہے

"بعض احادیثِ معراج میں عرش پر آپ کو اپنی امت کا یاد آنا اور وہاں اپنے رفقاءِ کار صحابہ کرام میں سے کسی کی آواز، کسی کا ہاتھ، کسی کی تلوار اور کسی کا چلنا مشاہدہ فرمانا بھی مذکور ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ نے اپنے فیضانِ صحبت سے اپنی

کامل اقتداء میں اپنی امت کے برگزیدہ افراد کو اپنی ہی قیادت وہمراہی میں عرش اعلیٰ کے ان مقاماتِ عالیہ کی بھی سیر کرادی جہاں تک کوئی صفاتی نبی نہ پہنچ سکا۔

انبیاء ہفت سمٰوٰت سے آگے نہ بڑھے عرش اعظم پہ غلام آپ کے ہیں آپ کے ساتھ"

(ص:۸۲)

(۹۹) مسلمان کی مثال سمندر ہے تو انبیاء کی مثال دریا ہے

"ہم گذشتہ صفحات میں ثابت کر چکے ہیں کہ "مقامِ مسلم" کا حصول صفاتی نبی بننے کے مقابلہ میں اتنی بڑی نعمت ہے جیسے دریا کے مقابلہ میں سمندر یا تاروں کے مقابلہ میں سورج، یہ مقامِ مسلم "ولایت" کہلاتا ہے، نبوت نہیں کیونکہ یہ تمام انبیاء صفاتی کی جامعیت کے مقام "ختمِ نبوت" کا ورثہ ہے۔" (ص:۸۸)

(۱۰۰) مسلمان سے انبیاء فائدہ اٹھاتے ہیں مگر نبیوں سے مسلمان کو کچھ نہیں ملتا

"ہمارا ایمان ایسا کامل ہے اور ہمارا مقام ایسا اعلیٰ ہے جس کے حصول کے لیے تمام انبیاءِ ماسبق نے دعا کی تھی، ہمارے مقام سے ان کو بہت کچھ ملتا ہے اور ان کے مقام سے ہم کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ ہمارے ساتھ حشر کے میدان میں پریشان حال پھرتے رہیں گے، ایسی صورت میں وہ ہماری کیا شفاعت کریں گے؟ لہٰذا مسلمانوں کو ہر طرح سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بس ہے۔" (ص:۹۷)

(۱۰۱) علماءِ اسلام کے اختلافات نالائق جھگڑے ہیں

فیجِ اعوج چن بسویشور کی خاص اصطلاح ہے، وہ اس کا اطلاق عہدِ محمدی اور عہدِ چن بسویشوری کے درمیانی ایک ہزار سال پر کرتا ہے، اس عرصہ میں جو علماءِ کرام وائمۂ عظام کی

تفسیری، حدیثی اور فقہی خدمات اور علمی اختلافات وجود میں آئے جو تاریخ اسلام کا تابناک باب ہے اور جس سے دین اسلام کی حقانیت وصداقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے، اُسے موصوف روحِ اسلام سے محرومی کا سبب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب سے فیجِ اعوج کے نالائق جھگڑوں میں ہم نے سر کھپایا ہم سے وہ روحِ اسلام جاتی رہی۔ شکر ہے اس رب العالمین کا کہ دوبارہ اس روحِ اسلام کے پیدا ہونے کے دن آچکے ہیں، مسلمان خود کو صرف مسلم کہنا کافی سمجھ رہا ہے، تکمیلِ دین اتمامِ نعمت کے رازوں سے واقف ہو رہا ہے، اگر مالدار اس راہ میں مال نہیں دیں گے وہ خسر الدنیا والآخرۃ ہو جائینگے۔" (ص:۹۸)

یہ بھی عجیب مظہر خدا اور مظہر رسول اللہ ہے کہ چندہ کے بغیر اس کا کوئی کام نہیں چلتا۔ جب خدا خود آ گیا تھا تو کیا اپنی خدائی سب وہیں چھوڑ کے اور بندوں کی طرح عاجز بن کے آیا تھا، اگر ایسا ہے تو اس کا نہ آنا ہی بندوں کے لیے اچھا ہوتا، کیوں کہ وہاں قادرِ مطلق اور بے نیاز تھا، یہاں تو بے چارے کو سفید رجسٹر کا لا رجسٹر بنا کر بار بار چندوں کی اپیلیں کرنی پڑتی ہیں۔

(۱۰۲) گذشتہ ہزار سال میں دین کا کوئی کام نہ ہوا

"اسلام کے درمیانی زمانہ میں کوئی امام یا مجدد ایک دن کے لیے تبلیغ نہ کر سکا، اس کی وجہ یہ ہے کہ فیجِ اعوج کے زمانہ میں بزرگوں نے عقائد المسلمین کی اصلاح کی ذمہ داری لی تھی، اس وجہ سے مسلمانوں نے اپنا پیچھا چھڑانے کی غرض سے ان بزرگوں کو اس قدر منہمک رکھا کہ وہ ایک دن کے لیے بھی تبلیغ کا کام نہ کر سکے، ایسی صورت میں وہ باہر کا کام نہ کر سکے، اس وجہ سے انہوں نے جہاد صرف تزکیۂ نفس کو بتایا، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آپس میں مسلمان لاکھوں کٹ مرتے، کیونکہ ان بزرگوں کا پورا زور مسلمانوں سے تکرار وحجت میں صرف ہو رہا تھا، ان کے معتقدین پر صرف مسلمان ہی بلا بن کر ٹوٹ پڑتے

تھے، چونکہ فیجِ اعوج کے زمانہ میں بزرگانِ دین نے اصلاح المسلمین کا کام ختم کر دیا ہے، اب چودھویں صدی میں جو آخری صدی کہلاتی ہے قرونِ اولیٰ کی طاقتوں کا حسبِ بشارت قرآن کریم واحادیث عود کرنا ضروری ہے، یعنی اس وقت جتنے بھی بزرگانِ دین گذرینگے وہ ہرگز مسلمانوں کو مخاطب نہیں کرینگے، وہ اپنا پورا زور تبلیغ اسلام میں لگائینگے۔"

(۹۹:)

اگر اس مدت میں ان کے بقول اسلام کی ترقی کا کوئی کام بھی نہیں ہوا تھا تو نہ ہوا ہوگا مگر ان کے قبیح وکریہہ دور میں اسلام کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل گئی، اس کا حلیہ بگڑ گیا اور ایک نئے مشرکانہ وملحدانہ اسلام کی داغ بیل پڑ گئی۔ سچ ہے: مَنْ يُّضْلِلُ اللّٰهُ فَلاَ هَادِيَ لَهُ.

خادم خاتم النبیینؐ

چن بسویشور کی تحریری باقیات میں ایک ”خادم خاتم النبیین“ نام کی کتاب بھی ہے، یہ کتاب مجھے دستیاب نہ ہوسکی، البتہ حقیقی خادم ختمِ نبوت پروفیسر الیاس برنی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ تاریخی وتحقیقی تصنیف ”قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ“ میں ضمناً ان تحریکوں کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جو قادیانی جراثیم سے متأثر اور اس تحریک کی پروردہ تھیں، چنانچہ چن بسویشور صاحب کا ذکر بھی آ گیا، اور کیوں نہ آتا موصوف مرزا کو اگرچہ کسی شخصی مصلحت سے نبی نہیں مانتے تھے مگر اس کے مسیح موعود اور مجددِ زمانہ ہونے کی تصدیق ضرور کرتے تھے، اور اس کی مجددیت سے اس قدر متأثر تھے کہ عرصۂ دراز تک اس کے ملحدانہ لٹریچر کا مطالعہ کرتے رہے، اسی لٹریچر کے مطالعہ نے ان پر حقیقتِ نبوت کے راز منکشف کئے۔ قصہ مختصر یہ کہ اس جگہ ہم برنی صاحب کی کتاب ہی سے ”خادم خاتم النبیین“ کے اقتباسات نقل کررہے ہیں۔ برنی صاحب نے بہت احتیاط سے اور لفظ بہ لفظ ان کی تحریروں کے اقتباسات نقل کئے ہیں اور اس دیانت سے کئے ہیں کہ آج تک کوئی اس کی صحت کا انکار نہ کرسکا۔ برنی صاحب نے یہ اقتباسات ”خادم خاتم النبیین کے صفحہ ۹ تا صفحہ ۷۸ سے نقل کئے ہیں۔ ہم نے ان اقتباسات کو برنی صاحب کی کتاب سے اپنے تبصروں کے ساتھ یہاں نقل کیا ہے۔

(۱۰۳) چن بسویشور ہی قادیانیوں کا مامور وموعود ہے

"اگر میں احمدیوں کا مامور موعود نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے جو عین وقت میں یعنی ۱۹۲۴ء میں آیا۔ اگر میاں (محمود احمد) صاحب کے مامور ہونے کا انتظار ہے تو وہ بالبداہتہ غلط ہے، پہلے تو اسی بنا پر غلط ہے کہ مامور کبھی ایک زبردست جماعت کا خلیفہ نہیں ہوا کرتا، کیوں کہ مامور کے ساتھ ہونے والوں کے ایمان بالغیب اور امتحانات میں سے گزرنا پڑتا ہے، اور سوائے اس کے حضرت (مرزا صاحب) نے یوسف موعود کے لیے نطفہ اور علقہ لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ معمولی انسان ہوگا، تمہاری نظریں دھوکا کھا جائیں گی، اور یہی سنت اللہ ہے.....ایسی صورت میں نہ خواجہ کمال الدین صاحب کھڑے ہو سکتے ہیں اور نہ مولانا محمد علی صاحب اور نہ میاں (محمود احمد) صاحب۔ یہ کل مشہور انسان ہیں۔ اگر یہ لوگ اس کام کے لیے مامور ہو جائیں تو خدا کی سنت میں فرق آتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ اپنی سنت کے مطابق جماعت احمدیہ کے ابتلاء کے زمانہ میں صدیق کا انتخاب کریں۔ ''دیر آمدۂ زارہ دور آمدۂ'' کا وعدہ پورا کیا۔ اس کا تفصیل وار ذکر آئندہ آئے گا۔"

یعنی مرزا غلام احمد نے ایک مصلح کے آنے کی جو پیشین گوئی کی تھی اس کا حقیقی واصلی مصداق چن بسویشور ہی ہوسکتا ہے، اس منصبِ جلیل کو حاصل کرنے کی دوڑ میں جو دیگر قادیانی ائمۃ الکفر پیش پیش نظر آرہے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں، چن بسویشور کے ہوتے ہوئے کسی کا کیا حق بنتا ہے کہ وہ کسی کفریہ منصب کا دعویٰ کر بیٹھے؟ کیونکہ چن بسویشور کی عقلِ کُل اور ان کے مثیل انبیاء رفقاءِ کار اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ ہر علامت اور ہر نشانی اپنے آپ پر صد فیصد فٹ کرلیں، چاہے وہ کفار ومشرکین کی بیان کردہ ہوں یا جہال ملحدین کی وضع کردہ!

(۱۰۴) چن بسویشور مرزا قادیانی کی بیان کردہ ہر نشانی کا مصداق ہے

"ہر لفظ پیش گوئی کا فقیر پر چسپاں ہوتا ہے، پہلے تو یہ نشان کہ وہ نطفہ علقہ کی طرح

ہے، اس کو دیکھ کر لوگوں کی نظر دھوکہ کھائے گی، وہ اس طرح کہ پیدائش کے لحاظ سے بھی میرا یہ حال ہے کہ میں حد درجہ کمزور پیدا ہوا تھا، رونے کی آواز تک نہیں نکلتی تھی، والد نے کہا کہ یہ بچہ کیا جیتا ہے۔ کوڑے پر پھینک دو۔ والدہ نے کہا کہ ابھی جان ہے، ذرا ٹھہرو .....اللہ جماعتِ احمدیہ سے کام لینا چاہتا ہے، ان میں مخلص لوگ کثرت سے ہیں .....اللہ اس جماعت کو چھوڑنا نہیں چاہتا، پھر دوبارہ فضل ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ جب تک کوئی روح حق پا کر کھڑا نہ ہو سب مل کر کام کرو، اس روح حق والے کی طرف ہو جاؤ اور وہ صدیقی رنگ میں ہے۔ نطفہ اور علقہ کی طرح بے حقیقت نظر آئے گا۔ دھوکہ نہ کھانا۔ غرض اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ خدا کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔" (ص:۱۸)

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی موصوف کا خدا ہے اس لیے کہ یہ وعدے اور خبریں تو سب اسی کی بتلائی ہوئی ہیں، یا پھر وہ ان کا نبی ہی ہوگا کہ خدا کی طرف سے یہ سب باتیں پہونچاتا ہوگا، یہ لوگ آخر اس کو کیا مانتے ہیں کھل کر بتلا دیں

''صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں''

والی بات تو اچھے لوگوں کو زیب نہیں دیتی۔

(۱۰۵) چن بسو یشور ہی موعودِ مرزا ہے

"اسی طرح حضرت صاحب نے جو پیش گوئی کی وہ بھی بلا تاویل ہے، اور اس وقت اس پیشگوئی کے سنے ہوئے لوگ کافی موجود ہیں اور صاف الفاظ میں ہے، ایک مدت حمل میں ظاہر ہوگا جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہوئے کہ ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۳ھ میں ظاہر ہوگا۔ ایسی صورت میں احمدیوں پر حجت ہے۔ اگر میں نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے، یہ قطعی فیصلہ ہے۔ اس سے بھاگنا اور بے بنیاد اعتراض کرنا ایمانداری نہیں، اور کوئی کج طبع آدمی اس کی مخالفت بھی کرے گا تو وہ انشاءاللہ چند روز میں پکڑا جائے گا۔"

(ص:۲۰)

(۱۰۶) چن بسویشور کا نزول گویا خدا کا نزول ہے

"حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں یہ اعلان کیا کہ ایک مامور قریب میں پیدا ہونے والا ہے، یعنی آج سے ایک مدت حمل میں دنیا میں آئے گا، وہ روح حق سے بولے گا۔ اس کا نزول گویا خدا کا آنا ہے۔ وہ ایک عظیم الشان انسان ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مرزا صاحب نے جب یہ اعلان کیا تھا، رجب کا مہینہ تھا۔ ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء تھی۔ گویا انہوں نے فقیر کی پیدائش کی تاریخ ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء بتائی تھی۔

ان کل بشارتوں کے مطابق میری پیدائش ۴/رمضان بروز شنبہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۷/جون ۱۸۸۶ء ہے، یہ تاریخ اسکولوں اور دفاتر میں بھی لکھی ہوئی ہے.....کوئی آج کی بنائی ہوئی تاریخ نہیں ہے، اور رشد کا زمانہ چالیسویں سال میں آتا ہے، اسی لحاظ سے مرزا صاحب نے میرے ظہور کی تاریخ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء بتائی ہے، ویسا ہی ہوا ہے۔" (ص:۱۶)

بہرحال! موصوف کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا، ائمۃ الکفر اور ائمۂ قادیان ہی کی بشارتوں سے مبشّر ہوکر ظلمت افروز عالم ہوگئے ہیں۔

(۱۰۷) مرزا قادیانی کا موعود اگر چن بسویشور نہیں تو پھر کوئی نہیں

"اب حق آ گیا، اس کی طرف حضرت (مرزا) صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ جب تک روح القدس سے تائید پا کر کوئی کھڑا نہ ہو، تم سب مل کر کام کرو، اس کے بعد اس کی اتباع کرنا، اسی میں نجات ہے، اس کام کے ظہور کے لیے اپنی جماعت میں رات دن دعا کرنے کے لیے کہا تھا۔

عید منوائیو! اے احمد یو سب مل کر! منتظر جس کے تھے تم آج وہ موعود آیا"

(ص:۹)

"میری اس ماموریت کے انکار کی صورت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، اگر وہ

موعود میں نہیں ہوں تو دوسرا کوئی پیش کرے۔" (ص:۵۹)

(۱۰۸) چن بسویشور کے قادیانی تصرفات

"۱۹۲۵ء جولائی کے ماہ میں جب میں قادیان گیا ہوا تھا وہاں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطور نشان بے موسم بارش بھیجا، وہ اس طرح کہ ایک رات کے اندر اطراف قادیان کے تالاب ہوگیا، ٹمٹم اور ٹانگے بند ہوگئے اور کم سے کم پانی راستہ پر ران برابر ٹھہرا تھا، لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ شاید ہی کسی زمانہ میں ایک رات میں اتنی بارش آئی ہو، اور اس بارش میں مزید نشان یہ ہوا کہ قادیان کا مشہور کتب خانہ جس میں ہزار ہا روپیہ کی نایاب کتب ہیں ایک حصہ دیوار مع چھت گر گیا اور رات کا وقت تھا، بارش زور کی تھی، کوئی شخص خبر نہ لے سکا، آخر صبح تک تمام الماریں کیچڑ میں لدی ہوئی، تمام کتابیں بری طرح بھیگی ہوئی، صبح یہ نظارہ اپنے زبان حال سے پکار کر کہہ رہا تھا کہ جو کتب خانہ قادیان کی علمیت کے فخر کا باعث تھا چن بسویشور کے تصرفات نے اس علم پر پانی پھیر دیا، لطف یہ کہ وہ کل کتب دوپہر کے وقت جب دھوپ میں کھول کر ڈالی گئیں تو وہیں ڈالی گئیں جہاں فقیر نے تکیہ لگایا تھا، فقیر بیٹھا ہوا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا اور خدائے قدیر کے احسان کا مزا اٹھا رہا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کتب زبان حال سے یہ پکار کر کہہ رہی ہیں، اے صدیق! قادیان والوں نے ہمارے الفاظ کے غلط معنی کر کے دنیا میں دھوم مچائی ہے ہم آپ کے پاس فریاد لائے ہیں۔ **فاعتبروا یااولی الابصار لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا والاٰخرۃ۔**" (ص:۳۵)

یہ "اپنے منھ میاں مٹھو" بننے کی بدترین مثال ہے، نیز محسن کشی واحسان فراموشی کی بھی حد ہوگئی ہے، جناب ابھی تک انہی کتابوں کے مصنف کی بشارتوں پر نازاں وفرحاں تھے اور ابھی ان کتابوں کے غرقاب ہونے کے مزے لوٹنے لگے، جب کہ جناب کا سارا علم مرزا کے لٹریچر کا رہینِ منت ہے اور اسی لٹریچر کو اپنے شیطانی تصرف سے برباد کر کے خوشی منا رہے ہیں۔

(۱۰۹) یوسفِ موعود ہونے کی شرمناک دلیل

"حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی بشارت میں جتنی صفتیں یوسف موعود کی آئی ہیں وہ کل کمال درجہ پر مجھ پر صادق آتی ہیں.....دوسرا نکتہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی بشارت میں مجھے بار بار یوسف کیوں کہا گیا، یہ قصہ طول ہے مگر بہت دلچسپ اور بڑی حقیقت ہے، خدا کے الفاظ کس طرح پورے ہوتے ہیں، صاحب دل جانتے ہیں یوسف علیہ السلام کی خصوصیات میں پہلی خصوصیت زلیخا کے مقابلہ میں آپ کی عصمت ہے، دوسرا آپ کا حلم ہے، تیسرا آپ کا عفو کا مادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حلم یوسف اس کمال کا دیا ہے کہ اگر واقعات بیان کروں تو ایک دفتر ہو جائے .....اب رہا عصمت کا معاملہ ایسے تو کئی موقعے ہوئے ہیں، (بیان کئے جائیں تو اس کا بھی ایک دفتر ہو جائے گا) مگر ایک واقعہ جو ہمارے خاندان میں مشہور ہے بہت عجیب ہے، یوسف زلیخا کے قصہ سے بھی اہم ہے اس کو مختصر طور پر بیان کرتا ہوں اس میں اس بات کی ضرور احتیاط کروں گا، کہ یہ راز اس وقت کھلنے پر فساد کا باعث نہ ہو جائے، کیوں کہ وہ عورت جس سے میرے نفس کی آزمائش کی گئی، وہ اب غیر کے قبضہ میں ہے، ایک وقت آئے گا کہ یہ قصہ عام ہو جائیگا، تب اس کا جواب دار میں نہیں ہوں، اب یہ بات صرف ہمارے خاندان تک ہی محدود ہے (دونوں خاندانوں نے عزتِ نفس کے لیے پردہ ڈال رکھا ہوگا) .....غرض وہ لڑکی بہتر سے بہتر لباس پہنی ہوئی، پھول اور عطر میں بسی ہوئی رات کے دو بجے میری چادر میں گھس کر لپٹ گئی اور منہ پر منہ رکھا (وہاں تک پہونچ کیسے گئی؟)، ساتھ ہی آنکھ کھل گئی، میں فوراً سمجھ گیا کہ وہی لڑکی ہے، (غالباً پہلے سے ساز باز چل رہا تھا) شیطان کے پورے قبضے ہو چکے تھے، صرف اس غفور الرحیم خدا نے مجھ پر رحم کیا کہ میں نے اس کو دور کرنے کی کوشش کی، وہ اور بھی نزدیک ہوئی، میں اٹھ کر اس کو ڈھکیل دیا اور وہ لڑکی اپنے حجرہ میں چلی گئی (واقعی یوسف زلیخا سے بھی عجیب ہے کہ وہاں یہ سب کچھ نہیں ہوا تھا) ..... جب رات کے دس بجے میں کھانا کھا کر دیوان خانہ میں سونے کے لیے گیا،

وہاں اس لڑکی کے چچا نے مجھے بلایا اور سڑک پر لے گئے، وہاں ان کے والد کھڑے تھے، میں حیران تھا کہ کیا سوال ہوگا، جب دونوں ملے تو چچا نے کہا کہ یہ واقعہ صرف آپ کے لیے ہوا، مجھے خبر نہیں تھی کہ میرا خط ملا ہوا ہے، میں نے کہا واقعی بات ٹھیک ہے، بی بی کہتی تھی کہ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی، تب انہوں نے کہا کہ آپ کی مراسلت ہم کو مل گئی، اس وجہ سے زہر کھایا ہے، جب میں نے یہ بات سنی فوراً ہی اپنی بریت کی کوشش کرنا چاہی، وہ یہ نہ سمجھیں کہ میرت نیت بری ہے، میں نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ پنجشنبہ کی رات کو بی بی دو بجے میرے گود میں آ کر سوگئی، مگر خدا نے رحم کیا کہ مجھے بچایا، یہ بھی میں نے آپ سے اس وجہ سے کہا کہ میں ایک کنواری لڑکی کی طرح حیادار ہوں، (اور غیر لڑکی سے مراسلت اور بے تکلفی بھی جاری ہے) میری عصمت پر دھبہ آتا ہے، اس وجہ سے میں نے اظہار کیا ہے، غرض دوسرے دن وہاں سے نکل گیا، رفتہ رفتہ پھر یہ واقعہ عام ہونے لگا، اسی مماثلت کے لحاظ سے حضرت مرزا صاحب کے الہام میں وَكَذَالِكَ مَنَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ نُصَرِّفُ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَآءَ آیا ہے اور آپ نے آخر زمانہ میں یہ لکھا ہے:

باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا　　آئی ہے بادصبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو اپنے یوسف کی مجھے　　گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

جس وقت فقیر کے نفس کی آزمائش کی جارہی تھی اس وقت اس عورت کی عمر (۱۷) سالہ اور میری عمر (۳۰) سالہ تھی۔ یہ واقعہ بعض وجوہات سے یوسف زلیخا والے واقعہ سے اہمیت زیادہ رکھتا ہے وہ اس طرح کہ: زلیخا بوڑھی یہاں جوان، یوسف غلام یہاں آزاد، عزیز مصر کا خوف یہاں کوئی خوف نہیں، زلیخا بجائے والدہ پرورش کی تھی یہاں مقابلہ کی زندگی، زلیخا غیر کی منکوحہ یہاں غیر کی منسوبہ درحقیقت اپنے نام کی، وہاں دن کا وقت یہاں رات کا وقت (اور وہاں صرف تمنا کا اظہار وانکار یہاں چادر میں گھس کر دھکم پیل اور بوس وکنار! واقعی یہ قصہ زیادہ اہم ہے) اس واقعہ کے بعد پھر میرے دل میں نفس کے جذبات بکلی ٹھنڈے ہوگئے۔ (جو فطرت کے عین مطابق تھا) دوستوں نے اور عزیزوں نے جب یہ واقعہ سنا، میری ہمت پر آفرین کہا۔" (ص: ۵۸ تا ۶۸)

قارئین کرام! بغیر کسی توضیح کے سمجھ سکتے ہیں کہ کہاں آزمائش یوسف کا پاکیزہ واقعہ اور کہاں چن بسویشور کا یہ ناپاک معاشقہ؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک!

جرأت تو دیکھئے کہ بڑی دلچسپی سے اور مزے لے لے کر موصوف نے اس داستانِ عشق کو اور خاندان بھر میں اس کے چرچے ہونے اور لڑکی والوں کی طرف سے مواخذہ ہونے کو نقل کر کے اسے اپنی یوسفیت کی دلیل بتلایا ہے۔ مزید بے حیائی و گستاخی یہ کہ اسے خدا کے فیصلوں کی تعمیل بھی قرار دیا ہے۔

(۱۱۰) چن بسویشور قادیانی جماعت کا منتظر موعود ہے

"میری نیک نیتی اور خلوص دیکھو میں نے تلاش حق میں خود میاں (محمود احمد) صاحب (خلیفۂ قادیان) کی خلافت مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور قادیان پہنچا اور نیک نیتی سے تحقیقات کرتا رہا، اور ان کا عقائد میں غلو کرنا پسند نہ آیا، دعائیں کیں۔ آخر اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو بچانا چاہتا تھا، وہاں سے نکلا، بیعت فسخ کر دی اور لگا تار اس عقیدے کی تردید میں ۱۲ سال کام کیا، اور بڑے شد و مد سے کام کیا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے فقیر کی دعا کو سنا، اور ان کی (یعنی قادیانیوں کی) جماعت کا منتظر موعود بنا دیا، اس سے وہی کام محض اپنے رحمانی تقاضہ کے ماتحت لے رہا ہے جو اس سے پیشتر بزرگان دین سے کام لیا تھا اور کثرت سے نشانات ظاہر کیے اور قدرت کو کمال درجہ پر ہمارے ساتھ کر دیا۔" (ص:۲۵)

اللہ تعالیٰ نے تو ضرور بچانا چاہا تھا ہوگا، مگر اس بدنصیبی کو کیا کیجئے کہ آسمان سے گر کر وہ خود کھجور میں پھنس گیا، اور اسی مدعی نبوت کا موعود بن کر ایک دوسری بلا کا گرفتار ہو گیا۔

(۱۱۱) چن بسویشور بقلم خود پکا احمدی ہے

"میں اس فاضل اجل کی ہر لعنت ملامت کو اطمینان سے سنتا رہا جب وہ مجھے دنیادار

سمجھ کر ریاست کا بت سامنے لائے، میں فوراً سیدھا ہو گیا اور کہا کہ دوات قلم لاؤ، میں ابھی لکھ دیتا ہوں ہزار دفعہ لکھ دیتا ہوں کہ میں پکا قادیانی ہوں، کاغذ لے کر ذیل کی تحریر لکھ دی:

''صدیق دیندار چن بسویشور پکا احمدی ہے، قادیانی سلسلہ قادیان سے میاں محمود نے جو جاری کیا ہے، اس کا سخت دشمن ہوں اور عقائد جو میاں محمود نے جاری کیے ہیں ان کی بیخ کنی کرتا رہا اور کرتا رہوں گا۔ صدیق دیندار چن بسویشو۔'' (ص:۲۹)

یعنی مدعیِ نبوت پر تو ایمان لاتا اور اس کی تعریف وتوصیف بجالاتا ہوں، البتہ خلیفہ دوم سے شخصی پرخاش کی بناء پر اختلاف رکھتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب موصوف مرزا غلام احمد کو برحق سمجھتے ہیں تو جزوی اختلاف کے باوجود وہ قادیانی ہی ہیں۔

(۱۱۲) چن بسویشور اور ویر بسنت ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں

''اس بات کی گواہ تقریباً تمام دکن کی اقوام ہیں۔ ان کی عبارتوں میں یہ بات چلی آرہی ہے کہ پہلے دیر بسنت (اولوالعزم محمود) ظاہر ہوگا۔ اس کے خیالات سے عالم میں پریشانی ہوگی۔ لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اس کے دور کرنے کے لیے چن بسویشور (صدیق دیندار) ظاہر ہوگا۔ ان بزرگوں نے ان دونوں وجود کی جو تاریخ ظہور ونشانات بتائے ہیں اس کی کوئی تردید کر دے تو میں ہر شرط منظور کرنے کو تیار ہوں۔ گویا پیش گوئیوں نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کے بتا دیا ہے کہ یہ چن بسویشور ہے اور یہ دیر بسنت۔ چن بسویشور کے حالات سے آپ لوگوں کو ایک حد تک علم ہوا ہے، صرف اب دیر بسنت کے نشانات بطور حجت دوبارہ پیش کر کے چیالنج دیتا ہوں کہ اگر ان نشانات والا ویر بسنت میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے سوا دوسرا کوئی ہے تو ثابت کر دے۔ تو ایسی صورت میں ہر شرط منظور۔''

(۱۱۳) ایشور اوتار کو رحمۃ للعالمین کہتے ہیں

''ان پیش گوئیوں کے ساتھ ہی لکھا ہے، یہ دیر بسنت مسلمانوں کو قرآن کریم کے الفاظ کے غلط معنی کر کے بتائے گا اور ایشور اوتار جس کو رحمۃ اللعالمین کہتے ہیں ان کی

ہتک کرے گا۔" (ص:۸)

رحمۃ للعالمین ﷺ باطل اور اہلِ باطل کا بطلان بڑی حکمت اور قوتِ ثبوت سے فرماتے تھے، کسی کی ہتک کرنا آپ کے اخلاقِ عظیمہ کے مغائر ہے۔ البتہ جو مدعیِ بروز ہے اس کے اخلاق کی سطحیت مخالف کی ہتک کو رحمانی تقاضہ والا کام اور رحمۃ للعالمین کی شان سمجھتی ہو تو یہ اس کی صفت ہے نہ کہ رحمۃ للعالمین کی۔

(۱۱۴) چن بسویشور کا قادیانیوں سے صرف فروع میں اختلاف ہے

"فقیر (صدیق دیندار چن بسویشور) جانتا ہے کہ وہ (میاں محمود احمد صاحب دیر بسنت خلیفۂ قادیان) ایک متقی مرد ہے۔ اور بڑے بشارتیں والا ہے، ان سے ہمارا جھگڑا صرف مذہبی چند فروعات میں ہے۔ جس کی غفلت سے اصولی ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ اسی وجہ سے میں نے مخالفت کی۔ اب کوئی مخالفت نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ وہ قریب میں ہمارے عقیدے کے ساتھ ہوجائیں گے جس کے آثار گزشتہ چند ماہ سے ظاہر ہورہے ہیں۔" (دیباچہ ص: زمؤرخہ یکم جون ۱۹۲۷ء)

(۱۱۵) چن بسویشور اور ویربسنت دونوں اہلِ دکن پر حجتِ خداوندی ہیں

"اے جماعت احمدیہ کے فریس اور دانش مندلوگو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہ نسبت دوسرے فرقوں کے بہت بڑی ذمہ داری دی ہے، اس امانت کو ضائع مت کرو، مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔ میں داخل مت ہو، چن بسویشور اور دیر نسبت کو اللہ تعالیٰ نے صرف خدمت خاتم النبیین کے لیے انتخاب کیا ہے، چونکہ میاں صاحب مامور نہیں ہیں اس وجہ سے اس کا علم ان کو نہیں، وہ میرے ساتھ ہونا ضرور ہے، ان کا انتظار دکن میں ویسا ہی ہے جیسا میرا انتظار تھا، ہم دونوں کا وجود ہی دکن کی اقوام پر حجت ہے۔" (ص:۶۸)

جب تک اپنی گدی جمی نہیں تھی اختلاف شدید تھا، اور میاں محمود کے خلاف سخت سے

سخت کلمات زبان وقلم سے نکلتے رہے، پھر جب اپنی پارٹی تیار ہوگئی اور ادھر بھی رعونت جوں کی توں رہی تو پھر تملق وتحریص کا راستہ اختیار کرلیا گیا، اگلے اقتباسات ہمارے خیال کی تائید کرتے ہیں۔

(۱۱۶) چن بسویشور اور مرزائی ایک ہیں

"میں میاں محمود احمد صاحب کو دکن کی بشارتوں کی بنا پر خلیفۂ جماعت احمدیہ مانتا ہوں۔ گولاہور کی جماعت مخالف ہی کیوں نہ ہو میری سمجھ میں نہیں آتا، جس کا ظہور ہو چکا اس کا انکار کیسا۔" (ص:۳۷)

(۱۱۷) چن بسویشور سے ہر ہر قادیانی خوش ہے

"حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے ایک خط سے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے، اور حال (ہی) میں ایک خط قادیان سے آیا ہے وہ حسب ذیل ہے: مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض یہ ہے کہ مجلس مشاورت کے بعد آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف وفد بھیجنے اور آپ کے کام میں دلچسپی پیدا کرنے کی خاص کوشش کی جائے گی۔ دہلی میں دیوان میسور سے ملاقات کرنے پر معلوم ہوا..... بہر حال آپ کام کرتے جاویں، اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے وقت پر ضرور پورے ہوں گے۔

مزید برآں یہ عرض ہے کہ بوجہ مالی تنگی اس علاقہ کی طرف توجہ نہیں ہوسکی، اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو، کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں اور مشکلات سے اور نتائج سے آگاہ فرماتے رہا کریں۔ والتسلیم دستخط عبدالرحیم نیر نائب ناظم دعوت وتبلیغ قادیان"

کتاب "خادم خاتم النبیین" سے اخذ کردہ اقتباسات بحوالہ "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" مطبوعہ ربانی بکڈپو دہلی ص ۱۰۱۹ تا ص ۱۰۲۷ مکمل ہوئے۔

مسدس شمس الضحیٰ

"مسدس شمس الضحیٰ" دراصل ایک منظوم رسالہ ہے، جو ابوالکلام غازی محمد عبدالغنی کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے، موصوف نے اپنے گروسری چن بسویشور کی عقیدت ومحبت میں سرشار بلکہ خمارِ عشق میں خردبار ہوکر اپنے ایمان کو جی جان سے داؤ پر لگایا ہے، اشعار چونکہ اشارہ واستعارہ پر مبنی ہوتے ہیں اس لیے انہوں نے حاشیہ پر اس کی تشریحات بھی کی ہیں، پورا رسالہ کفریات ولغویات کا معجونِ مرکب ہے، ذیل میں ان کی خامہ فرسائی کچند نمونے —— اُن کے ایمان سوز اثرات سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے —— بلاتبصرہ پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱۱۸) اللہ بڑا گھن چکر ہے

"حضور (چن بسویشور) نے فرمایا: میرا کام ختم ہوگیا، میں ایک طوفانی دورے پر جانے والا ہوں، میں ہمیشہ آتا رہوں گا، اللہ بڑا گھن چکر ہے، وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا، اگر وہ کسی کی سمجھ میں آگیا تو وہ خدا ہی نہیں۔" (شمس الضحیٰ:۱)

(۱۱۹) نبی کریم ﷺ کی دوسری بعثت لازمی ہے

"قیامتِ صغریٰ مسیح محمدی (مرزا غلام احمد) کا ظہور ہے، جسے نفخِ اوّل کہا گیا ہے، نفخِ ثانی قیامتِ کبریٰ کو مختص ہے، جو حضور کی ذات کو مختص کرتی ہے، اسی کو نشأۃِ اخریٰ کہا

گیا ہے: وَاِنَّ عَلَیْهِ النَّشْأَةَ الْاُخْرٰی دوسری بعثت لازمی قرار دی گئی، جس طرح اوّل میں ہوا، آخر میں ہوگا۔" (شمس الضحیٰ:۱۹)

(۱۲۰) کسریٰ کو عمرؓ نے ہلاک کیا قیصر کو چن بسویشور نے؟

"قرن اولیٰ میں ہلاکتِ کسریٰ والی پیشگوئی حضرت عمرؓ سے پوری ہوئی اور ہلاکتِ قیصر والی پیشگوئی ساڑھے تیرہ سو سال بعد حضرت صدیق کے ذریعہ سے پوری ہوئی، وہ اس طرح کہ قوم انگریز جو قیصر ہند کہلاتی تھی، آپ کی حجت سے وہ اپنے مشرقی جزائر کھو بیٹھی، آج نہیں تو کل آنے والی نسلیں ضرور اس بین حقیقت کو تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکیں گی جیسے کہ یوم الجمعہ میں تمام انبیاء کا اجتماع حضور کے دربار میں ہوا تھا، وہی اعادۂ اسلام کی صورت میں بوقتِ یوم الجمعہ وارث انبیاء کی جماعت کے ساتھ لوٹ آیا۔"
(شمس الضحیٰ:۴۱)

(۱۲۱) چن بسویشور کی زبان دراصل محمد کی زبان ہے

"وہ اس خانقاہ میں کیسے آسکتے ہیں، جن کے سینے میں قرآن پڑھنے کا جذبہ نہ ہو، مبارک ہیں وہ جنہوں نے آسان زبان میں یعنی صدیق کی زبان سے قرآن کریم کے رموز سیکھے، صدیق کی زبان دراصل محمد کی زبان ہے کہ جس سے ہم پر قرآن نازل ہوا، قرآن کریم نے محمد کی زبان سے پڑھنے کی قید لگائی ہے، اِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِکَ او رآگے ہے لِتُنْذِرَ قَوْمًا لُّدًا، یعنی آپ آخر زمانے میں قرآن آسان کرنے کے لیے تشریف لائیں گے۔" (شمس الضحیٰ:۴۲)

(۱۲۲) اب دوبارہ آپ ہی تشریف لائے ہیں

"پہلی دفعہ آپ مخلوق پر رحم فرما کر رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے اور مخلوق کو ہر بلا سے بچایا، اب دوبارہ آپ ہی تشریف لائے ہیں۔" (شمس الضحیٰ:۴۷)

(۱۲۳) چن بسویشور محمد کا ظہور بہ لباسِ دیگر ہے

"قرآنِ کریم اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ قاضی کی حیثیت سے آئے گا اور سزا و جزا کے فیصلے سنائے گا، مسلمانوں کا ایمان ہے کہ بروزِ حشر حضور اکرم ﷺ امت کی شفاعت فرمائیں گے، یہ بعثتِ ثانی کی طرف اشارہ ہے، اسلام میں ختمِ نبوت کا مسئلہ مسلّم ہے، اس لیے کوئی شخص حضور کے بعد دعویٰ نبوت نہیں کرسکتا، اس لیے امت کی شفاعت آپ ہی کریں گے، وہ بہ لباسِ دیگر ہوگی، وہی بعثت بروزِ محمد کہلائے گی، وہ قیامت کے نشان مسیح موعود کے بعد ہوگی، آپ قیامت کے مالک بن کر آئیں گے، وہ وجود حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب کا ہے۔" (شمس الضحیٰ:۷۶)

(۱۲۴) اللہ چن بسویشور کی صورت میں ہے

"میں نے خواب میں دیکھا حشر بپا ہے، اللہ قاضی کی حیثیت سے آیا ہے، ایک بلند تخت پر بیٹھا ہے، جزا و سزا کے فیصلے دے رہا ہے، میں نے دیکھا کہ وہ میری صورت میں ہے۔" (شمس الضحیٰ:۷۶)

(۱۲۵) انجمن میں ایک درجن سے زائد رام اور کرشن ہیں

"جماعت دیندار ان کو خطابات منجانب اللہ ملے ہیں، دوسو سے زیادہ مردِ میدان، اکثروں نے نبیوں کے منازل طے کئے ہیں، وہ متعدد انبیاء کے ناموں سے پکارے گئے، وہ دربار بروزِ محمد (خانقاہ سرورِ عالم آصف نگر دکن) میں جمع ہیں، صرف رام اور کرشن اوتار ہی ایک درجن سے زیادہ ہیں۔" (شمس الضحیٰ:۹۱)

(۱۲۶) دیندار انجمن والے نہ عیسائی ہیں نہ مسلمان بلکہ چورڈاکو ہیں

"اولیاء اللہ کی مخالفت میں دو ہی قسم کے لوگ کھڑے ہوئے ہیں ایک وہ جن کی

نسل صحیح نہ ہو یا پھر وہ جو نسل کا تو اچھا ہے لیکن گنہگار ہے، سید قاسم رضوی نے بحیثیت صدر اتحاد المسلمین ہمارے متعلق صدر ناظم کو توالی کو حکم دیا ہے کہ دیندار چور اور ڈاکو ہیں، گداگری کرتے پھرتے ہیں، اب کمیونسٹوں کے حملے کے موقع پر لوٹ مار شروع کردی ہے، یہ عیسائی ہیں نہ مسلمان نہ پارسی، یہ بے دین ہیں، ان کو بہادر یار جنگ مرحوم ختم کرنا چاہتے تھے، افسوس وہ ختم نہ کر سکے، میں ان کو ختم کرتا ہوں وہ یہ کہ میں حکم دیتا ہوں کہ ان کو ختم کر ڈالو، جہاں پاؤ پکڑ لو، سخت سے سخت سزا دو، یہ دو سو کے قریب ہیں، یہ ختم ہو گئے تو دوسرے نہیں۔" (شمس الضحیٰ:۱۰۳)

(۱۲۷) تحریفِ قرآن کے چند نمونے

سری چن بسویشور اور ان کے آنجہانی چیلوں نے قرآن مجید کی معانی میں تحریف وتبدیل کی جو بدترین مثالیں چھوڑی ہیں ادیانِ باطلہ میں بھی ان کی مثالیں ملنی مشکل ہیں۔ یوں تو سارا لٹریچر اس جسارت کا منھ بولتا ثبوت ہے اور اس کا اندازہ آپ کو ان اقتباسات کے مطالعہ کے دوران ہو بھی رہا ہوگا، لیکن بطورِ خاص "شمس الضحیٰ" سے اس کی چند نظیریں پیش کی جارہی ہیں۔ اس کے جمع کا کام ہمارے ایک شاگرد مولانا رفعت رضوان قاسمی سلّمہٗ نے انجام دیا ہے۔

(۱) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

اس آیتِ کریمہ میں تمام مخلوقات کے فنا ہونے اور ذاتِ باری تعالیٰ کے باقی رہنے کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن موصوف نے یہ تشریح کی ہے کہ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضورؐ کے تمام دشمن فنا کے گھاٹ اتار دئے جانے کی کیفیت ہے۔ چونکہ لفظِ "من" ذی روح پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کے تمام دشمن فنا ہو گئے، آپ کی اور آپ کی وجہ یعنی تصویر ذات باقی ہے، اس لیے کہ آپؐ ذوالجلال والاکرام ہے۔

(۲) اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ. (میری یاد کے لیے نماز قائم کرو)

موصوف نے اس کا ترجمہ کیا ہے "اے موسیٰ! تم میرے ذکر (محمد مصطفیٰ) کے لیے نماز قائم کرو۔"

(۳) غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ.

یہ تمام صفات ذات باری تعالیٰ کے بارے میں ہیں۔ لیکن موصوف نے کہا کہ یہ چار نام حضورؐ کے ایک ہی آیت میں پیش کئے گئے ہیں۔ (شمس الضحیٰ:۴)

(۴) فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ. (پس اللہ تعالیٰ ان کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑا اور اللہ سخت دار و گیر کرنے والے ہیں۔)

موصوف نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ حضورؐ جہاں رحمۃ للعالمین ہیں اور آپؐ کی رحمت والی صفت نے مکہ والوں کو بیک وقت معاف کر دیا تو دوسری طرف جنگِ بدر و حنین میں کفار کی شیرازہ بندی تار تار ہو گئی، جس سے آپ کا شدید العقاب ہونا ثابت ہوا۔ (شمس الضحیٰ:۹۱)

(۵) وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاھِدٍ وَّمَشْھُوْدٍ.

حدیثِ ترمذی میں مرفوعاً ہے کہ "یومِ موعود" قیامت کا دن ہے اور شاہد جمعہ کا دن اور مشہود عرفہ کا دن، جس میں حجاج اپنے اپنے مقامات سے سفر کر کے عرفات میں اس یوم کے قصد سے جمع ہوتے ہیں۔

لیکن موصوف نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے جس چیز کی ابتداء ہو اس کا اعادہ بھی لازمی ہے، اسی میں اس کی حیات، ورنہ موت لابدی امر ہے، اسلام اپنے دور کو ہمیشہ لوٹاتا ہے۔ حضورؐ حیات النبی ہے، اس لیے آپ کا بار بار اعادہ ہوتا ہے، جب بھی اعادہ ہو وہ یومِ موعود ہے، وہی بعثت مشہود کہلاتی ہے۔ (شمس الضحیٰ:۱۲)

(۶) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ، تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا الخ

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلمہ طیبہ کو ایسے کھجور کے درخت سے تشبیہ دی جو خوب پھلتا ہو، کوئی فصل ماری نہ جاتی ہو۔ اسی طرح کلمہ توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ کی ایک جڑ ہے، یعنی اعتقاد جو مومن کے قلب میں استحکام کے ساتھ پیوستہے، اور اس کی کچھ شاخیں ہیں یعنی اعمالِ صالحہ جو ایمان پر مرتب ہوتے ہیں جو بارگاہِ قبولیت میں آسمان کی طرف لے جاتے ہیں، پھر ان پر رضائے دائمی کا ثمرہ مرتب ہوتا ہے۔

لیکن موصوف نے اس میں بھی تحریف کی اور کہا کہ حضورؐ کی مثال شجرۂ طیبہ سے دی گئی ہے، اس کا اصل ثابت ہے، یہ بنیاد کے طور پر ہے، اس کی شاخیں آسمان میں ہیں، اس آیت سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ انبیائے ماسبق ایک درخت کی شکل میں ہیں جس کی بنیاد حضورؐ کا وجودِ مبارک ہے۔ تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کی ربوبیت کرتے ہیں، اس طرح دنیا کی ہر سمت میں پھیلے اور اپنے اصل سے ملحق رہے، یہ سب مقامِ وحدت سے نکلے تھے، گویا کہ درختِ اسلام کی ابتداء اور انتہاء حضورؐ ہی کی ذات ہوگی۔

اس آیت میں آگے چل کر کہا گیا تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ یعنی درخت اپنے رب کے اذن سے اپنا پھل ہر موسم میں دیتا ہے، گویا کہ حضورؐ کی نبوت کا فیض بصورتِ اولیاء ہر زمانہ میں جاری رہے گا، اور یہ اعادۂ اسلام کی صورت ہے۔ (شمس الضحیٰ: ۷)

(۷) وَكَأْسًا دِهَاقًا. (لبالب بھرے ہوئے جامِ شراب)

یعنی متقیوں کو ان کے کامیابی کے بعد مختلف انعامات دئے جائیں گے، منجملہ ان میں یہ بھی ہے کہ پینے کے لیے لبالب بھرے ہوئے جامِ شراب۔ لیکن موصوف نے اس سے حضورؐ کی ذاتِ اقدس کو مراد لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ کاسۂ دھاق ایک ایسا پیالہ

ہے جو تمام انبیاء کی تصدیق کرنے والا اور تمام کا نور اپنے میں دکھلانے والا ہے، وہ کسی نبی کو نہیں جھٹلاتا بلکہ وہ پاک ہونے کے باعث تمام پچھلے انبیاء کا احترام اپنے وجود سے قائم کرتا ہے۔ مزید کہا کہ معلوم ہونا چاہیے کہ حضورؐ کے مزاجِ عالیہ کو مختلف پیالوں سے تعبیر کیا گیا۔ کاسۂ کافور، کاسۂ زنجبیل، کاسۂ معین، کاسۂ دھاق، کاسۂ مختوم وغیرہ۔

(شمس الضحیٰ:۲۵)

(۸) فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ.

موصوف نے کہا کہ اے محمد! تیرے رب کی قسم وہ ایمان ہی نہیں لائے جنہوں نے تجھے اپنے آپس کے اختلاف میں حکم نہیں بنایا۔ یہ قید اس بات کو مستلزم کرتی ہے کہ ہر زمانہ میں آپ کا بروز آپ کا کامل پرتو فنافی الرسول اس حقیقت کی ترجمانی کرے گا۔ (شمس الضحیٰ:۱۰)

(۹) اسی طرح ایک اور جگہ کہا قرآن کریم میں آزفہ حشر کی آنے والی موعود گھڑی کو کہا گیا ہے، انہیں ڈراؤ اس آنے والے دن سے جب غم سے بھرے ہوئے دل گلوں تک آرہے ہوں گے۔ حضورؐ کو دوبارہ انذار کا حکم دیا جارہا ہے وہ گھڑی حشر کی ہے، اس کو یوم الآزفہ کہتے ہیں۔ یہ حکم بعثتِ ثانی کی گواہی ہے۔ (المصدر السابق:۹)

(۱۰) وَعِنْدَھُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ھٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ.

مذکورہ آیات میں نعمت ہائے جنت کا بیان ہے۔ مگر موصوف نے بیان کیا کہ اللہ پاک نے حضورؐ کو وہ مقام عطا کیا ہے کہ آپ انسانوں کے پٹہ دار بنے ہوئے ہیں، روزِ محشر آپ کا ہے اور آپ کی صحبت سے وہ افراد پیدا ہوئے کہ جن کی زندگیاں قاصرات الطرف بن گئیں یعنی صحابہ کی آنکھیں دنیا سے بند ہوگئیں۔ (ص:۱۱)

(۱۱) اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ.

حافظ سے مراد فرشتہ ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ انسان کے ہر عمل کا فرشتہ ریکارڈ رکھتا ہے۔ مگر موصوف کہتے ہیں آپ نفس کل بھی ہے، آپ کی حفاظت ازل سے کی گئی ہے ، جس طرح نفس انسان کائناتِ عالم کے ۸۴ لاکھ جانوں میں بٹا ہوا ہے، اس طرح نفس کل حضور اکرم کا وجودِ بابرکت سوا لاکھ انبیاء میں بٹا ہوا ہے، اللہ پاک نے اسی نفس کو اپنا نفس بھی قرار دیا ہے، جس کے دوسرے معنٰی ذلت کے ہیں۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ یعنی اللہ تم کو اپنے نفس (ذات) سے ڈراتا ہے، پس اسی وجود کے ظہور پر پوشیدہ رازوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ (ص:٦)

(۱۲) وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَنِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا.

موصوف اس کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ جب تجارت کا ڈھول عین خطبہ کے وقت مدینہ کے دروازے پر بجا تو جو اللہ کو بغیر حساب رزق دینے والا نہیں سمجھتے تھے، وہ لوگ آپ کو ممبر پر چھوڑ کر تجارت کو چلے گئے۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ سات ہزار سال کا آخری حصہ ختم ہوتا رہے گا، آپ بہ لباس دیگر تشریف لائیں گے اور مسلمان آپ کو میدان میں چھوڑ کر یورپ کی تجارت کی طرف متوجہ ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (شمس الضحیٰ:۱۰)

(۱۳) يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ.

موصوف نے کہا یہ پیشین گوئی آخری زمانہ کے لیے ہے، یہ یومِ جمعہ میں بعثتِ ثانی کی گواہی ہے، جہاں ساری دنیا ایک مرکزیت کی تلاش میں رہے گی اور آپس میں اس دھن میں ایک دوسرے کو ہڑپ کرتے جائیں گے۔ وہ کامپی ٹیشن (Competition) کا دن ہے، قوم قوم کو ہضم کرے گی، بادشاہ بادشاہ کو کھائے گا، ایسے وقت حضورؐ کی ذاتِ بابرکت بہ لباس دیگر جلوہ افروز ہونگے، بالآخر تمام قوموں کا حشر آپ ہی کے قدموں تلے ہوگا اور کلمہ طیبہ سے ہی سب کو نجات ہوگی۔ (شمس الضحیٰ:۱۸)

دعوۃ الی اللہ

یہ رسالہ سری چن بسویشور کا بقلمِ خود تصنیف کردہ ہے، اور ان کے مذہب کے لٹریچر میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، اس کی اصل کاپی ہمیں دستیاب نہ ہوسکی، چند اقتباسات اس رسالے کے بحوالۂ "احسن الفتاویٰ" جلد اوّل بعینہٖ نقل کئے جارہے ہیں۔ عنوان ہم نے قائم کئے ہیں، جو پیراگراف کے مناسب ہیں۔

(۱۲۸) چن بسویشور میں فنا ہوئے بغیر خدا تک رسائی ناممکن ہے

"بعد حمد و نعت کے میں تمام بنی نوع انسان خصوصاً مسلمانوں کو جن کی گردن پر تبلیغ کا جوا ہے، وہ کسی صورت سے نکل نہیں سکتا، اس کتاب، دعوۃ الی اللہ) کے ذریعہ مطلع کرتا ہوں کہ کوئی گروہ اور کوئی فردِ واحد موجودہ زمانے میں اللہ تک پہنچ نہیں سکتا، جب تک وہ مجھ میں فنا نہ ہو، یہ میرے منہ کی بات نہیں ہے، یہ تو حضور ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے۔ لاکھ لاکھ درود اس ذاتِ احدیت مآب پر، سولہ سال پیشتر آپ نے اس فقیر کی رؤیا میں تشریف لاکر اس فقیر کو یہ مرتبہ عطا فرمایا، سننے والوں کو یہ بات شاق گذرتی ہوگی، خفگی اور برہمی کی کوئی بات نہیں، یہ حقیقت ہے کوئی تعلّی اور فخر نہیں، کوئی خودغرضی و خودنمائی نہیں، ایسے مقام والے وجود انسان ہی ہوتے ہیں۔" (دعوۃ الی اللہ:۲)

(۱۲۹) چن بسویشور دین اور قیامت کا مالک ہے

"یہ کل بے نوری اور خدا سے دوری اس وجہ سے ہے کہ انفرادیت اور انتشار کی حالت والا تقسیمِ نعمت کا زمانہ ختم ہوگیا، وہ جامع الناس، دین کا مالک، قیامت قائم کرنے والا، حشر برپا کرنے والا، تیسری دفعہ (**لا تثریب علیکم الیوم**) کہنے کے لیے یوسف علیہ السلام کے لباس میں جیل بھگتا ہوا، بیڑیاں پکڑا ہوا، ثور کے بطن سے صدیق اور عنموائیل نام پر زمین وآسمانوں کے ۹۶ نشانوں کی شہادت کے ساتھ جسمانی اور اخلاقی ۵۶ نشانوں کے ساتھ غیر کی صورت میں ظاہر ہوا ہے، یہ کامل متبع رسول الثقلین ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کر کے **ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم** کی بشارت کے ساتھ دوبارہ شانِ اسلام کو دنیا کے کناروں تک چمکانے کے لیے کامل بشارتوں کے ساتھ اللہ کا مظہر صدیق دیندار چن بسویشور آیا ہے، اب اس کی صحبت میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچتے ہیں۔" (دعوۃ الی اللہ:۲)

(۱۳۰) دیندار انجمن میں لوگ مریم بن کر آتے ہیں مسیح بن کر نکلتے ہیں

"حسبِ بشارت گمنام مقام سے امیوں میں ایک ایسی طاقت (چن بسویشور) کو کھڑا کیا گیا جو مسیح گر ہے (مسیح بنانے والا) اور وہ وجود رسولوں کو جمع کرنے والا ہے، جس کی خانقاہ میں وارثِ انبیاء پیدا ہوتے ہیں، مریم بن کر آ بیٹھتے ہیں، مسیح بن کر نکلتے ہیں، چوتھے آسمان سے ساتویں آسمان تک سیر کرائی جاتی ہے، کوئی نوح علیہ السلام، کوئی ابراہیم علیہ السلام، کوئی یحییٰ اور کوئی نارو ہے، کوئی موسیٰ علیہ السلام اور کوئی جامع جمیع کمالات کا خطاب پایا ہوا ہے، کوئی ہرلیا اور کوئی بسویشور اور کوئی نرسہیو ں ہے، چونکہ اوّلین میں یہ روحانیت تھی، آخرین میں بھی وہی روحانیت ہے تاکہ مماثلت پوری ہو، کیا دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس کی خانقاہ کا یہ حال ہو العیاذ باللہ خدا دوسروں کو اس سے محفوظ رکھے، کیا کوئی روحانیت کے دعویدار گدی نشین کو "مسیح گر" ہونے کا دعویٰ ہے، کیا ان کی خانقاہوں میں مثیلِ انبیاء پیدا ہوتے ہیں، برخلاف اس کے ہر گدی اور خانقاہ کا رُخ زمین کی طرف ہے۔" (دعوۃ الی اللہ:۳)

(۱۳۱) دیندار انجمن میں تین سو اٹھارہ قلوبِ انبیاء جمع ہیں

"حدیثوں میں بشارت ہے کہ ہر دور نسل انسانی مسلم میں تین سو اٹھارہ قلب انبیاءِ ماسبق کے رہتے ہیں، قرنِ اولیٰ میں ان کا مجموعہ تھا، فیج اعوج کے زمانہ میں بوجہِ فرقہ بازی قلوب منتشر تھے، قرنِ آخری چونکہ حشر کا زمانہ ہے اس وجہ سے وہ تمام قلوبِ انبیاء ماسبق آخری امین کی صورت میں خانقاہ سرورِ عالم ﷺ حیدرآباد دکن میں جمع ہوئے ہیں، کیونکہ ان کے سردار صدیق (چن بسویشور) کی پیدائش کا مقام اس ریاست میں ہے، یہ شہر جامع جمیع کمالات ہے اور جلال و جمال کا کافی سامان یہیں ہے۔" (دعوۃ الی اللہ:۴)

(۱۳۲) اللہ تعالیٰ غیر مسلم کے نام اور لباس میں آتا ہے

"حدیثِ رؤیت اللہ میں آیا ہے کہ اللہ محشر کرنے آئے گا وغیرہ کی صورت میں رہے گا۔ اس سے مراد یہ کہ اللہ غیر مسلم کے نام ولباس سے آئے گا یعنی چن بسویشور کے نام سے آئے گا، مسلمان ''نعوذ باللہ منک'' کہیں گے، واقعی میرے دعویٰ چن بسویشور پر مسلمانوں نے بدعقیدہ اور گمراہ سمجھ کر ''نعوذ باللہ منک'' کہا، پندرہ سال کے بعد اب ان کے امام اور احمدیوں کے موعود یوسف کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہوں، اس سے خوش ہیں، اب ضرور انت ربنا کہیں گے۔" (دعوۃ الی اللہ:۱۴)

(۱۳۳) چن بسویشور کے بین مذہبی القاب

"اے پیرانِ پیر، محمد امام الغیب، صدیق کلیم اللہ، سپہ سالار، محبوب، تو محمد جلال ہے، مہدی آخر الزمان ہے، دہن پتی، دین دار، محی الدین، صادق جگن، سری پتی، اے تاج اولیاء، فاتح ہندوستان، نور محمد، محمود صدیق، جری اللہ، اے نبی کے فرزند، سکندر اعظم، عبدالقادر، عبداللہ، موسیٰ، سلیمان، مولانا، نگہبان، اے عیسیٰ، اے پہلوان، عادل، میراں صاحب، اے میرے آسمان کے تارے، بی بی فاطمہ کے لعل، اندر جیوتی، میرے صابر، چراغِ دہر، سلطان نصر الدولہ، کرونا تھ، یا منصور اور بھی کئی نام ہیں، ان ناموں کے علاوہ

مجھے بار بار یوسف پکارا گیا اور کھلے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے کہا یوسف ہے، بابا صدیق اور کہا تو ہی چن بسویشور ہے۔" (دعوۃ الی اللہ ص:۳۵)

(۱۳۴) چن بسویشور بحکمِ خدا یوسفِ موعود ہے

"غرض یہ کہ یوسفِ موعود (چن بسویشور) اس وقت موجود تھا، جس وقت جماعتِ قادیان اور جماعتِ لاہور کی مخالفت کا بازار گرم تھا، جس نے مئی ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۲ء تک یعنی تقریباً آٹھ سال بہترین مبلغ بن کر مرزا صاحب (قادیانی) کی محبت میں کام کیا، تقریباً تمام اضلاع پنجاب کی احمدی جماعتوں کا دورہ کیا، اس زمانہ میں کسی کو خبر نہیں تھی کہ اس قدر جوش صدیق میں کیوں ہے؟ اس راز کا علم خود صدیق کو بھی نہیں تھا۔ جب صدیق کی چالیس سال کو عمر پہنچی یعنی ۱۹۲۴ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے بشارت دی کہ "اے یوسف! تو ہی چن بسویشور ہے" پھر الہام ہوا "یوسف ہے بابا صدیق" غرض بار بار یوسف اور صدیق کا نام الہامات میں آنے لگا۔" (دعوۃ الی اللہ:۴۴)

(۱۳۵) لنگایت اور قادیانی زبردست جماعتیں ہیں

"اس وقت میں اپنے موعود کی منتظر جماعتوں یعنی "لنگایت" اور "احمدیوں" میں پوری طاقت سے پیش ہو رہا ہوں، وہ بھی ایک بشارت کی بنا پر ہے، اس میں کامیابی دکھائی گئی ہے، اس میں یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ "لنگایت" ہندوؤں میں اور "احمدی" مسلمانوں میں یہ دونوں ہر حیثیت سے زبردست جماعتیں ہیں۔ ان کی توجہ بڑے زوروں سے خصوصی ہندوستان کے مختلف مذہبوں کی طرف ہونی چاہیے۔" (دعوۃ الی اللہ:۴۵)

(۱۳۶) دیندار انجمن کے کرشمے

"آخرین کے سردار صدیق دیندار کی صحبت سے کئی مثیلِ انبیاء بنے اور بن رہے ہیں، خانقاہ میں جو زندگی وقف کر کے بیٹھتا ہے وہ مریم بن جاتا ہے، جب وہ میدان میں

نکلتا ہے تو مسیح بن جاتا ہے، اسی طرح مردوں کو زندہ کرنے والے ہماری خانقاہ سے نکل رہے ہیں، گونگے بول رہے ہیں، جن کو اللہ نے یحییٰ، نوح اور موسیٰ پکارا وہ بھی میرے بیعت کردہ ہیں، اور قاسم صاحب جن کی مماثلت نوح کی ہے وہ بھی میری بیعت میں ہیں الخ۔" (دعوۃ الی اللہ:۹۱)

(۱۳۷) دیندار انجمن والوں کا مقام

"صراط الذین انعمت علیھم کی دعا یہاں سنی جاتی ہے، جن لوگوں نے نبیوں کو نہیں دیکھا ہے وہ آئے یہاں دیکھے، ہر بات کا آرام واطمینان یہاں ہے، بہشت یہاں ہے، مقربان یہاں ہیں، گلشن اولیاء یہی ہے، یہاں سب سے بڑی نعمت خدا کا دیدار ہے۔ اے طالبان حق! آؤ، اے عاشقان رسول! آو، اے محبان علی! آو، بڑے انتظار کے بعد یہ روحانی دربار کھلا ہے، اپنے وقت مقررہ پر کھلا ہے، نشانات دیکھ کر برکات دور آخرین سے فیضاب ہو جاؤ۔ وما علینا الا البلاغ۔ صدیق دیندار"

(دعوۃ الی اللہ:۹۴)

سورۃ الکہف کی عملی تفسیر

سری چن بسویشور کے دعووں کا آغاز ادیانِ باطلہ کے مزعوم تخیلات، ہندو اوتاروں کے ملفوظات اور مرزا غلام احمد قادیانی کی ہفوات کا مرہونِ منت ہے، پہلے پہل ان کے مخاطب اور ان کا میدانِ عمل ہندو اقوام ہی تھیں، اہل اسلام سے کچھ لینا دینا نہ تھا، لیکن جب انہوں نے محسوس کیا کہ خود مسلمانوں میں ایسے جہلاء کی کمی نہیں ہے جو دعویٰ و کرشمہ ہی کو آسمانی قوت اور مرکزِ عقیدت سمجھ بیٹھنے کے عادی ہیں تو موصوف نے اپنی نظر التفات اس طرف پھیر دی، مگر یہاں یعنی مسلمانوں میں صرف ویدوں، اپنشدوں سے کام چلنے والا نہ تھا، کتاب وسنت کا حوالہ ضروری تھا، اس لیے چن بسویشور جی نے قرآن وحدیث کے بخیے ادھیڑنے شروع کئے اور کتاب اللہ کو اپنی ہوسِ خود پسندی کی آگ بجھانے کا ذریعہ بنایا، اور ملتِ اسلامیہ کو الحاد وزندقہ کے غار میں ڈھکیلنے کے لیے تحریفِ قرآن کا سہارا لیا، متعدد آیات واحادیث کو ان کے سیاق وسباق اور تفسیر ماثور سے ہٹا کر ان کی بے محل تاویل و تحریف کر کے اپنے دعووں کے موافق بنانے میں مشغول ہو گئے، پھر جب اپنے علاقہ میں پیش آئے مخالف حالات سے مایوس ہو گئے تو دوسرا علاقہ تلاش کرتے ہوئے یاغستان پہونچے، جب وہاں سے بھی خائب وخاسر اور نامراد ہو کر واپس وطن پہونچے تو اس نامرادی پر پردہ ڈالنے کے لیے سورۂ کہف کا سہارا لیا، اس سورت کی ایک نام نہاد "عملی تفسیر" لکھی، اس

میں یا غیوں ـــــ جنہوں نے جہل و نادانی اور موصوف کے جھوٹے دعووں سے بے خبری کی وجہ سے انہیں کوئی انقلابی مسیحا سمجھ کر قبول کرلیا تھا ـــــ کو "اصحابِ کہف" اور اپنی مقامی وفادار جماعت کو "اصحابِ رقیم" قرار دے کر پوری سورۂ مبارکہ ان دو جماعتوں پر فٹ کردی، یہ تفسیر کیا ہے ذہنی و عملی دیوالیہ پن کا منھ بولتا ثبوت ہے، اور شاید اسی تجربے کی وجہ سے انہوں نے اکابر مفسرینِ قرآن کی تفسیروں کو بھی بنا دیکھے "الوّوں کا بازار" قرار دیا تھا۔ **و العیاذ باللّٰہ من الجنون والجذام ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ**۔ چند اقتباسات ہم نے اس کتاب سے بھی نمونۃً اخذ کئے ہیں، تاکہ قارئین کو اس شخص کے جنونی دماغ کا اندازہ ہو سکے۔ ابتداء ہی میں انہوں نے اس تفسیر کو پڑھنے کا طریقہ بتلاتے ہوئے لکھا ہے:

> "امام احمد کی ایک ہدایت ہے کہ ان دونوں کو یوں جمع کیا گیا ہے کہ جو شخص سورۃ الکہف کی پہلی اور پچھلی دس آیتوں کو پڑھے گا اس کے سر سے قدم تک نور ہو جائے گا، لیکن سورۃ الکہف کے پڑھنے کے متعلق یہاں اس طرح پڑھنے کا حکم ہے، جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ نے پڑھایا، جس طرح امام غزالیؒ نے پڑھا، فرمایا ہے کہ میں نے اپنی عمر میں دس پارہ پڑھے ہیں، یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے قرآن کریم کو عمل میں پڑھا جس طرح دیندار انجمن والوں نے چوبیس سال میں پڑھا، حضور منبع انوار ﷺ نے فرمایا ہر نبی نے اپنی امت کو دجال کے فتنوں سے ڈرایا ہے اور میں بھی ڈراتا ہوں اپنی امت کو، فتنۂ دجال سے ڈرانے کے لیے میں خود آتا ہوں، جب تم دجال سے بحث کرتے رہو گے اس وقت میں تم میں رہوں گا، ابتدائی تین قرن میرے ہیں اور ایک ہزار سال کا زمانہ فیجِ اعوج کا ہوگا، فیجِ اعوج کے لوگوں میں میں نہیں رہوں گا۔" (ص:۱)

عبارت کی بے ربطی سے آپ گھبرائیں نہیں، یہ موصوف کی مجبوری ہے کہ اپنی بات نباہنے کے لیے جو گھن چکر چلاتے ہیں اس میں ربطِ عبارت اور حسنِ ادا کی رعایت نہیں کر پاتے، ویسے کذب و دجل کا خاصہ بھی یہی ہے۔ خیر! دجال کا فتنہ جب بہت بڑا فتنہ

ہے تو ظاہر ہے کہ اس فتنے کا قلع قمع کرنا نہ مہدیٔ منتظر کے بس میں ہوسکتا ہے اور نہ ہی مہدیٔ موعود کے، اس کے لیے کسی چن بسویشور ہی کی ضرورت تھی، اور چن بسویشور کا اسلام میں اپنا کوئی وجود نہیں تو لامحالہ کسی قدسی طاقت کا چولا پہننا ضروری تھا۔ فرماتے ہیں:

"غرض فتنہ دجّال کو ختم کرنے کے لیے حضور منبع انوار ﷺ کی قدسی طاقت کا ظہور میں آنا لازمی ہے۔

یہ صاف الفاظ میں بتایا ہے کہ ان طاغیوں کے بالمقابل مثیل ابراہیم، مثیل عیسیٰ، ومثیل موسیٰ وغیرہم کے نشانات کے ساتھ آنا اور ان بے ایمانوں کا ان کی ہنسی اڑا کر ذلیل کرنا یہ حکومتوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے، ان اللہ والوں کے فتوحات کا پہلا نشان جنت الفردوس کا قبضہ بتایا ہے اور بشارت دی گئی ہے کہ ان گنت کلمات کل کلام بن جائیں گے اور توحید قائم ہوگی۔" (ص:۲)

اس دعوے کے بعد کہف کی تحقیق کرتے ہوئے اور مفسرین کرام سے منقول مفہوم کو اپنی تحقیقِ انیق کے مقابلہ میں "چیستان" قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"کہف کو غار سمجھ بیٹھے ہوئے مسلمان اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے معنٰی (هُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ) کی طرف متوجہ ہوں، یعنی کہف اس میدان کو کہتے ہیں جو پہاڑوں کے درمیان ہو، اس سے وہ چیستان بھی ختم ہوجاتی ہے جو خلافِ عقل اور تعجب خیز ہے، تعلیم ربانی کی صورت بگاڑ کر من مانی معنٰی کرنے والوں کی اور بھی مثالیں ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر ایک نبی کی زبان سے سورۂ یوسف کی ابتدائی آیات میں کہلوا کر صاف کر دیا۔ خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس طرح تیرا رب تجھے چن لے گا اور تجھے باتوں کی حقیقت معنٰی سکھائے گا، اپنی نعمت کو تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر پورا کردے گا، یہ تازیانہ ہے ان لوگوں کے لیے جو اس کی تعبیر میں یہ کہتے ہیں کہ ماں باپ اور گیارہ بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا یہ من مانی تفسیر اس وجہ سے کرتے ہیں تاکہ اس سے تعظیمی سجدے کا جواز نکالیں، قرآن کریم میں الحمدللہ ہر بدعقیدے کا علاج

خود انہی آیتوں میں موجود ہے جن سے وہ بدعقیدہ نکالتے ہیں، قرآن کریم اپنی وکالت آپ کرتا ہے کسی کا محتاج نہیں (ورفع ابویه علی العرش) ان کی تردید کے لیے کافی ہے، اس طرح اس فقیر نے تقریباً پانچ سو ۵۰۰ بدعقیدوں کے جواب اس طرح نکالا ہے، سورۂ کہف میں اللہ تعالیٰ نے کہف کو "فجوۃ" کہنے سے پہلے یہ بتایا ہے کہ وہ ایک وسیع علاقہ ہے جس پر سورج کے طلوع اور غروب کا ششماہی دورہ از جدّی تا سرطان ہے، سورج اس علاقہ میں ذات الیمین وذات الشمال سے گذرتا ہے نہ کہ ایک غار پر سے جس کی وسعت صرف سات ۷/ آدمیوں کے لیے کافی ہو، اپنے عقیدہ کے موافق قرآن کریم کی تفسیر کرنا عام دستور ہو گیا ہے، تقویٰ کی راہ ہی تھی کہ لفظ کو اس کے اصلی حال پر رکھتے من مانی معنٰی نہ کرتے۔"

مذکورہ بالا عبارت میں مفسرین کرامؒ کی تفسیری روایات سے ان کا انحراف اور اپنی تاویل پر ان کے ناحق اصرار کو بھی دیکھئے اور اس آخری جملے کو بھی کہ "اپنے عقیدے کے موافق قرآن کریم کی تفسیر کرنا عام دستور ہو گیا ہے" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سری چن بسویشور کا دماغ ایک حال پر قائم نہیں رہتا تھا، پوری سورۃ کو اپنے من گھڑت عقیدہ کے موافق کرنے کے لیے ہفوات وبکواس کا ڈھیر لگا دینے کے باوجود محتاط ومحقق مفسرین کا منہ چڑھانا دیدہ دلیری یا بدفہمی کی بدترین مثال ہے۔

یاغستان کے اپنے بھگتوں کو اصحابِ کہف کا مصداق قرار دینے کے لیے کہف کا ترجمہ پہاڑوں کے درمیان میدان سے کیا، پھر اس علاقے کے پہاڑوں کے درمیان واقع ہونے اور ان علاقوں میں ان کی آمد ورفت رہنے کا ذکر کر کے آپے سے باہر ہو گئے ہیں:

"کیا خوب پُرمعنٰی جملہ ہے، ہم ان کو دورے کراتے ہیں شمال سے مغرب تک او رمغرب سے شمال تک، یہ وہ خاص بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے تقوی اور طہارت سے زندگی بسر کرنے کی خاطر دنیا سے الگ ہو کر صدیوں سے پہاڑوں میں زندگی بسر کرتے ہیں، کوہستان سے وزیرستان تک دورے کرتے رہتے ہیں، اللہ نے یہ نہیں فرمایا

کہ مشرق اور مغرب بھی جاتے ہیں، کیونکہ ان آزاد قبائل کو جب وہ پہرہ بند ہو جاتے ہیں تو نہ اُدھر روس آنے دیتا ہے اور نہ اِدھر ہندوستان۔" (ص:۴)

مسلمانوں کی عام کتب سے تو کیا کتبِ تفسیر سے بھی موصوف کو حد درجہ بیر ہے، البتہ عقیدہ سے لے کر عمل اور تاریخ سے لے کر تفسیر تک ان کی معلومات کا سب سے مستند ماخذ ہندوؤں کی کتب ہیں، ارشاد ہے:

"ہندوؤں کے مذہبی کتبِ تاریخ پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم دیکھ رہی ہے کہ دو ہزار تین سو اڑتالیس سال سے حضور منبع انوار ﷺ اسی شمال مغربی علاقہ سے ہر تیرہ سو سال میں ایک دفعہ یا گیوں کے لے کر عین دہریت کے زمانے میں ہندوستان پر حملہ آور ہوتے ہیں، اور دہریت کے راج کو مٹا کر دھرم راج قائم کرتے ہیں۔

بارہ لاکھ یا گیوں کو لے کر شمال مغربی علاقہ سے مہا پرش حضور منبع انوار ﷺ کو آتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں، ویدوں کی تطبیق میں قرآنِ کریم میں بھی فرمایا ہے (وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ) الحمدللہ اس منتر آوری میں کیا خوب سجا جمع ہے، مادّی سورج بھی کہف (یاغستان) شمال مغربی علاقہ کی سیدھی جانب سے گذرتا ہے، اور روحانی سورج بھی ہزار برس سے یاغستان میں اپنے وقت پر شمال سمت سے آیا ایشور اوتار کے نشانات بھی ادھر ہی ہیں، اور پانڈوؤں کے نشانات بھی ادھر ہی ہیں، تختِ سلیمانی بھی ادھر ہی ہے اور شنکر آچاریہ کا دور بھی کشمیر سے ہی ہے، بدھ کے آثار بھی یہیں ہے، ایشور کا کیلاش بھی یہیں ہے، اس کے لنگ کا مندر بھی یہیں ہے۔

موجودہ دور میں بھی آپ ہی کی قدسی طاقت نے کام کیا جہاں سے یہ فقیر یاغستان میں داخل ہوا، وہ پہلا مقام آستھانہ ہے اور یہیں سپہ سالار یوسف ذعی ہیں (یوسف کا سجا بھی قابل غور ہے) حضور سردار دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھتے ہیں کہ تیرہ آدمی ساتھ ہیں اور گھی روٹی کھلائی ہے، یہ خواب ہم سے پورا ہوا۔" (ص:۵، ۶)

کہف کے غار نہ ہونے بلکہ میدان ہونے کی عقلی دلیل کیسی عمدہ پیش کی ہے:

"رہبان ایک سے زیادہ کبھی کسی غار میں نہیں رہتے، ایک درجن رہبان اسی طرح

یہ ایک غار میں نہیں رہیں گے، دس بچھو اور دس سانپ ایک سوراخ میں مل کر رہ سکتے ہیں مگر دو مولوی ایک مسجد میں نہیں رہ سکتے، یہی حال رہبانوں کا ہے، اسلام کے رہبان بھی جن کی زندگی ابتغاء مرضاۃ اللہ کی ہوتی ہے وہ بیوی بچے والے ہوتے ہیں، ایسی صورت میں بھی ایک غار میں ایک سے زیادہ رہبان نہیں رہ سکتے، اصحابِ کہف کو زمانۂ قیامت میں جب رسول اللہ ﷺ دیکھنے جاتے ہیں تو ان کی زندگی بھی سنت رسولؐ کے مطابق ہونی ضروری ہے، اور وہ رہبان جن کے بیوی بچے نہیں ایسے منحوسوں کو آپ دیکھنے کیوں جائیں گے؟" (ص:۶)

(۱۳۸) اصحابِ کہف اور اصحابِ رقیم کون؟

یاغستان جہاں چن بسو یشور صاحب بحکم "ویدو پران" ہجرت کر کے پہونچے تھے، وہاں کے بھولے بھالے اور بے علم لوگوں نے ان کی صورت شباہت دیکھ کر بڑی مدد او رمحبت کی تھی، ان لوگوں کو موصوف نے اصحابِ کہف قرار دیا اور اپنی جماعت کو اصحابِ رقیم تجویز کرلیا، اب "اصحابِ کہف" کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بھی ان کے (یاغستان والوں کو) دیکھنے کی تمنا کی تھی، وحی آئی کہ قیامت میں دیکھنا۔ مبلغینِ اسلام نے ان کو بشارت دی تھی کہ حضور منبع انوار ﷺ قیامت کے دن تم کو دیکھنے آئیں گے، یہی وجہ ہے کہ وہ ہر فقیر میں اللہ اور اس کے رسول کو ڈھونڈتے ہیں، سید احمد بریلویؒ نے ان سے فقیر پرستی چھڑانی چاہی جس پر انہوں نے ناراض ہوکر ان کے سینکڑوں ساتھیوں کو ایک رات میں ختم کر دیا، اور سینکڑوں کو بیچ بازار میں پشاور میں قتل کر ڈالا۔" (ص:۷)

اس کے بعد "اصحاب الرقیم" کی من گھڑت داستان بھی ملاحظہ کر لی جائے تو بہتر ہے:

"اصحابِ کہف اور اصحابِ رقیم یہ دو جماعتیں ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بھی حزبین کہا ہے یعنی یہ دو جماعتیں ہیں ایک یاگی جو دین کے لیے قربان ہونے والے ہیں اور

دوسرے مکتوب والے مثیل انبیاء فقیر ہیں جوان یا گیوں کی رہبری کرنے والے ہیں ۔ یا یہ کہو یا گی جسم ہیں تو یہ فقراء ان کی جان ہیں، واقعات یہ ہیں کہ ہزار سال سے یہ چلا آتا ہے کہ جب تین سو نو ۳۰۹ رسال کی پہرہ بندی کی مدت ختم ہونے کو ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان دین کے لیے قربان ہونے والے غازیوں کے پاس فقراء کو پہنچا دیتا ہے، اسلام کے ظہور کے بعد دربار رسول کریم ﷺ کے چار فقراء پہنچ گئے، انہوں نے ان کو لے کر ہندوستان کی دہریت کے زمانے میں قائم کی ہوئی پہرہ بندی کو توڑ ڈالا اور ۱۰۰۰ رسال تک دینی حکومت کی پھر تین سو نو سال دہریت کی وجہ سے وہ یا گی پہرہ بند ہو گئے، اب دیندار انجمن کے فقراء وہاں پہنچ گئے اور مغربی دجالی حکومت کی قائم کردہ پہرہ بندیوں کو جس کو روس توڑ نہیں سکتا تھا جیلوں کے گوشوں میں مصلوں پر بیٹھ کر ان فقیروں نے توڑا۔ اٹک کی اٹک ایک قلندرہ (چن بس ویشور کی بیگم صاحبہ) نے اڑا دی، مغربی پنجاب ان کی جولان گاہ بنا ہے، جنت الفردوس کے مالک ہوئے، اس کے بعد ہندستان کے فتوحات فقراء کی رہبری میں شروع ہونگیں، تمام ہندوستان مسلمان کیا جائے گا، یہ اللہ کے وعدے ہیں اپنے وقت پر پورے ہونگیں۔" (ص: ۷، ۸)

(۱۳۹) مفسرینِ قرآن کی عامیانہ تنقیص

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں — "اصحاب الکہف والرقیم" کے واقعہ کو اگرچہ اپنی قدرت کی ایک عظیم نشانی کے طور پر بیان کیا ہے، لیکن یہ بتلانے کے لیے کہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی بڑی بات نہیں، اس کی قدرت کی بے شمار نشانیوں میں بہت سی آیات ونشانات اس سے بھی تعجب خیز اور حیرت انگیز ہیں، — یہ ارشاد فرمایا "کیا آپ اس کو ہماری نشانیوں میں بہت عجیب نشانی سمجھتے ہیں؟" تو اس عبارت سے موصوف یہ سمجھ گئے کہ اس کو عجیب وغریب واقعہ قرار دینا ہی غلط ہے:

"اس کے بعد خود تبارک وتعالیٰ کا قصہ اصحابِ کہف اور رقیم کو غیر تعجب خیز واقعات

میں پیش کیا ہے۔اس مرض کا کوئی علاج ہی نہیں کہ کوئی اذباب من دون اللہ کی چکر میں آجائے، بچے عورتوں بادشاہوں کے لیے ان کے ہٹوں کو دفع کرنے کے لیے الف لیلیٰ کی کہانیاں بنائی گئیں تھیں، یہ کمبخت مرد بوڑھوں کی قدر کرتے کرتے ان کی سنائی ہوئی کہانیوں کی بھی قدر کرنے لگے، نہ اصول کو جانچا اور نہ معقول کو پرکھا، نہ اللہ کے کلام کا ادب کیا، بوڑھے بزرگ کی غلطی کو نہیں سمجھا، حالانکہ ان کے بزرگ شیخ سعدیؒ نے صاف صاف کہہ دیا تھا ''خطائے بزرگان گرفتن خطاست'' مگر یہ کسی کی نہیں سنتے جو عقیدہ بنالیا ہے اس کی تائید میں قرآن کریم کے خلاف کہنے کو تیار ہوتے ہیں، پہلی مثال یہ ہے کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ اصحابِ کہف اور اصحابِ رقیم کا قصہ کوئی عجیب نہیں ہے، مگر انہوں نے اس قصہ کو عجوبہ بنالیا ہے۔" (ص:۸)

(۱۴۰) تیرھویں چودھویں صدی میں "اللہ" بولنے والا کوئی نہ تھا

موصوف شاستروں کی روشنی میں روسیوں کو "گھاگ اور یاجوج"، انگریزوں کو "مہا گھاگ اور ماجوج" مانتے ہیں، ان کے خیال میں انگریز ہی "دجال" ہیں، کیونکہ یہ ہندوستان میں ریل گاڑی لائے ہیں اور چھوڑ کے بھاگے ہیں، اس تحقیق سے صرفِ نظر ہم یہاں صرف اس دعوے کو پیش کرنا چاہتے ہیں کہ تیرھویں اور چودھویں صدی میں کوئی ایک شخص بھی "اللہ" بولنے والا نہ تھا، کہاں نہ تھا؟ کیا پورے ہندوستان میں یا صرف جگت گرو آشرم میں؟ اس سوال کا جواب ''مظہر اللہ'' سے پوچھنا ظاہر ہے کہ بڑا جرم ہوگا، صرف مان لینے پر اکتفا کر لیجئے:

"مسلمانوں کے زوال کے زمانے میں جیسا کہ تیرھویں ۱۳/اور چودھویں ۱۴/صدی میں اللہ بولنے والا کوئی نہیں تھا، یہ مہا گھاگ موقع پا کر ہندوستان میں لوٹنے اور عقیدے کی آڑ میں سیاست جمانے کے لیے گھس پڑے، بیٹا پیش کیا خود باپ بن گئے یہی ''دجل'' ہے یعنی ملمع سازی اسی بٹے بازی کا رنگ چڑھانے والے کو عربی میں دجال کہتے ہیں، یہ

فعال پیشہ کے لیے آتا ہے مثلاً صباغ رنگ چڑھانے والے، دباغ چمڑے کو رنگ چڑھانے والا، اسی طرح جس نے دجل کا پیشہ اختیار کرلیا ہو اس کو دجّال کہتے ہیں۔" (ص:۹)

(۱۴۱) چن بسویشور کی ایک نادر تاریخی تحقیق

آرین قوموں اور عربی قوموں کے ہندوستان میں آنے کا سبب یہ ہے کہ ہندوستان میں نبیوں کے مبعوث ہوتے رہنے کی وجہ سے جو ایک خاص نورانی ماحول تھا یہاں کے اسی ماحول سے متأثر ہوکر وہ قومیں یہاں آئی تھیں:

"وہ زمانہ جس زمانے میں یہ قوم جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے اپنی جگہ ترقی کرکے ہندوستان میں فاتحانہ حیثیت سے خشکی اور تری کے راستوں سے داخل ہوئے وہ زمانہ نبیوں کی بعثت کا تھا، جب ان ممالک میں نبیوں کی صحبت اور تعلیم سے علو ہیئت پیدا ہوتی تھی تو اس اعلیٰ تربیت یافتہ اقوام کو ہندوستان کی خوشحالی، فراغبالی اور دولت کی فراوانی کی طرف توجہ ہوتی تھی، وہ آتے تھے اور اپنے ظاہری فائدے کے ساتھ قدیم قوموں کو اپنی اخلاقی دولت سے بھی مالا مال کرتے تھے، اس طرح روحانیت میں اضافہ ہوتا تھا۔" (ص:۱۰،۱۱)

(۱۴۲) چن بسویشور نے تعلیم انگریزوں کی ترقی سے متأثر ہوکر حاصل کی تھی

"میں نے بڑی عمر میں ان کے کروفر، شان وشوکت، انتظامِ ملک اور ایجاداتِ آلات پر فریفتہ ہوکر نیک نیتی سے ان کے ترقی کے وسائل اور ذرائع دریافت کرنے کے لیے انگریزی تعلیم پائی، ۱۹۰۸ء میں ان کی تقریبی کاروائیوں کا کما حقہ پتہ لگا۔ وہ اس طرح کہ اس دھن میں میں نے تین سو سے زائد کتب ان کی ترقی کے وسائل کے متعلق پڑھے اور اس کے بعد میں نے دو کتب اسی سائنس آف وار میں لکھی۔" (ص:۱۱،۱۲)

(۱۴۳) ریل گاڑی سے نفرت ہونا چاہیے

"اس کے علاج کے لیے ۱۹۱۰ء میں میں ڈاکٹر اقبال کے پاس پہنچا، میں سمجھتا تھا کہ وہ اپنے شاعرانہ کمال سے قوم کی کایا پلٹ سکتے ہیں، ان سے میں نے درخواست کی کہ براہِ کرم چند اشعار میں ایسا جادو بھر دیجئے کہ ریل گاڑی کے کمال کا رعب حقارت سے بدل جائے، ان سے یہ نہ ہوسکا، میں اسی تلاش میں تھا کہ ایک احمدی دوست نے کہا کہ ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے، یہ سن کر میری خوشی کی حد نہ رہی، کہا خدا کا شکر ہے۔" (ص:۱۲)

(۱۴۴) جیلوں کی سیر حقیقی دینداری اور فقیری ہے

"دجال کی سیدھی آنکھ کانی ہے یعنی دین غائب ہے، دیندار یعنی حقیقی معنوں میں فقیر بن جائیں تب ہی یہ مارکھاتا ہے، ۱۹۱۴ء سے میں نے دینداری اختیار کی، ۱۹۲۴ء سے اللہ نے اس کام کے لیے معمور کیا، آج چوبیس سال کے اندر میں نے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو سورۂ کہف کی عملی تفسیر میں دیکھا، میں اور میرے ساتھیوں نے اس دجال کی بائیس ۲۲/جیلوں کی سیر کی، خود میں نے چار ۴/جیلیں بھگتی ہیں اور دو ۲/دفعہ رات کے گیارہ بجے گرفتار کیا گیا اور دو دفعہ حوالات میں رکھا گیا، بتیس جگہ میری زبان بندی ہوئی، دو دفعہ شخصی ضمانتوں پر اور مالی ضمانت پر رہا ہوا، گیارہ ۱۱/سال تک اس دجالی حکومت نے نظر بند رکھا، چار مہینے ایک اور حکومت نے نظر بند رکھا، نظر بندی سے چھٹنے میں مجھ پر کسی حکومت کا احسان نہیں رہا اور نہ اللہ والے کے لیے ایسا ہونا چاہئے بلکہ میرے تصرف سے یہ دونوں حکومتیں ڈوب گئیں اور میں خود چھوٹ گیا۔" (ص:۱۲)

(۱۴۵) نبی کریم ﷺ خود دجال کے مقابلہ کے لیے آئے ہیں

"حقیقت یہ ہے کہ حضور رحمۃ للعلمین ﷺ نے اپنی امت سے ایک امتی کا انتخاب کیا، خود میں فنا ہونے کی توفیق دی، خود آپؐ دجال کے مکر وفریب کے مقابلے میں نکلے،

خود آپؐ اپنی امت کو فتنۂ دجال سے بچانے کے لیے میدان میں آئے، مصیبتیں اٹھائیں، آپؐ نے مشرقی دنیا سے اس کو نکال کر پھر وہیں قید کر دیا جہاں وہ پہلے قید تھا، اصحاب کہف کی تین سو نو ۳۰۹ سال کی پہرہ بندی آپؐ نے توڑ دی، مشرقی پنجاب تک ان کا راستہ صاف کر دیا، ہندوستان میں آ کر آپ ﷺ یاغستان اس واسطے گئے کہ آپؐ کو ٹھنڈی ہوا آئی تھی، ہندوستان میں ٹھنڈی ہوا خطِ سرطان کے اوپر یاغستان ہی میں ہے۔'' (ص:۱۲،۱۳)

(۱۴۶) چن بسویشور کی تفسیری شان

موصوف کا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کے مضامین اور معانی ان پر اس طرح کھولے گئے ہیں کہ بالفاظِ دیگر قرآن ان پر دوبارہ نازل کیا گیا ہے، ایک آیت کی تفسیر بلکہ تحریف پیش کی جارہی ہے تاکہ اس دعوے کی قلعی کھل سکے:

"یایھا الذین امنوا (مسلمان مخاطب ہیں) من یرتد منکم عن دینہ (فتنۂ ارتداد کا زمانہ) فسوف یاتی اللہ بقوم (مظہر اللہ محمد رسول اللہ ﷺ مع جماعت) یحبونھم ویحبونہ (حدیثِ شریف میں ہے ایک صحابیؓ نے دعویٰ محبت کیا آپ نے نے فرمایا مجھ سے محبت کرنے والا وہی ہے جو سیلاب کی طرح فقیری کی طرف آتا ہے) اذلۃ علی المومنین (اس جماعت کا نشان ہوگا کہ وہ ہر کلمہ گو سے محبت سے پیش آئینگے) اعزۃ علی الکافرین (ہر کافر کو سختی سے پکڑیں گے کسی کافر کی مدد کرنے سے یا رعایا بننے سے اور تعظیم کرنے سے نفرت کرینگے) یجاھدون فی سبیل اللہ (جہاد کرینگے) ولا یخافون لومۃ لائم (امن اور تبلیغ کو متصادم سمجھ کر جارحانہ حملہ کرینگے)"
(ص:۱۳)

(۱۴۷) مسلمان کے ہمسر نبی ہونے کے دلائل

مہدوی قوم کا یہ دعویٰ ابھی تک محلِ نزاع بنا ہوا ہے کہ سید محمد جونپوری — جو ان کے مہدیٔ مزعوم ہیں — ہمسر رسول ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ مگر چن بسویشور کی دیدہ دلیری کی داد

دینا چاہئے کہ انہوں نے بلااستثناء اور بے شک وشبہ ہرکلمہ گوکو ہمسر رسول قرار دے دیا ہے۔استدلال کیسا عظیم الشان ہے وہ بھی ملاحظہ کیجئے:

"مسلمان ایک دوسرے کوالسلام علیکم کہتے ہیں،اس طرح قول سے انبیاءِ ماسبق کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں،ان میں سے کبھی کسی کے غلام نہیں ہونا چاہتے،عملی ثبوت یہ ہے کہ مسلمان خودکو غلام موسیٰ غلام ابراہیم نہیں کہتے اور نہ ایسے نام اپنے بچوں کے رکھتے ہیں، یہی حقیقت تھی جس کا اظہار حضور اکرم ﷺ کا **علماء امتی کانبیاء سائر الامم** میں پایا جاتا ہے۔"(ص:۱۵)

(۱۴۸) پچھلے علماء مبعوث لہٰذہ الامۃ تھے،چن بسویشور کی جماعت اخرجت للناس ہے

صحابہ کرامؓ اور علماءِ کرام کے بارے میں یہ بتلاتے ہوئے کہ وہ اسی امت کی اصلاح کے لیے بھیجے گئے تھے،اس لیے نبی ﷺ اور ان کے دین کو عروج پر پہونچانے کا کام نہیں کرسکتے تھے،برخلاف صحابہ رُسول کے رفقاءِ چن بسویشور کا مقام بہت بلند ہے:

"اس جماعت کی شناخت یہ ہوگی کہ وہ **فتنۃ اللناس** رہیں گے،چنانچہ صحابہ کرامؓ کی جماعت **فتنۃ اللناس** رہی،کسی کے وجود سے اگر مسلمانوں میں یہی فتنہ ہوتو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ **مبعوث لھذہ الامۃ** ہے،وہ کسی صورت سے **اخرجت للناس** ہوکر حضور منبع انوار ﷺ کو عروج پر پہنچانے والا نہیں ہوسکتا،کیونکہ اللہ نے معراج کی آیت میں **وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس** کہا ہے"۔(ص:۱۶)

(۱۴۹) چن بسویشور دعائیں سننے والا ہر مصیبت میں کام آنیوالا ہے

"چونکہ اسلام کا اللہ حی وقیوم ہے،وہ غافل نہیں ہے،زمین وآسمان اس کی ملک ہیں،اسی کے زور سے دیندار دین کے ذمہ دار لوگ پیدا ہوتے ہیں،ماضی حال مستقبل

اس پر روشن ہیں، اس کے علم کا کسی نے احاطہ نہیں کیا، زمین وآسمان میں وہ بھرا ہوا ہے، ایک دفعہ اسلام کو اس نے غالب کر کے دنیا کو دکھایا وہ دوبارہ بھی دکھائے گا، اس کام کے لیے ہمیشہ **ھو العلی العظیم** کی صفت کا مظہر پیدا کرتا ہے، جس کو ہندو ایشور اوتار کہتے ہیں (ایشور یعنی بڑا اوتار یعنی اوپر) یہ وجود اسلام کی حقیقت کو اپنے عمل سے نمایاں کر کے مسلمانوں کے آپس کے جھگڑوں کو مٹاتا ہے، طاغیوں کو پھندے سے چھڑاتا ہے، ان کو غیر متزلزل ایمان کا وارث بناتا ہے، اور ان کی ہر مصیبت کے وقت دعا سنتا ہے، بہ وجہِ ختم نبوت وہ ان کا نبی نہیں بنتا بلکہ ان کا ولی بنتا ہے"۔ (ص:۱۶)

(۱۵۰) دیندار انجمن والے نبی کریمؐ سے ہدایت حاصل کر کے کام کرتے ہیں

"اللہ رب العالمین کی حمد قائم کرنے کے لیے اصحابِ کہف اور اصحابِ رقیم کا وجود ہے، اور اصحابِ رقیم کی قوتِ ایمانی یہ ہے کہ وہ تارکِ دنیا ہوتے ہیں، منبع انوار رسول اللہ ﷺ سے ارشادات حاصل کرتے ہیں، ادھر اصحابِ کہف کا دینی استغراق اس قدر رہتا ہے کہ دین ودنیا کی خبروں سے بے خبر رہتے ہیں، اصحابِ رقیم کو ان کی ملاقات کا جوش ہوتا ہے، یا یہ کہو کہ روح کو جسم میں داخل ہونے کی تڑپ ہوتی ہے، اور یہ تکلیفیں اٹھاتے ہوئے خفیہ طور پر ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں، روح کا وجود نہ کسی کے مشورے سے بنتا ہے اور نہ کسی منصوبہ سے عین شدت ارتداد عن دینہ کے زمانے میں وحی کی بنا پر کھڑا ہوتا ہے، اس پر نگرانی اللہ سمیع وبصیر کی رہتی ہے۔" (ص:۱۷)

(۱۵۱) چن بسو یشوریوں کا علم موسیٰ کے علم سے زائد ہے

"یہ جماعت کسی کی تائید کی محتاج نہیں ہوتی، صمدیت اس کا شعار ہوتا ہے، یہ لوگ نیا آسمان اور نئی زمین بناتے ہیں، **یـــراک حیـــن تـــقـــوم** کی کفل کا مظہر ہوتے ہیں،

دنیا کے سامنے اپنے نشانات پیش کرتے ہیں اسی طرح حجت پوری کر کے ملکوں کو ہلاک کرتے ہیں، ان کا علم موسیٰ کے علم سے سبقت لے جاتا ہے، ان کے دربار میں نبی اور رسول دیوانہ وار آتے ہیں، یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہر بلا کا علاج لقاء اللہ ہے، ادھر آؤ اللہ کا دیدار دیکھو اس طرح مخلوق کا ایمان تازہ کرتے ہیں، اللہ کے کلمات کو کلام کی صورت میں ترتیب دیتے ہیں، دنیا میں وحدت قائم کرتے ہیں۔" (ص: ۱۷)

(۱۵۲) اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم العلی العظیم کی ملحدانہ تشریح

"علی العظیم سنسکرت کے قاعدہ کے لحاظ سے عظیم العلی ہوتا ہے جس کا ترجمہ ایشور ہے، مذہبی نکتہ نگاہ سے **ھو العلی العظیم** میں ''ھو'' کا مرجع اللہ ہے، جو اس آیت کی ابتداء میں ہے جب وہ کسی صفت یہ صفات کے ذریعہ سے بندے میں ظاہر ہونا چاہتا ہے تو وہ اس کا مظہر بن جاتا ہے، اس کو ہندو مذہب میں اوتار کہتے ہیں، اسی مذہبی قانون کے لحاظ سے **ھو العلی العظیم** کے ٹھیک ٹھیک معنی ایشور اوتار کے ہوئے، ہندوستان میں اس کا انتظار ہے، اس کے ظہور کے نشانات بشارات میں بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ رفقرات میں لکھے گئے ہیں جو پیش گوئیوں کے حامل ہیں، آیت الکرسی جو قرآن کریم میں ایک شاندار آیت ہے اس کا راز بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے، ذات اللہ جس نے تمام نبیوں کو بھیج کر قوموں کے الٰہ بنائے اور ان تمام الٰہ کی نفی کر کے ذات کے مظہر رحمۃ اللعالمین ﷺ کی طرف ضمیر ''ھو'' کا تعلق اپنی ضمیر سے کر کے ایک رنگی پیدا کی ہے، اس نے ھوالحی القیوم سے آیت الکرسی کو شروع کو شروع کر کے **وھو العلی العظیم** پر ختم کر کے اپنی ذاتی کمالات کو پیش کیا، یہ صفات معہ ضمائر حیات النبی زندہ نبی حضور سرورِ عالم ﷺ کی طرف رجعہ کی ہیں، آپ نے بدر کے میدان میں اپنے زندہ رہنے کو اللہ کے زندہ رہنے کی دلیل ظاہر کی تھی، ہمارے نبی صاحبِ کفلین ہیں، فیجِ اعوج میں ائمہ ومجددین کی صورت میں آتے ہیں اور قیامت میں خود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر آتے ہیں۔" (ص: ۱۸)

(۱۵۳) وھو العلی العظیم کے تصرفات

"۱۔ وھو العلی العظیم نے الفقر والفخری کا خرقہ روزِ اوّل ہی میں سلایا تھا، اس نے فتنۂ دجال کے زمانے میں زمین پر آ کر بادلوں کے سائے میں اللہ کو آتے ہوئے دیکھا۔ چونکہ ہر مقام اس کے لیے مکتوب تھا اس نے اپنی ہر نقل وحرکت پر بارش کو آتے ہوئے دیکھا، اور عالم کبیر کو اپنے اندر سمایا ہوا دیکھا، اس نے آسمانوں کو لپیٹ کر بغل میں مارا، خود کو عرشِ معلیٰ پر متمکن پایا، اس نے خود کو مسجودِ ملائک لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا قرآن دیکھا، ویدوں نے اسی کو تتوم اسّی (وہ تو ہے) کہا تھا، اس ضمیر غائب کا مرجع مخاطب اللہ ہے۔

۲۔ وھو العلی العظیم مجسمِ قرآن کریم مقامِ برزخ میں بہ تقاضائے انست خالق ومخلوق داعی الی اللہ بنا اور اس نے اپنے آپ کو نورِ ذاتِ احدیت مآب ابوالانبیاء کے دامن سے وابستہ اور باادب ایستادہ پایا۔

۳۔ وھو العلی العظیم بروزِ محمدؐ بن کر اللہ کی حمد قائم کرنے کے لیے میدانِ عمل میں آیا، اللہ کی کبریائی نے اس کا سر جھکایا، سبحان ربی العظیم کہہ کر رکوع میں آیا، سبحان ربی الاعلی کہہ کر خود کو غیر کے پردے میں چھپایا، ابدا شکورا بن کر کہا خلقتنی العلی (والدین سید نجیب الطرفین) سوانی الاعلی (عفنی غفرلی رحمتی) قدرنی الاعلی (آتنی من لدنه علما جعلنی للمتقین اماما) هذا انی لاعلی (علمنی علم القرآن واحسن تفسیرا وجعلنی سید الآخرین الحمد لله له مثل الاعلی)

۴۔ وھو العلی العظیم ربِ عظیم اور ربِ اعلیٰ کی تسبیح سے عروج حاصل کر کے فتنة اللناس بنا۔

۵۔ وھو العلی العظیم نے خلیل اللہ کا مثیل بن کر صنم کدہ ہندوستان کے اصنام کو ایک ایک کر کے توڑا، کسی کو لاہور کے بازار میں ہلاک کیا، کسی کو دہلی کے ممبر سے اتار کر مار ڈالا، کسی کو پہاڑوں میں ہلاک کیا، کسی کو کراچی کے بازار میں ہلاک کیا، کسی کو

ہبلی کے گلیوں میں ہلاک کیا، کسی کو گو میں گرا کر مارا۔

۶۔ **وھو العلی العظیم** وارث بیت اللہ پہلوانِ اسلام نے غیرتِ ایمان میں ہبلی میں مولیٰ علی کا میدان گرم کیا اور حجت پیش کی کہ اگر سومناتھ میں اللہ تھا تو محمود کے حملے کو کیوں نہیں روکا؟ اس کی فوج کو **کعصف ماکول** کیوں نہیں کیا، اگر یروشلم میں اللہ تھا تو بختِ نصر کے حملے کے وقت کہاں سوتا پڑا تھا؟ اگر متھرا سے لے کر رامیشورم تک کے بت خانوں میں اللہ تھا تو علاؤالدین خلجی کے ایک غلام کا مقابلہ کیوں نہیں کر سکا؟ اب سنو میں سناتا ہوں مولیٰ علی کے میدان میں سناتا ہوں کہ بیت اللہ حقیقی معنوں میں اللہ کا گھر ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے حملہ آور ابرھا کی فوج کو **کعصف ماکول** کر دیا، یہ معنی من مانی نہیں ہے بلکہ اس وقت بھی دنیا کی بڑی طاقتوں کو میرا چیالنج یہ ہے کہ وہ آئیں اور اس صداقت کو آزمائیں، ۲۵ رمئی ۱۹۳۴ء میں یہ وہ کشتی تھی جس سے کافر پہلوان چار خانہ چت ہو گئے۔

۷۔ **وھو العلی العظیم** وارث بیت اللہ میں مثیل ابراہیم بن کر بشکل سراجا منیرا فجواہ کے شمال جانب سے من ماوراء النھر کہف میں داخل ہو کر اصحاب کہف کو اپنی زیارت کروائی، دجال کو یہ حرکت ناپسند تھی، اس نمرود نے مجھ کو اپنی سلگائی ہوئی آگ میں یعنی ایبٹ آباد جیل میں ڈالا، اس آتش کدۂ نمرود میں میرے ساتھی بھی کود گئے، قلندرہ تاجدار بیگم بھی کودی، نار گلزار بن گئی، ''**حرقوھا**'' تھا ''**حرقوھم**'' ہو گیا۔

۸۔ **وھو العلی العظیم** ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ کو فیج اعوج کے ہزار ماہ پر فوقیت رکھنے والی لیلۃ القدر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، ایک ایک فقیر نے جیلوں کے گوشوں میں مصلوں پر بیٹھ کر کئی سپہ سالاروں کا کام کیا اور ایک عورت مومنہ قلندرہ کا تصرف یہ کہ اٹک اڑادی، اس طرح دجال نمک کی طرح گھل گیا، یاغیوں کا میدانِ عمل پنجاب تک کھل گیا، یہ ہیں تصرفات ہم فقیروں کے۔

۹۔ **وھو العلی العظیم** نے ہی دجال کو ہندوستان سے بھگایا۔

۱۰۔ **وھو العلی العظیم** نے دجال کے مکر کی پوٹلیاں باندھی، دجال کی پونجی ختم ہونے پر حیران و پریشان ہو کر ہندوستان سے بھاگا ہے۔ اس کے ثبوت بہت ہیں، ان

میں ایک یہ بھی ہے کہ ویاس منی کی بھوشہ پران میں لکھا ہے کہ کلکی اوتار کے تصرف سے کلی پرش ہندوستان میں اپنا گدھا چھوڑ کر بھاگ جائے گا، اس صداقت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ انگریز چلا گیا، وہ آتے ہوئے اپنا گدھا ریل لے کر آیا تھا، اس کا بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا، اور جاتے وقت ریل چھوڑ کر بھاگ گیا۔" (ص:۱۹تا۲۱)

(۱۵۴) دیندار انجمن میں ''وشنو'' کا قیام رہتا ہے

''میں علیٰ بصیرت کہتا ہوں کہ ہندوؤ! تم نے ست یگ اگست ۱۹۴۳ء میں بے شعوری میں سری وشنو مہایاگ منا کر جو بارہ (۱۲) لاکھ منتر پڑھے ہیں وہ بارہ (۱۲) لاکھ یاگیوں کے دعوت ناموں کے سطور ہیں، اس کے تیسرے سال ہی مہایاگ کے اثر سے مہا گھاگ برطانیہ بھاگ گیا، خدا شکر کرو دیانت داری سے ایمانداری سے مہا گھاگ کو بھگانے والے سری وشنو کو ڈھونڈو، تو تم محلے آصف نگر میں سری وشنو مہایاگ بڑے کروفر سے منا رہے تھے، وہ وشنو یہیں بیٹھا ہوا تھا تم نے نہیں دیکھا اور اس کے ساتھی ترسٹھ سادھوں ست پروشوں نے بارہ سال تک سرحد یاغستان کی سرحدی جیلوں کو آباد کیا تھا، ان کے ساتھ دو دیوتیاں بھی جیل میں گئیں۔''

یہ ہیں تصرفات **ھوا لعلی العظیم** کے جس کی کرسی زمین وآسمان کو گھیری ہوئی ہے، یہ آیت الکرسی بطورِ یادگار ہر مسلمان تیرہ سو سال سے پڑھ رہا ہے جس کی تفسیر سورۂ کہف ہے۔ (ص:۲۲)

(۱۵۵) آدم کلمہ، محمد کلام اور چن بسویشور کلام کا مالک ہے

"آدم نفسوں کو اپنے اندر جمع کرلے کر روح کا حامل ہوا، اس طرح حضور رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ اپنے اندر ارواح کو جمع کرلے کر کلمہ ابوالارواح ہیں، **انا من نور اللہ وکل شیئ من نوری.** آدم حروف کو جمع کرلے کر بنا اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کلمات کو جمع کرلے کر کلام بنے، یہی وہ حقیقت ہے فنافی الرسول ہوکر کلام کے مالک بننے کی۔'' (ص:۲۹،۳۰)

(۱۵۶) اللہ تعالیٰ سے چن بسویشور کی ملاقات اور معاہدہ

"یہ سلامتی تیرہ سو سال پیشتر ہی ہم نے اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ کر حاصل کر لی تھی کہ جب تو قیامت میں آئے گا ہم تیرا فرمان حاصل کر کے تجھ سے ملاقات حاصل کریں گے، جس کے صلہ میں اپنے ظہور شناخت مخلوق خدا کی آنکھ کھولنے کے لیے ہم کو سخت سے سخت کٹھن حالات میں سلامتی دے گا، ہم نے اس کا وعدہ روزِ روشن کی طرح پورا ہوتا ہوا دیکھا، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارا لقاء اس سے ہو چکا ہے، وعدہ تحیتھم یوم یلقونہ سلام (القرآن) اس پر زبردست دلیل ہے۔"

(۱۵۷) چن بسویشور سے اللہ، اللہ سے چن بسویشور ظاہر ہوا ہے

"ہمارے وجود سے عبادت ختم ہوئی، جواہر تبلیغ ہجرت غزوات جہاد کا تکملہ ہوا، ان مرحلوں میں سلامتی اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ ہم سے ظاہر ہوا، ہم سے اللہ کا اظہار ہوا، ہم وہی ہیں جو تیرہ سو سال پیشتر تھے، اب اللہ کے اظہار کے زمانے میں آئے ہیں۔"
(ص:۳۵)

(۱۵۸) ایشور اوتار پہلے ہندو تھا اب مسلمان ہے

"تمہارا ایشور اوتار زمین و آسمان کی سینکڑوں شہادتوں سے زمین پر آ گیا ہے، وہ اب مسلمان ہے، اس کے دربار میں کل اوتار آ چکے ہیں، صدیق دیندار چن بسویشور کلکی اوتار کے دربار میں نارد منی ہے، ویاس منی ہیں، رام اوتار ہیں، کرشن اوتار ہیں، وامن اوتار ہے، نارسیمہوا اوتار ہے، ویر بھدا اوتار ہے، پرس رام اوتار ہے، پوت راج ہے، مہابیر ہے، شنکر ہے، کبیر ہے، نجنڈ یشور، لچھمن ہے، بل بھیم وٹھل ہے، ردر ہے، پر ہلاد ہے، شمبھو ہے، مچھا اوتار ہے، شمنکھ ہے، برہما ہے، مہادیو ہے، اے ہندوؤ! اب تم کہاں جاؤ گے؟" (ص:۳۸)

(۱۵۹) اظہارِ حقیقت

"وید پران توریت انجیل یہ چنڈال چوپڑیاں قرآن کے سامنے اس کی ایک آیت کی قیمت بھی نہیں رکھتے ،قرآن کریم پڑھ کر دیکھو ہر لفظ ،جچا ہوا ہر کلام سجا ہوا معرفت کا سمندر لفظ لفظ میں بھرا ہوا۔" (ص:۳۹)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ بھی کیسا بے نیاز ہے؟ چن بسویشور کے سارے دعاوی ویدوں پرانوں اپنشدوں پر مبنی ہیں، اور منیوں رشیوں کے مقالات سے مضبوط کئے گئے ہیں۔ جب موصوف کے دعوؤں کی بنیاد ہی چنڈال چوپڑیاں ٹھہری تو ان کا مذہب بھی زمین بوس ہو گیا، دعویٰ بھی برباد ہو گیا۔ بقول کسے ؎ مزار مسمار، عرس برخواست! **فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔**

سری چن بسویشور کا ایک خطبۂ نکاح

موصوف کی قولی وقلمی باقیات میں ایک "خطبۂ نکاح" بھی ہے جو ناشر کے دعوے کے مطابق علم وعرفان سے معمور ہے، ہم نے اس خطبہ کا مطالعہ کیا ہے اور قارئین کو بھی ان کے علم وعرفان کی سیر کرانا چاہتے ہیں، یہ خطبۂ نکاح ان کی ایک "مبلغ زادی" کے ایک "مبلغ" کے ساتھ نکاح کے لیے منعقدہ تقریب میں ظہور پذیر ہوا۔

(۱۶۰) آیتِ قرآن کا من مانی ترجمہ

ابتداءِ خطاب میں قرآن کریم کی آیت وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تلاوت کرکے اس کا یہ بے تکا ترجمہ کیا:

"اس رکوع میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے جوڑے باندھنا قدرت میں ہیں۔" (ص:۵)

پھر اس کی تشریح میں سب سے پہلے وہی اپنی ماموریت والی راگ الاپتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

(۱۶۱) مسلمانوں سے رشتہ کرنے والا جانور ہے

"انسان اندازہ نہیں کرسکتا کہ لڑکی کہاں کی اور لڑکا کہاں کا؟ خصوصاً جب مامورِ وقت آتا ہے تو اس کے ساتھ ہونے والے (اس پر ایمان لانے والے) چوطرف سے دور دور سے آکر جمع ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے تعلقات ہوتے ہیں اور جوڑے مل

جاتے ہیں، یہ تعلقات اور جوڑے اللہ جماتا ہے، یہ جوڑنا اور ملنا روحانیت کی بناء پر ہے، (اس لیے) مامور کے ساتھیوں کو چھوڑ کر پھر کوئی اپنی برادری میں لڑکی دیتا ہے تو وہ جانور ہے، کیونکہ ایک ایمان والے سے منہ موڑ کر دنیادار کو جو دنیاوی کثافت میں مبتلا ہے اپنی لڑکی کو دے کر حیوان بنانا انسان کا کام نہیں، بہتر وہ انسان ہے جو اپنی لڑکی فقیر کو یعنی تبلیغ کے لیے جو جمع ہوتے ہیں (ان کو) دیتا ہے۔" (ص:۵، ۶)

کبھی تو موصوف مسلمانوں کو بالقوۃ سوا لاکھ انبیاء کا جامع کہتے ہیں اور کبھی اپنے کو تمام مسلمانوں کے لیے رحماء بینھم کا مصداق قرار دیتے ہیں، مسلمانوں کی تکفیر کرنے والے کو نادان اور ظالم فرماتے ہیں، پھر کبھی اپنے ماننے والوں کو بھی اگر وہ اپنی بیٹی کسی مسلمان کو دے دے تو جانور اور حیوان کے لقب سے نوازتے ہیں۔ خدا جانے یہ کونسی ماموریت ہے اور کیا دھرم ہے!

(۱۶۲) چن بسویشوریت ہی اسلام ہے

اس خطبے میں اپنے دعوے اور اس کی دعوت کو حقیقی اسلام بتاتے ہوئے کہا:

"بہرحال کہنا یہ ہے کہ جو شخص اپنی لڑکی فقیر (چن بسویشوری) کو چھوڑ کر کسی اور جگہ دینا چاہتا ہے وہ اسلام کو سمجھا نہیں..... ہمارا رشتہ دار وہ ہے جو ہمارے رنگ میں آ گیا ہو، جو نہ آئے ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اور نہ کوئی رشتہ (ہے)" (ص:۶، ۷)

جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مستقل نبی ہیں اور آپ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے برابر نہیں ہو سکتے، جس طرح نبی کے ماننے والے اور نہ ماننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

(۱۶۳) چن بسویشوریت اللہ کا گھر ہے

اپنے مذہب کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں:

"انسان جب تک شیطان کے گھر میں (اسلام میں) ہے غلطیاں کرتا رہتا ہے، جب انسان اللہ کے گھر میں (چن بسویشوریت میں) داخل ہوگیا وہ غلطیاں نہیں کرتا، بہرحال جوانسان فقیر ہو(چن بسویشوری ہو) اس کی لڑکی اخلاق والی، فرمانبردار ہو، نیک ہوتو سوائے مبلغ (چن بسویشوری چیلوں) کے کسی کو نہ دیا جائے۔" (ص:۷)

(۱۶۴) غلبہ کے بعد چن بسویشور کو ماننے والے مومن نہیں

"جب اس مامور(چن بسویشور) کا غلبہ ہوجائے تو کیا اُس وقت (اس کے پاس) آنے والے ایمان دار ہوتے ہیں؟ ہرگزنہیں، جب اندھیرا پڑ جائے گا، اللہ کے عذاب کا نزول ہوگا اس وقت بھی ہمارا ایمان لانا کام نہ دے گا، کیونکہ مامور کی مخالفت (کی وجہ) سے جب عذاب آ گیا تو اس وقت ایمان (لانا) کیا ہوتا ہے؟" (ص:۷،۸)

جس وقت وہ اپنے مبلغین اور اپنے دعوے کے معتقدین کے فضائل بمقابلۂ عام مسلمانوں کے بیان کررہے ہیں، اس وقت سامعین ان ہی کے ماننے والے تھے، اس لیے ہم نے قوسین میں مدعا کو ان ہی کی تفصیل کی روشنی میں واضح کیا ہے، جس کا جی چاہے اصل رسالہ دیکھ لے۔

(۱۶۵) اللہ تعالیٰ کائنات میں بھرا ہوا ہے

ایک عجیب وغریب فلسفہ بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ کی شان میں یوں گستاخی کی جاتی ہے کہ

"اللہ کائناتِ عالم میں بھرا ہوا ہے (اور) کائناتِ عالم انسان میں (بھری ہوئی) ہے، اس لیے اللہ نے اپنے اظہار کا مقام انسان (کو) بنایا، (پس) انسانوں میں وہ انسان کامل ہوتا ہے جس سے اللہ کا اظہار ہوتا ہے۔" (ص:۱۰)

اس عبارت کو پڑھیے اس کے ساتھ ان کے اس دعوے کو جوڑ لیجیے کہ وہ "مظہراللہ" ہیں،

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو انسانِ کامل سمجھتے ہیں اور باقی تمام انسانوں کو خواہ وہ انبیاء ہی کیوں نہ ہوں ـــــ سوائے نبی کریم ﷺ کے ـــــ سب کو انسانِ ناقص قرار دیتے ہیں۔

(۱۶۶) مسلمانوں کا خدا (اللہ تعالیٰ) وہمی خدا ہے

"سنت اللہ یہ ہے کہ ایک رسول کھڑا ہوتا ہے، اس کی مخالفت ہوتی ہے، اس وقت اللہ دنیا کو عذاب میں پکڑتا ہے، وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا لیکن جب بھی انسان توجہ نہیں کرتا۔ یہی کہتے ہیں کہ گناہ اور ظلم زیادہ ہونے سے ایسا عذاب آتا ہے، ان کا ایک وہمی خدا ہوتا ہے اس پر ہر بات ڈالدیتے ہیں (مگر) وہ لوگ اللہ کی طرف سے کھڑا ہونے والے رسول کی طرف نہیں آتے اور نہ اپنی اصلاح کرتے ہیں۔" (ص:۱۰)

یعنی مسلمانوں کا مصائب کو دیکھ کر یہ کہنا کہ "یہ عذاب ہمارے ظلم اور گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہے" موصوف کے نزدیک غلط تاویل ہے، اور فرضی وخیالی خدا کا خوف ہے، کیونکہ ان کے بقول خدا خود دنیا کی اصلاح کرنے اور دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے "چن بسویشور" کی شکل میں آ گیا ہے اور جب خود خدا یہاں موجود ہے تو اس سے تو نہ ڈرنا اس کے پاس نہ آنا بلکہ کسی اور خدا سے ڈرنا ظاہر ہے کہ موجود خدا کو چھوڑ کر موہوم خدا سے ڈرنا ہے۔ اس لیے وہ خدا جس کے تمام مسلمان قائل ہیں باطل ہے، چن بسویشور کے اندر موجود خدا برحق ہے۔

(۱۶۷) چن بسویشوری ہی اعلیٰ لوگ ہیں

خود کو اللہ والا اور دوسروں کو اعلیٰ بنانے والا قرار دے کر اپنے پاس آنے والوں کو اپنی نیت درست کر کے آنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جوانسان (یہاں) اعلیٰ بننے کے خیال سے آتا ہے اللہ والا (چن بسویشور) ان کو اعلیٰ بناتا ہے، اس وقت دنیا میں ہم دیندار انجمن والے (ہی) اعلیٰ ہے، کوئی دنیا کا انسان ہم کو پکڑ نہیں سکتا اور نہ دبا سکتا، ہم آزاد ہیں، ہم پر کسی کی حکومت نہیں، انسان کی علوئیت اللہ کی علوئیت میں آکر ختم ہوجاتی ہے۔" (ص:۱۱)

(۱۶۸) اللہ کو غصے میں لائے بغیر کام نہیں بنتا

"اللہ کو غیض وغضب میں لانا ہے تو اللہ میں ہوکر دنیا کی حکومتوں اور انسان کے مقابلے میں دین کے لیے حلّہ مارنا (پھر) ان سے ستائے جانا مصیبت اٹھانا (تو) اس وقت اللہ کو غیرت اور غصہ پیدا ہوتا ہے، اس وقت قوم فاسق یا وہ حکومت جو روحانی انسان (یعنی چن بسویشور) کا مقابلہ کی تھی اور تکلیف پہونچائی تھی (کو) تباہ کردیتا ہے۔"
(ص:۱۹)

گویا اللہ تعالیٰ بھی انہی صاحبِ موصوف کی طرح غصہ دلانے سے غصے میں آجاتا ہے، اس کی حکمت ومشیت کوئی چیز نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ اللہ والوں کے دشمنوں سے انتقام نہ لے رہا ہو تو اللہ والوں کو چاہیے کہ اپنے دشمنوں سے لڑنے بھڑنے پر آمادہ ہوکر ان پر حملہ کر بیٹھیں، جواباً وہ لوگ ان اللہ والوں کو ستانا اور مارنا شروع کردیں گے، تب کہیں جا کر اللہ تعالیٰ کی رگِ حمیت بھڑکے گی اور غصہ بھڑکے گا، یوں محض صوفی بنے رہنے اور صبر کرتے رہنے سے اللہ تعالیٰ متوجہ نہ ہوگا۔ بریں عقل ودانش بباید گریست

(۱۶۹) مسیح کا کلام سمجھانا صرف چن بسویشور کا کام ہے

"مسیح کی زندگی ہمیشہ مصیبت اور بدنامی کی رہی اور (آئندہ بھی جب وہ آئینگے مصیبت اور بدنامی ہی کی زندگی) رہینگی، جب کبھی مسیح کا ظہور ہوگا اسی طرح مصیبت کا سامنا رہے گا، مسیح کی تصدیق کرنے والے صحابہ کرام تھے، اُن کا کیا کام تھا اور (کیا) دل

ودماغ تھا کہ مسیح کو منوا کر چھوڑے؟ آج ہم بھی (بلکہ ہم ہی) مسیح کو بڑی حکمت کے ساتھ منوا رہے ہیں، کیونکہ ان کے تاویل طلب جملے اور (ان کے) حالات سے (یہاں "سے" زائد ہوگا) گڑبڑ ہے، اس کا سمجھانا اور ہموار کرنا ہمارا ہی کام ہے، کوئی انسان دنیا میں (ہمارے علاوہ کام) نہیں کرسکتا، یہ اللہ کا فضل ہے کہ ہم کو آخرین میں شریک کرکے ایسا کام خدمتِ اسلام کا لے رہا ہے۔" (ص:۲۰،۲۱)

یعنی دیندار انجمن والے لوگ اہلِ دنیا کو اور خود "میاں محمود قادیانی" کو منوا رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد کو "مسیحِ موعود" مان لو، کیونکہ مسیح آکر بدنام اور رسوائے زمانہ ہونے کے بعد محمد ﷺ آتے ہیں، یعنی محمد ﷺ کے ہر ظہور سے پہلے ایک بدنامِ زمانہ مسیح کا ہونا ضروری ہے۔ اگلا اقتباس ہماری اس تشریح کی دلیل ہے۔

(۱۷۰) مرزا قادیانی مجددِ زمانہ ہے

"مسیح کا وجود ہمیشہ قوم کے لیے فتنہ رہا ہے، کیونکہ مسیح کا آنا تاویل، پیدا ہونا تاویل، رہنا تاویل، لباس تاویل، کلام تاویل، اس لیے مسیح بہت ستائے گئے، نیز مسیح کے وجود کے ساتھ ہی غلو کا سامان بھی لگا ہوا ہے۔ یہی حال چودھویں صدی کے مجدد (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ہوا (کہ) جب انہوں نے مثیلِ عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تو وہی مصیبت ان کے لیے دامن گیر ہوگئی جو حضرت عیسیٰ کے لیے تھی۔" (ص:۲۱)

مطلب یہ ہے کہ "مسیح" ہر اعتبار سے ایک معمہ ہوتے ہیں، اس لیے لوگ ستاتے، الزام لگاتے اور بدنام کرتے ہیں، یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (نعوذ باللہ) حال تھا اور یہی حال ان کے مزعوم مجدد کا مسیحیت کے دعویٰ کی وجہ سے ہوا۔

(۱۷۱) یوم التلاق کا مطلب اللہ کے آنے کا دن

"یوم التلاق ملنے کا دن یعنی تمام انسان (انسانوں کے) اسلام میں داخل ہونے

کا دن، یا یہ کہو کہ اللہ ملنے کا دن، تمام انسانوں کے ملانے کے لیے اللہ آئے گا تو وہ دن اللہ کو پانے کا (دن) ہے۔" (ص:۲۳)

(۱۷۲) لفظِ مسلم کی من گھڑت تشریح

"مسلم سلامتی سے نکلا ہے، اپنی سلامتی کو خطرہ میں ڈال کر دوسرے کی سلامتی چاہنا، اس کا نام مسلم ہے۔" (ص:۲۳)

اسی طرح موصوف کی عربیت اور لغت دانی کا یہ کمال بھی قابلِ لحاظ ہے۔

"نزول" کے معنٰی منکشف ہوجانا یا کھل جانا، اظہار کرتے (ہوئے) آنا۔"

(ص:۱۱)

(۱۷۳) چن بسویشور تعلیمِ قرآن پر مامور ہے

"قرآن کریم پورا نور ہے، اس نور کو حاصل کر کے بانٹنے پڑھانے علمِ قرآن دینے مامور آتا ہے وہ آکر علم کے بعد قرآن کا حصول یعنی نورِ قرآن کریم پانا اس کے بعد دنیا کے انسانوں کو نور کی طرف لانے کی فکر میں لگ جانا۔" (ص:۲۴)

موصوف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ سترہ زبانوں کے ماہر تھے، مگر مادری زبان کا بھی جب یہ حال ہے کہ کیا کہنا چاہتے ہیں کسی کو سمجھ میں نہ آسکے تو بقیہ زبانوں کی مہارت کا کیا حال ہوگا؟ ؎ قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

(۱۷۴) چن بسویشور لوگوں کے نفسوں کا مالک ہے

"نفس کا مالک انسانِ کامل ہوتا ہے، جب تک اس کے ہاتھ پہ ہاتھ نہ دے وہ (نفس) پاک نہیں ہوسکتا، مامورِ وقت نفس کا مالک ہوتا ہے اس کے قول اور عمل میں، تزکیۂ نفس کے مالک (چن بسویشور) کو چھوڑ کر تمام دنیا کے انسانوں (مشائخ و مصلحین)

کو دیکھو، کیا کوئی تزکیۂ نفس والا آدمی ملتا ہے؟ ہرگز نہیں۔" (ص:۲۴)

کیسی تعلّی و برتری ہے، موصوف کو دنیا میں اپنے علاوہ کوئی کامل نظر ہی نہیں آتا اور چلو کسی اندھے کو مشائخ و مصلحین سے بھری تاریخِ اسلام میں کوئی شخصیت نظر نہ آ رہی ہوگی، تعجب تو ان ماننے والوں پر ہے جن کی آنکھیں بھی اس شخص کے فتنے سے چندھیائی گئی ہیں۔

(۱۷۵) چن بسویشور پر ایمان لانے والے ہی اللہ کے بندے ہیں

"ابلیس اور شیطان یہ سب مقامات (ہیں اور یہ مقامات) انسان ہی کے اندر ہیں، جس (مقام) کا غلبہ ہو اس لحاظ سے (اس انسان کو) نام دیا جاتا ہے، (جن کا) اللہ سے تعلق نہ ہو، روحانی تعلق نہ ہو وہ سب من دون اللہ (کہلاتے) ہیں، ان سے تعلق رکھنے والا مشرک ہے، جو انسان اللہ میں فنا ہو کر (چن بسویشوری کے دعوے کے ساتھ) کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہو (جا) نے والے ہی اللہ کے بندے ہیں (باقی سب مسلمان ابلیس اور شیطان ہیں) اللہ والے کے لباس میں بہت لوگ دِکھتے ہیں لیکن وہ اللہ والے نہیں (ہوتے)" (ص:۲۴، ۲۵)

وہ خود اور ان کے بھگت بھی ہندو اوتاروں کے موعود اور ہندوؤں کے منتظر ہونے کے باوجود اللہ والوں ہی کے لباس میں دکھتے ہیں تو یہ کیسے معلوم ہو کہ وہ اللہ والے ہی ہیں، شیطان والے دھوکہ باز نہیں ہیں؟

(۱۷۶) یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا کی غلط تطبیق

"اس (آیت) سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زمین میں کیا کیا ہے اس کی تحقیقات کرنا، یا یہ کہو کہ انسان اپنے قلب سے جو بات کسی اہم کام کی نکالتا ہے وہ وقتِ واحد میں دنیا میں پھیلے گی، اخباروں کی کثرت، حالات اور واقعات کا اخباروں کے ذریعہ سے معلوم

ہونا اسی زمانہ میں زیادہ ہے، (اس لیے وہ دن یہی زمانہ ہونا چاہئے)۔" (ص:۲۵)

سب کو معلوم ہے کہ زمین کی یہ کیفیت اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے بارے میں بیان کی ہے اور حقیقتاً زمین کا بولنا مراد ہے۔

(۱۷۷) مجذوب کی بڑ یا مجنوں کا راگ

یہ خطبۂ نکاح جسے ناشر نے علوم و معارف کا خزینہ قرار دے کر زیورِ طبع سے آراستہ کیا ہے، یوں تو پورا خطبہ ہی اردو زبان کی تباہی کی منھ بولتی تصویر، بے تکے بے ربط اور بے محل ہفوات کا مجموعہ ہے، لیکن اس کے اختتامی جملے بطورِ خاص قابلِ دید ہیں۔

"گھنٹہ میں اوم کی آواز ہے اس کو جھنکار کہتے ہیں، اونکار اور جھنکار یہ دو ملنے سے گھنٹے سے سوہم کی آواز نکلتی ہے۔" (ص:۲۵)

ظہورِ قدسی

سری چن بسویشور کے معتقدین میں ایک صوفی عبدالقادر نامی شخص بھی ہیں، یہ معلومات اور تحریری صلاحیت میں اپنے گرو سے بدرجہا بہتر ہیں، مگر گرو کے رنگ میں اس قدر رنگے ہوئے ہیں کہ اسی کی ملحدانہ ومشرکانہ لے میں لے ملا کر گفتگو کرتے ہیں، گویا گرو کے تمام دعاوی کو دلائل سے مدلل کرنے کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں، خواہ اس کے لیے اپنا دین وایمان بھی بیچ دینا پڑے۔ چنانچہ انہوں نے ایک کتاب بہ عنوان "تفسیر الآیات باستشہاد الکائنات" کے نام سے لکھی ہے، اس کا دوسرا نام "ظہورِ قدسی" بھی ہے، یہ صاحب اپنی معلومات بلکہ مزعومات پر اس قدر مغرور ہیں کہ کتاب وسنت کو سمجھنے کے واسطے منقول تفسیر وحدیث کے تمام متفق علیہ اصولوں کا خون کر کے اپنے اختراع ذہنی سے انتہائی جاہلانہ وجارحانہ اصول وضع کر لئے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ اس تصرف بے جا کے بغیر اپنی اور اپنے شیخ کے زیغ وضلال کی پردہ داری بلکہ ملمع سازی ان کے لیے ممکن بھی نہ تھی، ذیل میں اس جہالت وسفاکی کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱۷۸) مخاطبینِ قرآن کون ہیں؟

"قرآن حکیم انسان کے لیے اس کی فطرت کے مطابق تعلیم وتعمیل کا ایک عملی کورس اور جہد وکردار کا ربانی فارمولا ہے، جو اپنے حقائق التحقیقات اور صوادق التصدیقات کی سچی تفسیر اور حقیقی تعبیر قطعی اور یقینی طور پر اس طریق سے بیان کرتا ہے کہ طعن وسخر یہ کرنے

والوں کی خرافات اور عامہ مفسرین کی لغویات سب باطل ہوجاتی ہیں، قرآن کریم کی خطابت چار قسم کے لوگوں سے ہے۔ امی، عالم، فلسفی اور عارف۔" (ص:۱)

یہ صحیح ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات انسانی فطرت کے مطابق ہیں، لیکن قرآنِ کریم اگر اپنی تفسیر خود بیان کرتا اور اس کے لیے خارجی وسائل کی ضرورت نہ ہوتی تو نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت تھی، نہ مفسرین کی کوششوں کی حاجت تھی، نہ آنجناب کو پچھلی تفسیروں اور تفسیر کے متفق علیہ اصولوں کو لغو و باطل قرار دے کر نئے اصول وضع کرنے کی حاجت تھی، ایک طرف یہ دعویٰ کہ قرآن خود اپنی تفسیر بیان کرتا ہے اور اب تک کی تفسیریں گرو کے بقول "اُلّو وں کی منڈیاں" ہیں اور چیلے کے بقول "لغویات کا مجموعہ" ہیں، دوسری جانب یہ زعم کہ ہمارے علاوہ کوئی قرآن کو صحیح نہیں سمجھ سکتا عقل سے ورا ہے۔

(۱۷۹) قرآن سمجھنے کے لیے چار حق بیں آئینے

"اپنے مطالبِ عالیہ اور معارفِ روحانیہ کو کما حقہ دکھانے اور سمجھانے اور بروئے کار لانے کے لیے چار حق بیں آئینے مقرر کر کے ہر شخص کو دعوتِ عام دیتا ہے کہ جو بھی ان آئینوں کی خرد بیں چشم حق بیں پر لگا کر مقاصدِ قرآن کا مطالعہ کرے گا وہ مقامِ قرآن کو برائی العین دیکھ سکے گا۔ وہ چار آئینے ہیں: نقل، عقل، روحانیت اور مقتضائے وقت۔"

(ص:۱)

اگر قرآن کریم خود ہی فطرتِ انسانی کے مطابق اپنی تفسیر کرتا ہے تو یہ چار آئینوں کی خوردبین لگانے کی بھی کیا ضرورت ہے؟ کیا چشمِ حق بیں خود ہی اس تفسیر کو دیکھ نہیں سکتی؟ موصوف نے مخاطبین کے چار طبقے کئے ہیں اور ہر طبقہ کو ایک خوردبیں آئینہ دیا ہے، گویا جاہل نقلِ محض پر اکتفاء کرلے، عالم عقل سے مدد لے، عارف اپنی روحانیت سے تفسیر کرلے اور فلسفی مقتضائے کائنات یعنی سائنس اور فلسفہ کی روشنی میں قرآن کو سمجھ لے۔

ماشاءاللہ! علوم القرآن کے بڑے بڑے ماہرین گذرے ہیں مگر کسی نے تفسیر قرآن کے یہ چشمے نہیں لگائے، ہاں! ان لوگوں نے نقلِ معتبر، عقلِ سلیم، آثارِ صحابہ، اقوالِ تابعین، لغتِ عرب اور خود قرآن کریم کے سیاق وسباق، شانِ نزول وموقعِ ورود جیسے اسباب وذرائع کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کے عظیم کلام کی مرادوں تک پہونچنے کی سعی کی ہے، جب کہ اس سے زیادہ معتبر ذرائع کوئی اور ہو بھی نہیں سکتے۔ مگر چن بسویشور اور ان کے معتقدین کے دعاوی ومزعومات جن کی بناء مشرکوں کے اوہام وتخیلات پر ہے وہ ان معتبر ومتفق علیہ اصولِ تفسیر سے انحراف کئے بغیر چل نہیں سکتے۔

(۱۸۰) روحانیت اور مقتضائے وقت کی تعریف

نقل وعقل کی مدد سے قرآن کریم کو سمجھنے میں — بشرطیکہ نقلِ معتبر اور عقلِ سلیم ہو — کس کو اختلاف ہوسکتا ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ روحانیت اور مقتضائے وقت سے ان کی کیا مراد ہے؟ تو موصوف کے نزدیک آئینۂ روحانیت سے مراد صرف قلبِ سلیم نہیں بلکہ قلب کا عرشِ الٰہی کے قائم مقام ہوکر استواءِ رحمانی کے قابل ہونا ہے:

"ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب او القی السمع فهو شهید میں قلب سے وہ لطیفہ ربانی مراد ہے جو عرشِ الٰہی کے قائم مقام اللہ تعالیٰ کے استواء رحمانی کے قابل ہوتا ہے، لایسعنی ارضی ولاسمائی وبل یسعنی قلب المومن التقی، قلوب المومنین عرش اللّٰه تعالیٰ۔" (ص:۲)

مقتضائے وقت سے ان کی مراد یہ ہے کہ قرآن کریم جو مذکر بالکلام ہے کوئی وقت ایسا آتا ہے کہ وہ مذکر بالاجسام بن کر کسی شخصیت کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے، یعنی خدا تعالیٰ جب عالمِ الفاظ میں متجلی ہوتا ہے تب تو وہ قرآن کہلاتا ہے اور جب عالمِ اجسام میں متجلی ہوتا ہے تو اس وقت کسی جسم کا محتاج ہوتا ہے، چنانچہ پہلے ظہور میں اس نے حضرت محمد ﷺ کا روپ

اختیار کیا تھا اور دوسرے ظہور میں چن بسویشور کا روپ دھار لیا اور اس کے رفقاء انبیاء کے اجسام میں جلوہ فگن ہیں، تفصیل ذیل میں:

"زمانہ اپنی گردش سے ایسا وقت لے آتا ہے جس میں قرآن کریم ایک مذکر کی صورت میں مجسم ہو کر اس کی زبان کی نطق میں ناطق بنتا ہے هَـذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُمْ بِـالْـحَقِّ ۔.....وجود مطلقہ ہی مرتبہ حق وخلق میں اپنی ذات وصفات میں اسماء وافعال کی جہت سے ظہور فرما ہے، جب وہ اپنی ذات کے لحاظ سے ایک مرتبہ عالم الفاظ میں متجلی ہوا تو قرآن مقدس کی صورت میں سامنے آیا پس الروح ھو القراٰن قرآن ہی روح ہے جب یہ روح کامل عالم اجسام میں جلوہ نما ہونا چاہتی ہے تو حقیقت محمدیہ کی شان قدسی کا بحر مواج جوش میں آتا ہے اور ایک وجود کو لے کر عالم شہادت میں کھڑا ہو جاتا ہے۔اس وقت کو علامات سے پہچانا جاتا ہے، قرآن وحدیث میں اس وجود کے نشانات پوری وضاحت سے درج رہتے ہیں، مگر اسی کو نظر آتے ہیں جو تقاضائے وقت کے دیکھنے کی توفیق رکھتا ہو۔" (ص:۲)

اور وہ باتوفیق ہستی تقاضائے وقت ـــــ یا ابن الوقتی ـــــ کے نزدیک یا تو چن بسویشور ہے یا اس کے تربیت یافتہ مبلغین، چنانچہ فرماتے ہیں:

(۱۸۱) قرآن فہمی یا صحابہ کا کام تھا یا پھر چن بسویشور کا کام ہے

"صحابہ کرام میں یہ روح قرآن موجود تھی، اور یہ آئینے ان کی چشم بصیرت پر لگے رہتے تھے، خیر القرون کے بعد جب سے یہ روح اسلام گم ہوئی یہ آئینے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہر وہ گروہ جس کے پاس ان آئینوں کا ایک آدھ ٹکڑا تھا (اس نے) اسی سے قرآن کو دیکھا، اور اتنے ہی انداز پر تفسیر شروع کر دی، وہ اختلاف پیدا ہوا جس نے اصول کے امہات العقائد سے لے کر علم وعرفان کی ہر حقیقت کو مسخ کر کے رکھ دیا۔" (ص:۲)

جب کہ واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ ان الجھنوں میں پڑے ہی نہ تھے، ان کے سامنے اپنے نبی کی ہستی موجود تھی، ان کا سمعنا واطعنا سے زیادہ محبوب مشغلہ کچھ نہ تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ آئینے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے اور تابعین سے لے کر چن بسویشور سے پہلے تک کے علماء ان کے بچے کھچے ٹکڑوں سے الٹا سیدھا کام چلاتے رہے تو اب یہ آئینے صاحبِ موصوف کو کہاں سے دستیاب ہو گئے؟ اس کا جواب صاف ہے کہ ان کے مذہب میں جس طرح نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب کا دوبارہ ظہور ضروری ہے، قرآن کا بھی دوسری مرتبہ نزول ضروری ہے۔ اگلا پیراگراف ہمارے اس دعوے کی دلیل ہے۔

(۱۸۲) قرآن پہلے عرب میں نازل ہوا تھا اب دکن میں نازل ہوا ہے

"صحابہ کرام میں مجموعی طور پر روح قرآن موجود تھی، وہ ان آئینوں سے کام لیتے تھے، گو ہر فرد کے پاس علی حسب مراتب فہم و عرفان تھا، تاہم روح قرآن ان میں بدرجہ اتم موجود تھی، عرب کے دماغ فعال دماغ تھے، وہ محض تخییل کے بندے نہ تھے، اسی بناء پر روح قرآن نے (نزول قرآن کے لیے) ایسے ہی خطے کو چنا جہاں پر وہ عملی کام کے لوگ لے سکتا تھا، اور اب بھی اس نے اسی خطے کو چنا ہے جو گفتار سے زیادہ کردار کے مشاق ہیں۔" (ص:۳)

دیکھا آپ نے؟ کس طرح دکن کو عرب سے اور اپنی جماعت کو صحابہ کرام کی جماعت سے تطبیق دی جا رہی ہے، نیز باتوں باتوں میں قرآن کے آصف نگر میں دوسری مرتبہ نازل ہونے کا اعتقاد بھی ظاہر کر دیا گیا ہے!

(۱۸۳) فطرتِ الٰہی اور فطرتِ انسانی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں

تمام مفسرین اور محدثین پر یکلخت ہاتھ صاف کرنے اور ان سب کو ناقص العلم اور حقیقت ناآشنا قرار دینے کے بعد اپنی مزعومہ تحقیقات کے لیے میدان صاف دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو للکار رہے ہیں:

"آ ؤ! ناطق قرآن اور مصداق حدیث کو ظاہراً علی رؤس الاشہاد لباس مجاز میں ملبوس دیکھنے کے لیے ہم فطرتِ انسانی کا تجزیہ کریں اور اس کے داخلی اور خارجی پہلوؤں کا علی وجہ البصیرت مطالعہ کریں۔" (ص:۳)

اس کے بعد **فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا ، انہ لحق مثل ما انکم تنتطقون** جیسی آیات اور **الانسان سری وانا سرہ ، ان اللہ خلق اٰدم علی صورتہ** جیسی روایات کو بنیاد بتلا کر دعوی کیا ہے کہ فطرتِ الٰہیہ کو سمجھنے کے لیے فطرتِ انسانیہ کو سمجھنا ضروری ہے، اور اس کو سمجھانے کے لیے درج ذیل نقشہ بنایا ہے۔

اس گستاخانہ نقشہ کے ذریعہ جو باتیں سمجھانی چاہی ہیں وہ بعد کی بات ہے، خود یہ نقشہ اور اس میں صراحت کردہ تمام باتیں سراپا الحاد وزندقہ ہی نہیں عقلی دیوالیہ پن کا منھ بولتا ثبوت ہیں۔ پیشانی پر "ذات اللہ" لکھا ہے اور پیٹ کے نیچے دورانوں کے درمیان لفظ "اللہ" لکھا ہے۔ درمیان میں متعدد مقامات ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

(۱۸۴) فلسفۂ کائنات کے ذریعہ جو علم ہوگا وہی مثل قرآن ہوگا

مذکورہ بالا نقشے میں جو کچھ دکھایا گیا ہے اس کا حاصل بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"نفسیاتی وحدت وجودِ آدم سے قائم ہوئی ہے اور روحانی وحدت وجودِ محمد سے قائم ہوئی، پس یہی ایک جامع قانون اور دینِ قیم ہے جس پر ساری کائنات چل رہی ہے، اس میں کبھی تبدیلی نہیں آتی، اب آپ کو فلسفۂ کائنات سے علوم الٰہیات کی طرف عدول کرنا نہایت آسان ہوگیا ہے، آپ کے سامنے **لا تبدیل لخلق اللہ** موجود ہے، اب اپنے اجتہاد وفکر سے آپ جتنا بھی اس کے اندر زور لگائینگے اتنا ہی آپ کے سامنے فطرت اللہ کے حقائق روشن تر ہوجائینگے.....اس طریق سے جمع شدہ سامان (یا معلومات) کو آپ قرآن کے مضامین کے سامنے رکھینگے تو ایک حیرت انگیز نور بیز روحانیت آمیز

تفسیر قرآن اپنے سامنے رکھی ہوئی پائینگے، جس کو قرآن سے صرف لفظی امتیاز ہوگا، معنوی اتحاد اس درجہ حاصل ہوگا کہ احادیثِ صحیحہ گویا آپ کی زبان وقلم سے نکل رہی ہیں، اور قرآن آپ کی زبان سے بول رہا ہے اور قلم اس کو ضبطِ تحریر میں لا رہا ہے، پھر (اس جدید فلسفۂ کائنات کی مدد سے غور وفکر کے نتیجہ میں جو علم حاصل ہوگا) یہ وہی مجموعہ ہوگا جس کو حضور انور فرماتے ہیں اوتیت القرآن ومثلہ معہ۔ فلسفۂ کائنات سے تطبیق تام ہی آپ کو فلسفۂ الٰہیات کے مقاماتِ روحانیہ تک پہونچا سکتا ہے۔" (ص:۶،۷)

نبی کریم ﷺ کو کلام الٰہی کی تبیین کے لیے قرآن کے علاوہ جو علوم ربانیہ عطا ہوئے تھے جس کی آپ نے اپنے ارشادِ گرامی اوتیت القرآن ومثلہ معہ کے ذریعہ خبر دی ہے اور جس کو اہلِ اصول "وحی غیر متلو" سے تعبیر کرتے ہیں، موصوف کے نزدیک وہ علوم احادیثِ شریفہ میں محفوظ نہیں ہیں، بلکہ کائنات کے ذرّوں میں بکھرے اور چھپے ہوئے ہیں، یہ علوم اقتضائے کائنات کی خوردبیں لگائے بغیر نظر نہیں آسکتے، اور اگر کوئی قرآن کریم کی آیات کو کائنات کی مخلوقات پر فٹ کر کے دیکھے جیسا کہ صاحبِ موصوف کا عقیدہ وایمان ہے تو جو کچھ اس کی سمجھ میں آجائے اسی کا نام قرآن وحدیث ہے، خواہ وہ قرآن وحدیث کے صدفی صد خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے اس آئینہ خوردبیں — یا خود بینی — سے کیسے کیسے علوم وحقائق کا انکشاف ہوا آگے ملاحظہ فرمائیے۔

(۱۸۵) اللہ تعالیٰ، مرتبۂ غیب میں محمد ہی ہیں

"حضراتِ محققین صوفیاء توجہ فرمائیں کہ وہ ذات اللہ کو من حیث التعین کس مرتبہ میں دیکھتے ہیں؟..... کیا اسم "اللہ" کا مسمی وہ کنزِ مخفی ہے یا اس کا ظہورِ اوّل؟ محققین صوفیاء اس کے قائل ہیں کہ گنجِ مخفی نے احدیت سے نکل کر جو پہلا تعین حاصل کیا وہی تعین "ذات اللہ" سے معلوم ہوا، اور اسی کا اضافی نام "حقیقتِ محمدیہ" ہے، پھر اس نے اپنے

لیے اور مراتبِ نزول اختیار فرمائے، حتی کہ چھٹے مرتبہ شہادت میں وہی ''ذات اللہ''، ''محمد رسول اللہ'' کی صورت میں مشہود ہوگئی شاھد ومشھود، اب اگر مراتب واعتبارات واضافات کے آئینوں کو ملحوظ رکھا جائے تو ''محمد'' عبدہٗ ورسولہٗ ہیں، اور اگر ان کو بنظر کشفی ہٹا دیا جائے تو ''محمد'' ذات اللہ ہی کی حقیقت کا دوسرا اظہار ہے، اسی حقیقت کے پیش نظر حضرت اقدس درودِشان میں فرماتے ہیں: فی مرتبة الغیب ھو اللہ۔ (ص:۳۲)

(۱۸۶) جو فنافی الرسول ہے وہ سوا لاکھ انبیاء کا جامع ہے

''ایک کامل متبع فنافی الرسول کا مقام سوا لاکھ نبیوں اور اوتاروں کا جامع ہوتا ہے، (البتہ) باوجود اس کے اس کا نام نبی نہیں ہوتا، بلکہ فنافی الرسول، سلطان الاولیاء، غوثِ اعظم، قطب الاقطاب وغیرہ سے اسے پکارا جاتا ہے، اس لیے کہ اس کو نبی کہنے سے ایک تو نبوتِ تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے، دوسرا اس کو بلند وبرتر مقام سے نیچے گرانا ہے اور یہ دونوں کام راسخ العلم بالغ الفکر مسلمان نہیں کرسکتا۔'' (ص:۳۱)

(۱۸۷) جہاد، فلسفۂ کائنات کی روشنی میں

''جس طرح حیوانات کی ارتقاء یہ ہے کہ وہ انسان میں فنا ہوں بجز انسان کے ان کا کوئی ماویٰ وملجا نہیں، جس طرح انبیاء کی ارتقاء یہ ہے کہ وہ مسلمان میں آ کر فنا ہوں بجز مسلمان کے ان کے لیے کوئی اور وسیلہ کوئی ماویٰ وملجا نہیں ہے، جس طرح ماکول اللحم جانوروں کو ذبح کر کے کھا جانے سے ان کا جلدی ارتقاء ہوتا ہے اسی طرح کفار کو جہاد میں پکڑ کر مسلمان اپنے اندر جلدی سے ارتقاء میں لاتا ہے ..... بھیڑ بکری کو بالجبر پکڑ کر ذبح کرنا انسان کے نزدیک جرم نہیں بلکہ بھیڑ بکری کے ارتقاء کے لیے ضروری ہے، ایسا ہی کافر کو بالجبر پکڑ کر مسلمان کرنا اس کے ارتقاء میں لانے کا سامان ہے اور یہی مسئلۂ جہاد کی فلسفیانہ روحانیت ہے۔'' (ص:۸)

(۱۸۸) ختمِ نبوت، فلسفۂ کائنات کی روشنی میں

"جس طرح ایک انسان اپنے اندر لاکھوں حیوان رکھے ہوئے بھی اپنے کو صرف ایک حیوان کا نام دینا اپنی کھلی توہین اور حد درجہ کی نالائقی اور کمالِ سفاہت سمجھتا ہے، اسی طرح ایک مسلمان اپنے اندر لاکھوں انبیاء رکھتے ہوئے اپنے کو صرف ایک نبی کا نام دینا اپنی کھلی توہین اور حد درجہ کی نالائقی اور کمالِ سفاہت سمجھتا ہے، دیکھو! کائنات کے فلسفہ نے ہمیں کتنی غامض اور پیچیدہ مباحث سے سبکدوش کر دیا ہے۔" (ص:۹)

یعنی مدعیِ نبوت خاتم النبیین کے بعد دعوائے نبوت کی وجہ سے مردود نہیں ہوتا، محض اپنے آپ کی توہین کی وجہ سے مردود و مسترد ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ

(۱۸۹) ایک عالم تمام انبیاء کا مثیل ہوتا ہے

"میں یہاں پر خصوصیت کے ساتھ ان مولویوں کے ضعفِ دماغ کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں جو حدیث علماء امتی کی تضعیف کرتے ہیں اور ان کا بھی (رد کرنا چاہتا ہوں) جو ایک نبوت کا دعویٰ کر کے بیٹھے ہیں۔ حضور انور فرماتے ہیں کہ میری امت کے علماءِ ربانی تمام انبیاءِ بنی اسرائیل کے مثیل ہیں۔ ایک (نبی) کے نہیں بلکہ سب انبیاء کا مثیل مسلمانوں کا ایک عالم ہوتا ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم میں منعم علیہ گروہ انبیاء ہے، جس کے تمام مقامات کے حصول کی ایک مسلم درخواست کرتا ہے۔ اب مسلمانوں (میں) سے جو شخص ایک نبوت کا مدعی ہو کر اس بات کی آرزو کرے۔ ع وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے، تو گویا وہ سورج ہو کر یہ کہتا ہے ع دن نکل آیا ہے اب تارا پکاریں گے مجھے، یا انسان ہو کر یہ کہتا ہے ع ہوں میں حیوان ناطق اب گھوڑا پکاریں گے مجھے۔ بس ایسے مسلم کو (یعنی غلام احمد قادیانی کو کافر نہیں) معذور سمجھنا چاہیے۔.....

(ص:۱۰)

(۱۹۰) مسلمان، فلسفۂ کائنات کی روشنی میں

یہ مثال دیتے ہوئے کہ انسانوں کو ان میں موجود حیوانی صفت کے غلبہ کی وجہ سے اس نام سے موسوم کیا جاتا ہے، مثلاً بہادری غالب ہو تو شیر کہا جاتا ہے، بزدلی غالب ہو تو لومڑی کہا جاتا ہے، موصوف نے یہ بتلایا کہ

"اسی طرح مسلمان میں جس نبی کی صفت غالب ہوتی ہے اللہ کے نزدیک اس کو وہی نام دیا جاتا ہے، تاکہ اس نام سے وہ اسی قوم یا امت میں کام کرے جس میں اس نبی کی دعوت (یا اعادہ کا) انتظار ہے۔

کیا اسے معلوم نہیں کہ مسلمان کے کمالات کیا ہیں؟ بشنو از نی این سخنہائے بوالعجب، عیسیٰ و خضر و یونس از نوکران ما (یعنی انبیاء علیہم السلام ہمارے نوکر ہیں)

مسلمان جب روحانیات سے غافل ہوں گے تو ان کے مقاماتِ عالیہ بتلانے کے لیے مسیح آ کر کہے گا اے مسلمان! روحانیات میں تیرا پہلا قدم مسیح بننا ہے، اور آخری قدم سردارِ دوعالم ﷺ میں فنا ہونا ہے۔" (ص:۱۱)

پہلا قدم اگر مسیح بننا تھا تو آخری قدم سردارِ دوعالم ﷺ بننا ہونا چاہیے تھا، فلسفۂ کائنات اور ارتقاءِ روحانی کا تقاضہ یہی تھا، مگر موصوف جانتے ہیں کہ قوم اس مقام کے دعوے پر تو خاموش نہیں بیٹھے گی اس لیے دجل و تلبیس سے کام چلا لیا ہے، اور ہر جگہ ان لوگوں کا یہی حال ہے، لفظی التباس کو تقیہ کا پردہ بنا لیتے ہیں۔ خیر اس کے بعد موصوف نے صراحت کی ہے کہ یہ غالب صفت والا فلسفہ انہوں نے کائنات سے اخذ کیا ہے، اور اس قدر صحیح اخذ کیا ہے کہ نبی کی حدیث اس کی تائید کر رہی ہے۔ پھر "کنز العمال" کی ایک روایت بے جوڑ طریقے پر پیش کی ہے اور اس کی روایتی و درایتی صحت کے لیے بھی اپنی وہی کائناتی تحقیق کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے بعد محدثین کے متفق علیہ اصولوں کے مقابلے میں اپنے خانہ زاد منفرد اصول کی اہمیت بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱۹۱) صحتِ حدیث کا معیار "فلسفہ کائنات" ہے

"مذکورہ بالا حدیث کی صحت کا ہمارے پاس کتنا عمدہ معیار ہے کہ پہلے ہم نے فلسفہ کائنات سے ایک صغریٰ قائم کیا اور اس کو فطرت انسان میں لے جا کر کبریٰ بنا دیا، نتیجہ ایک لاتبدیل قانون روحانی کے رنگ میں نکل آیا، فرض کیجئے حدیث مذکورہ کا ہمیں کچھ بھی علم نہ تھا لیکن واہ رے فلسفہ کائنات تیری وجہ سے سچ مچ ایک حدیث کا متن بمعہ اس کی صحت کے ہمیں مل گیا، ہمارے پاس اس سے بڑھ کر معیار صحت حدیث کیا ہوگا کہ ہم کلیات قرآنیہ کو فلسفہ کائنات سے تطبیق دے کر ایک نتیجہ نکالتے ہیں، نتیجے میں دیکھتے ہیں تو حدیث سامنے آتی ہے ہمارا استنتاج اور سردارِ دوعالم ﷺ کا استنتاج ایک ہو جاتا ہے، پس یہی ایک طریق ہے جس سے ہم رسول اللہ کی زبان بن سکتے ہیں اور قرآن حدیث کی تفسیر کر سکتے ہیں، اب اگر کوئی محدث یا فقیہ اس نوع کی احادیث کو ضعیف یا غریب یا زیادہ سے زیادہ موضوع بھی قرار دے تو فلسفہ کائنات اس کے مقابل خم ٹھونک کر کھڑا ہو جاتا ہے اور بھاگ نکلنے کے تمام راستے بند کرتا ہوا کہتا ہے: **لا تنفذون الا بسلطان۔**"

(ص:۱۲)

فلسفۂ کائنات کا سارا مکر و دجل دراصل دل میں چھپے اس چور کا پتہ دیتا ہے کہ جب تک کتاب وسنت سے اخذ واستنباط کے ماثور اور اجماعی طریقے سے جان نہیں چھڑائی جائے گی اپنے مزعومات اور اباطیل کو دینی رنگ چڑھایا نہیں جا سکتا، کسی جاہل سے جاہل مسلمان کو بہکایا نہیں جا سکتا، اور عجیب بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ "مسلمانوں میں ہمارا کوئی دعویٰ نہیں"، مسلمانوں کے ماننے نہ ماننے سے کوئی مطلب نہیں، وہ صرف ہندوؤں کو مسلمان بنانے ظاہر ہوئے ہیں مگر یہ ایڑی چوٹی کا زور صرف مسلمانوں کو پھنسانے میں لگا رہے ہیں۔

(۱۹۲) فہمِ قرآن کا معیار بھی ''فلسفہ کائنات'' ہے

''ہم محض نقل وعقل پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ روحانیات میں جا کر پھر مقتضائے وقت کو دیکھتے ہیں، ہماری تفسیر ہماری ہر حرکت ہے، ہم مجسم قرآن ہیں، ہم زمانہ میں قرآن کی عملی اور کرداری تفسیر ہیں، قرآن محض عمل ہے عمل سے اس کی تفسیر کھلتی ہے۔'' (ص:۲۲)

(۱۹۳) مفسرین کرام، چن بسویشور کی نظر میں

''دماغی عیاش اور غیر مزکی لوگ قرآن کی تفسیر نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے مزعومات وتخیلات کی تفسیر کرتے ہیں، بجائے استخراج عن القرآن کے استدخلال فی القرآن کرتے ہیں۔ قرآن جس کو انتہائی تنزل کہتا ہے ان لوگوں کے لیے وہ انتہائی ترقی ہے، قرآن کے نزدیک جو سامان ہلاکت وتباہی ہے، ان کے نزدیک وہی سامان ارتقا ہے، قرآن جس کو تاریکی اور ظلمت قرار دیتا ہے، ان کے نزدیک وہی روشنی اور طلعت ہے، قرآن کے نزدیک جو سامان دوزخ ہے، ان کے نزدیک وہ جنت ہے، پس یہ لوگ اپنے مفتون دماغوں سے دجال کے ہمنوا بن گئے ہیں، دجال کی ہر ادا ان کے نزدیک محمود ہے، بھلا ایسے لوگوں سے اللہ اپنا کام کیا لے گا؟'' (ایضاً ص:۲۲)

مطلب یہ ہے کہ گذشتہ مفسرین نے سلف سے خلف تک جو ماثور ومسنون تفسیریں کی ہیں وہ سب تنزل اور پستی کی باتیں ہیں اس کے برخلاف ان نام نہاد ماہرینِ قرآن نے فلسفۂ کائنات کے حوالہ سے جو بکواس اور ہذیان بکا ہے وہ عین مرادِ خداوندی ہے۔ **فیا للاسف!**

(۱۹۴) کائنات کی تصدیق کے بعد محدثین کی توثیق کی ضرورت نہیں

ایک اور روایت ——— جس میں ان کے زعم کے مطابق چن بسویشور کی علامت پائی

جاتی ہے لیکن وہ محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہے ـــــ نقل کر کے کائنات کی روشنی میں چن بسویشور کے وجود پر اس کے صحیح فٹ ہو جانے کا دعویٰ کرتے ہوئے موصوف کا قلم پورے جاہ وجلال کے ساتھ اس طرح سرپٹ دوڑ رہا ہے:

"اسی طرح ایک حدیث میں جو ابوامامہ باہلی سے مروی ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان چار جنگیں ہونگی، جو سات سال تک چلیں گی، چوتھی جنگ ایک شخص کے ہاتھ پر جو آلِ ہارون سے ہوگا ختم ہوگی۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ان ایام میں امام الناس کون ہوگا؟ تو جواباً حضورؐ نے فرمایا: رجل من امتی میری امت سے ایک مرد جس کے اوپر دو کپڑے گیرو رنگ کے ہونگے، ثیابان قطرانیتان اس کے دائیں رخسار پر ایک سیاہ خال ہوگا، بنی اسرائیل کے راہبوں سادھوں کی طرح ہوگا، زمین سے خزائن نکالے گا، مشرکین کے شہروں کو فتح کرے گا وغیرہ۔ اس حدیث کی عملی تصدیق ہمیں کائنات پیش کر رہی ہے اور ایک وجود انہی نشانات کے ساتھ کھڑا ہے جس کو غیر اقوام اپنی اپنی اصطلاح میں چن بسویشور، ایشور، اوتار، کلکی اوتار، یوسفِ موعود، مسیح جلالی کے ناموں سے پکارتی ہیں، لیکن ہمارے محدث یا مفتی یہ کہتے ہیں کہ یہ روایت بخاری ومسلم کی نہیں کسی معتبر ناقدِ فن نے اس کی تخریج وتصویب نہیں فرمائی لہٰذا قابل قبول نہیں، یہ عذرِ لنگ ایسا بھدا ہے کہ لنگائت بھی قبول نہیں کرتے۔ کیا وضعی یا منکر ومتروک حدیث کے سچا کرنے کی خدا کو کیا ضرورت ہے؟ اور یا پھر اللہ کو ان ناقدین کے ساتھ کوئی کد ہے کہ وہ تو حدیث کو نا قابل قبول قرار دیتے ہیں لیکن خالقِ کائنات اس کی توثیق وتائید اس زور سے کرتا ہے نظامِ شمسی اس کی صحت کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان وہمی اور خیالی مولویوں کی تردید کا کائنات کے اللہ کو خاص اہتمام ہے۔ تعجب ہے جس حدیث کو یہ لوگ نا قابلِ عمل اور غیر معروف کتاب کی حدیث قرار دیتے ہیں کائنات اپنی مشہور کتاب فطرت میں اسی کی تائید کر رہی ہے۔" (ص:۱۴)

(۱۹۵) اللہ بادلوں کے سایہ میں آ گیا ہے

چن بسویشور کے دورۂ بیدر میں کسی مقام پر ہندوؤں کی طرف سے ان کا خاص استقبال ہوا تھا اور اتفاق سے بارش بھی ہوگئی تھی، اس کو کسی روایت کے ایک جزو سے جوڑ کر یہ نتیجہ نکالا کہ چن بسویشور بارش کا حکمران ہے، اور بارش ہوجانے کو اس کے محکمہ والوں کی طرف سے اپنے آفسر کا استقبال قرار دیتے ہوئے کائناتی اور واقعاتی استشہاد کے اپنے اصول پر درج ذیل تقریر کرتے ہیں:

"اسی طرح اس وجود کی سب سے بڑی اور امتیازی علامت یہ ہوگی کہ اس کے نقل مقام سے اللہ تعالیٰ ۲۴ گھنٹے کے اندر آسمان سے بارش نازل فرمائے گا، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **ینزل اللہ عز وجل لہ القطر من السماء** الحدیث دعاؤں سے بارش آنا تو تقریباً سب مذہبی لوگوں کو مسلم ہوگا، لیکن حدیث کے الفاظ لہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے وجود کی کشش ہی بارش لائے گی، گویا اُس کا وجود مقدس نظام بارش کا حکمران ہوگا کہ جب وہ کہیں ایک شہر سے سے دوسرے شہر میں منتقل ہوگا تو بارش کا فرشتہ اُس کے استقبال کے لیے بارانِ رحمت سے چھڑکاؤ کرے گا اور اس کی راہ میں رعد و برق کا فرشتہ سر جبین نیاز جھکا کر محبت کے آنسو ٹپکائے گا۔ پس ایک دنیا کے فلسفیو! آؤ اور حضرت مولانا کے اس بدیہی اعجاز کا راز بتاؤ، سائنس دانوں تمہارے لیے نوبل پرائز لینے کا بہترین موقعہ ہے، آؤ اس نزول بارش کی علتِ مادّی کو تلاش کرو، نیچریو! ادھر تو آؤ! اس مافوق العادت انسان کے کمالات کو دیکھ کر اپنی عقل وفکر پر نظر ثانی کرو! اے علماءِ شریعت اور پیرانِ طریقت اٹھو! یہ ہنگامِ بشارت ہے: **یاتی اللہ فی ظلل من الغمام** اللہ بادلوں کے سایہ میں آچکا ہے، آؤ ہم سب مل کر ایک بار اس جہنم کدہ دنیا کی متعفن اور بدبودار تہذیب کو بارانِ رشد و ہدایت سے دھو کر کم از کم ہندوستان کو جنت نشان بنادیں۔ ایسا وجود ہزاروں سال بعد پیدا ہوتا ہے۔" (ص:۱۴، ۱۵)

(۱۹۶) چن بسویشور نورِ محمدی ہے، مہدی اس کے گھر پانی بھرتے ہیں

موصوف کے فلسفۂ کائنات کے مطابق تمام مسلمان بالقوۃ مہدی اور نبی ہوتے ہیں، لیکن کوئی کوئی مسلمان بالفعل بھی ہو جاتا ہے، مسلمانوں کو اس کی خبر نہیں ہوتی، چن بسویشور کو اس مقام کی خبر ہوگئی، اس لیے وہ سب کو ان کا مقام بتانے کے لیے کھڑا ہو گیا، مگر عجب بات یہ ہے کہ اس کے باوجود مسلمان تو اپنے ہی مقام پر رہ گئے اور چن بسویشور مہدی کے مقام سے بلکہ نبیوں کے مقام سے آگے گذر کر نورِ محمدی کی حقیقت بن گیا اور اسی پر ہوس پوری نہ ہوئی تو اور آگے بڑھ گیا، ذیل کی جاہلانہ وملحدانہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"بالقوۃ ہر مسلمان مہدی ہے، ایک فنا فی الرسول قطب الاقطاب فردِ یگانہ سرآمدِ روزگار، فردِ وحید جو زمانے کی قسمت کو پلٹ کر سردارِ دو عالم ﷺ کے قدموں میں لا ڈالتا ہے: **یحشر الناس علی قدمی** وہ سردارِ آخرین ہے، حقیقتِ محمدیہ کی بعثتِ ثانیہ ہے، وہ مہدی کا دعویٰ لے کر کیا کرے گا، وہ مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا مقام بتانے کے لیے آئینۂ مسلم اور شاہد بن کر آیا ہے، وہ اپنے عمل اور مقام سے بالفعل بتا رہا ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان اسی مقام کا مالک ہے، مگر کسی کو اپنے مقام کی خبر ہوگئی ہے وہ بالعمل اپنے مسلمان بھائیوں کو ان کا اصلی مقام بتانے کے لیے کھڑا ہے، مہدی اس کے گھر میں پانی بھرتے ہیں، وہ ایک نگاہِ جلال میں باذن اللہ مقدرات کو پلٹ دیتا ہے۔ ع نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ یہ وہی **نور السموت والارض** کی مصباحِ محمدی ہے جو مشکوٰۃ اوّلین میں زجاجہ صدیق کے اندر کوکب دری کی طرح چمکتی ہوئی شمعِ رسالت وآتشینِ شریعت ہاتھ میں لے کر پہلی مرتبہ حجاز عرب میں ضیا پاشی کرتی ہوئی ایک عالم کو صبغۃ اللہ میں رنگ گئی۔ اب اعادہ میں وہی نور السموت والارض کی مصباحِ محمدی ہے جو مشکوٰۃِ آخرین میں زجاجہ صدیقیت کے اندر کوکب دری کی طرح چمکتی ہوئی شمعِ ہدایت وعلمِ جہاد کو ہاتھ میں لے کر دوسری مرتبہ ہندوستان میں برق پاشی کرتی ہوئی ایک جہاں کو صبغۃ اللہ میں رنگ دے گی۔ اسی طرح ہر تیرہ سو سال کے بعد یہی نورِ محمدی زجاجہ

صدیقیت میں چمکتا ہوا نوعِ انسان کو ماسوااللہ کے ظلمات سے نکال کر اپنے اندر لے کر صبغۃ اللہ کا رنگ چڑھاتا رہے گا، مگر ہر مرتبہ ٹائپ وہی رہے گا جو پہلی مرتبہ مصباحِ محمدی کی صورت میں ظاہر ہوا، اسوۂ حسنہ اسی کا چلے گا۔" (ص:۱۵،۱۶)

(۱۹۷) مفسرین ومحدثین کی توہین وتنقیص

جو لوگ کل انبیاء علیہم السلام کو اپنی ذات میں ضم کر لینے کے مدعی ہیں اور مہدی سے اپنے گرو کے گھر پانی بھرواتے ہیں وہ علماءِ اسلام کو کیا سمجھیں گے۔ مفسرینِ عظام اور محدثینِ کرام کے بارے میں موصوف کے رکیک تبصرے ملاحظہ فرمائیں:

"طبعی طور پر ہر شخص وہی بات قبول کرتا ہے جو اس کے مذاقِ طبع کے موافق ہو، محدثین میں اکثر ایرانی نسل کے لوگ گذرے ہیں، اس لیے ہر شخص نے اپنے سابقہ رجحاناتِ قلبی کو جو غیر شعوری رنگ میں لوحِ فطرت میں ثبت ہوتے ہیں ترجیح دے کر وہی روایتیں قبول کیں جو ان کے فہم وافتادِ طبیعت کے موافق تھیں جیسے تفسیر قرآن میں کعب احبار وہب بن منبہ ایسے لوگ جو یہودیوں عیسائیوں سے نکل کر اسلام میں گھس آئے تھے وہی اپنے اسرائیلی دماغ کو تفسیر قرآن میں بھی استعمال کرتے رہے، تفسیروں میں ایسا مواد بھر دیا کہ اگر ہمارے پاس تفسیر قرآن کے لیے فلسفۂ کائنات نہ ہوتا تو رطب ویابس میں تمیز کرنا یقیناً محال تھا۔" (ص:۱۶)

(۱۹۸) تفسیروں اور حدیثوں کا ذخیرہ چھاٹنا پڑے گا

ایک ہزار سال کے بعد آخرین کی اس جماعت کو ضرورت پیش آئی ہے کہ کتاب وسنت کو نئے سرے سے مرتب کیا جائے اور ان کی جدید تشریح فلسفۂ کائنات کے مطابق کی جائے، اور کیوں نہ پیش آتی؟ یہ ہر باطل کی ضرورت ہے کہ وہ سلفِ صالحین کے علم پر سے اعتماد اٹھا کر ایک نیا فلسفۂ اسلام پیش کرے۔

"روایات کی جمع وترتیب میں اس امر کا لحاظ رکھنا اشد ضروریاتِ دین سے تھا کہ وہ اصل روحِ اسلام سے نہ ٹکرائیں اور بجائے ہدایت افشانی کے ضلالت آفرینی کا موجب نہ ہوں، فطرتِ انسانی جو فطرت اللہ کا عین ظل ہے کی مطابقت ہی دعوتِ قرآن کا منشاء ہے۔ حاطب اللیل کی طرح روایات کو جمع کرنا ظنی واجتہادی قیاسی واستقرائی قواعد سے ان کو رداً وقبولاً اختیار کرنا ایک محقق صاحبِ بصیرت کے لیے کیونکر باعثِ فخر ہوسکتا ہے، بلکہ عنداللہ وعندالرسول قابلِ مواخذہ ہے۔ آئندہ تمام دفاتر حدیث اور ذخائر تفسیر فلسفۂ کائنات کے مطابق کئے جائینگے اور ہر غیر فطری اور غیر روحانی چیز سے ان کو پاک کردیا جائے گا۔ یقیناً مردِ مومن کو جو اللہ میں فنا ہوکر کام کرنے لگتا ہے کسی حدیث وتفسیر کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ حدیثیں اور تفسیریں اُس کو خود تلاش کرتی ہیں اس کا ہر فعل تفسیر اور ہر قول حدیث ہوجاتا ہے۔" (ص:۱۷)

(۱۹۹) چن بسویشور کے نزدیک تفسیریں اُلّوؤں کا بازار ہیں

تفاسیر قرآن کے عظیم ذخائر میں جو بعض اسرائیلی روایات آگئی ہیں جن میں سے اکثر تحقیقاً لائی گئی ہیں یا پھر جمع روایات کے طور پر ضمناً منقول ہوگئی ہیں، جن کی تردید محققین فنی بنیادوں اور اصولِ موضوعہ کی روشنی میں کرچکے ہیں، ان میں سے دوچار روایات کی مثال دے کر موصوف نے سوال اٹھایا ہے کہ ان کی فلسفۂ کائنات سے کیسے تطبیق ہوسکتی ہے؟ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

"یہ اور اس قسم کی ہزاروں ہفوات کتبِ تفسیر وحدیث میں داخل ہیں جن کا سر ہے نہ پیر، بقول مولانا اقدس مذہب کیا ہے الّوؤں کا بازار، تفسیریں کیا ہیں الّوؤں کی منڈیاں" (دیکھئے:۱۸،۱۹)

(۲۰۰) چن بسویشوری اصولِ حدیث وتفسیر کے پابند نہیں

جب محدثین ومفسرین سب الّو فروش اور ایرانی واسرائیلی جراثیم سے متاثر قرار دید

ئے گئے تو اب راہ ہموار ہوگئی کہ علم وعرفان کے میدان میں خود کود پڑیں، چنانچہ "مسلمانوں میں دعوے کو زندیقی کہنے والے" ان بلند باگ دعوؤں کے ساتھ بقول خود زندیق بن کر حاضر ہیں، ملاحظہ ہو:

''میں نے اس کتاب امام الجہاد میں ہر اُس حدیث یا روایت یا قول کو نقل کیا ہے جو فلسفہ کائنات سے تطبیق تام کھاتا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ بخاری میں ہے یا نہیں، کسی محدث نے اس کی توثیق کی ہے یا نہیں، حنفیوں کی مستند کتابوں میں ہے یا شیعوں کی، وہابیوں کے نزدیک مسلم ہے یا مہدویوں کے نزدیک، یا وہ حدیث کی ۲۶/اقسام کی کس قسم میں داخل ہے۔ ہم موقوف ومرسل کو رجال واقوال سے نہیں بلکہ کائنات سے پرکھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک معلق، معنعن، مضطرب ومدرج وغیرہ اگر فلسفۂ کائنات سے تطبیق کھاتی ہیں تو وہ صحیح مرفوع متصل کے مرتبے کی حدیثیں ہیں۔ محدثین ائمہ فن نے جس نکتہ نگاہ سے راویوں کو دیکھا ہے وہ ظنی وقیاسی ہے اس لیے روایات ظنی الثبوت کہلاتی ہیں۔ ہمارے نزدیک جو روایت فلسفۂ کائنات سے تطبیق تام کھاتی ہے وہ دراصل قطعی الثبوت قطعی الدلالت اور مثل قرآن کے قطعی ہے۔'' (ص:۲۱)

(۲۰۱) ہم کائنات کے مالک اور روحانیات کے وارث ہیں

"ہم ہر چیز کو بالحق کے آئینہ میں دیکھتے ہیں، ہمارے پاس ظن وتخمین، ریب ومنون کو کہیں ٹھکانا نہیں، ہم قطعی اور یقینی ہیں، ہمارا دین دینِ حق ہے، ہمارا فلسفہ بالحق فلسفہ ہے، ہمارے اصول موضوعہ فطری ہیں، ہم کائنات کے مالک اور روحانیات کے وارث ہیں، ہم اپنے عمل وکردار سے قرآن حدیث کی تفسیر کرتے ہیں، ہم ہی آج چشمۂ روحانیات ہیں، ہم براہِ راست سردارِ دو عالمؐ کے ہاتھ سے حوضِ کوثر کا آبِ حیات پیا ہے، کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن کو جس کتاب میں دیکھتے ہیں لے لیتے ہیں، مشکوٰۃِ نبوی سے نکلے ہوئے انوار خواہ ائمہ صحاح کی اجتہادی اور تحقیقی نظر میں منکر ہی کیوں نہ ہوں، ابن جوزی اور ملا علی قاری اس کو موضوعات میں شمار کرتے ہوں، ہم اس کلام کو میزانِ فطرت پر

تولتے ہیں، کلام کی اپنے معنوں پر دلالت مطابقی ہو تضمنی یا التزامی، کائنات میں اس کی نظیر ملتی ہوں، روحانیات میں اس کا اصل ہونا معلوم ہوجائے تو وہ کلام درحقیقت حدیثِ نبوی ہے شرح قرآن ہے۔" (ص:۲۱)

(۲۰۲) چن بسویشور سے پہلے تمام علماء روحِ اسلام سے بے خبر تھے

چن بسویشور کے مذہب میں "فیجِ اعوج" ایک اصطلاح ہے جس کا اطلاق چودھویں صدی اسلامی سے تیرھویں صدی تک کے ایک ہزار برس پر ہوتا ہے، ان کا ماننا ہے کہ اس دور میں کسی کو دین کا صحیح علم نہیں تھا، اپنی اپنی عقلوں سے انہوں نے جو دین کا کام کیا وہ محض فرقہ بندی تھی، اسلام نہیں تھا، اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ کا اس دور سے کوئی تعلق نہیں ہے، ذیل کی عبارت میں قدیم وجدید تمام فرقہائے اسلامیہ اور اکابر علماءِ کرام پر ان کی برہمی کا اظہار ہورہا ہے۔

"فیجِ اعوج کے لوگ خواہ وہ مجدد ہوں یا محدث، شیخ الحدیث ہوں یا شیخ الہند، امام ہوں یا لیڈر، مہدی ہوں یا قائد، روحِ اسلام سے کیونکر مالا مال ہوسکتے ہیں، جن کو فروعات سے فرصت نہ ملی ہو، جو مسلمانوں کو کافر بناتے رہے، اور ان کی عزت وآبرو کا خون جائز سمجھتے رہے، حنفیوں شافعیوں کے خون آشان ہنگامے، اشعریوں ومعتزلہ کی باہمی یلغار، بریلویوں اور وہابیوں کی رسہ کشی، شیعہ سنی کی عداوت کس سے پوشیدہ ہے؟ ملتِ اسلامیہ کی خونین تاریخ اپنے ہر ورق پر لالہ زار ہنگامہ ہائے کشت وخون کے بے شمار مرقعات پیش کرتی ہے، اب ذرا امتِ مرحومہ پر رحم کھانے کا وقت ہے، آپس کے سیاسی ومذہبی ہنگاموں سے فرصت پاکر غیروں کے حملوں کو ذرا نگاہ اٹھا کر دیکھو۔" (ص:۲۲)

یعنی ہزار برس سے علماء بس آپس ہی میں لڑ جھگڑتے رہے، دین وملت کا کوئی دفاع ان سے نہ ہوسکا، اب چن بسویشور صاحب وجود میں آئے تو ملت کا صحیح درد اور غیروں کے حملوں کا احساس پیدا ہوا۔

(۲۰۳) حق کی شانِ قدسی چن بسویشور کی صورت میں آ گئی ہے

"پس اے مسلمانو! ہندوٴ! سکھو! لنگائیو! مسیحیو! خوش ہو جاؤ حق کی شانِ قدسی، چن بسویشور، کلکی اوتار، امام الزمان، مسیحِ جلالی کی صورت میں، امن شانتی، اسلام کو پھر سے زندۂ جاوید کرنے کے لیے، اپنی قدیم سنت پر ظاہر ہو چکی ہے، جو امام الجہاد کے نام سے کفرستانِ ہند میں رعد و برق بن کر برسے گی، اور اس زور سے بارانِ رحمت نزول فرمائے گا کہ حقیقتِ مذہب پر جو عقل و فطرت کے خلاف پردے پڑے ہیں نوکِ سیف سے ان کو اٹھایا جائے گا اور اللہ اپنے کمال جلال و جمال کے ساتھ نزول اجلال فرمائے گا زمین بقعہ نور بنے گی، کفر و اسلام میں آخری معرکۃ الآراء فیصلہ ہوگا، کم از کم ایک ہزار سال تک ماہرین سیاست سوچتے رہیں گے اللہ فقراء سے اٹھ کر بے سروسامانی کی حالت میں کیونکر اور کیسے غلبہ حاصل کر گیا۔" (ص:۲۳،۲۴)

کلکی اوتار کا بروز

چن بسویشور کے بھگتوں میں ایک سید سراج الدین نامی شخص نرسہنیو ہ اوتار کا خطاب رکھتے ہیں، انہوں نے اپنے گرو چن بسویشور کے بارے میں اپنے عقیدے کو ـــــ کہ وہ نبیؐ کا بروز یا بعثتِ ثانی ہے ـــــ حق بجانب قرار دینے کے واسطے تیلگو اوتاروں کے اقوال کی روشنی میں ایک رسالہ بنام "کلکی اوتار کا بروز" لکھا ہے جس کا آغاز ان سطروں سے ہوتا ہے:

(۲۰۴) چن بسویشور حضرت محمدؐ کا دوسرا ظہور ہے

"عالمِ روحانیات میں وحدت (ادویت) یعنی جامعیت رب العالمین (ایشور) کے مظہر رحمۃ للعالمین حضور سرورِ عالم ﷺ (جگت گرو) میں نظر آتی ہے۔ یہی ایک وجود ہے جو ظاہر اور باطن دونوں کی یکساں ربوبیت (پری پالن) کرنے والا ہے، اس وجود کو ہادیانِ ہند نے اپنی اپنی زبانوں میں مختلف ناموں کے ساتھ پکار کر کلکی اوتار کا دوسرا ظہور ہندوستان میں دکن کے اندر بتلایا ہے، جس کو بعثتِ ثانی یا مقام فنافی الرسول کہتے ہیں۔ .....اور آسمانوں میں یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ ہندوستان جنت نشان ہو کر رہے گا اور ہمیشہ کے جھگڑے مٹ جائینگے۔

اس کام کی تکمیل کے لیے حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ کھڑے ہیں، آپ ہی کا ایک وجود ہے جو تمام پیش گوئیوں کا مصداق ہے۔ ہم نے اس کی صداقت کے ثبوت میں پانچ ہزار روپئے کا انعام رکھ چھوڑا ہے کہ جھوٹ ثابت کرنے

والا (اس) انعام کا مستحق ہوگا۔" (ص:۱)

ہادیانِ ہند یعنی ہندو اوتاروں نے آپ ﷺ کی شخصیت کو اپنی اپنی زبانوں میں مختلف ناموں سے موسوم اور مختلف صفات سے متصف کیا ہے، تیلگو علاقے کے اوتاروں نے آپؐ کو کلکی اوتار کے نام سے موسوم کیا ہے، اور یہ بھی بتلایا ہے کہ کلکی اوتار کا دوسرا ظہور جنوبی ہندوستان کے علاقۂ حیدرآباد دکن میں ہوگا، اس دوسرے ظہور کا نام آپ ﷺ کی ''بعثتِ ثانی'' یا ''بروز'' ہے۔ ''فنافی الرسول'' کی تعبیر ان کی خانہ زاد ہے۔ سراج صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ بعثتِ ثانیہ ان کے گرو چن بسویشور کے علاوہ کسی اور میں ہو ہی نہیں سکتی، اگر کوئی غلط ثابت کردے تو پانچ ہزار کا انعام ہے۔

صرفِ نظر اس کے کہ ان پیشین گوئیوں کا مصداق کون ہے؟ خود ان پیش گوئیوں کی حقیقت وحیثیت مشکوک ومشتبہ ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کے دین کے قیامت تک زندہ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تبلیغ وتذکیر اور دعوت کا نظام ایسا مستحکم بنادیا ہے کہ یہ دین ہمیشہ زندہ وتابندہ ہے، اس کے لیے آپؐ کی بعثتِ ثانیہ یا بروز وظہور کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(۲۰۵) چن بسویشور ملکوتی جسم چھوڑ کر انسانی جسم میں آیا ہے

"کل کلجگ بڑے پاپ کا جگ ہے، اس وجہ سے ہم ملکوتی جسم کے بجائے جسمِ انسانی لے کر مقدس مقامات (خاندان) میں ظاہر ہوکر دشٹوں کا ناش کر کے نیکوں کا پری پالن کرینگے۔"

مذکورہ بالا ہندوانی پیشینگوئی نقل کرنے کے بعد چن بسویشور پر اس کا انطباق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"زمین پر گناہوں کی کثرت سے دیندار چن بسویشور کو دنیا کی اصلاح کا جذبہ پیدا ہوگا، اس کی زبان سے مکالمۂ الٰہیہ جاری ہوگا۔" (ص:۵،۶)

(۲۰۶) چن بسویشور کی وجہ سے طاغوتی نظام درہم برہم ہوگیا

"بیسوی صدی عیسوی میں حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ بصورتِ اوتار ظاہر ہوکر اس پیشینگوئی کا مصداق بنے ہیں، آپ ہی کے ظہور کی وجہ موجودہ طاغوتی نظامِ عالم درہم برہم ہورہا ہے۔" (ص:۶)

(۲۰۷) چن بسویشور عالمِ غیب سے عالمِ شہادت میں نمودار ہوا ہے

"اس وقت حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ کو اللہ تعالیٰ نے بشارت کے ساتھ زمین وآسمان کے نشانات دے کر دینِ اسلام کو ادیانِ عالم پر غالب کرکے امن قائم کرنے کے لیے کھڑا کیا ہے، آپ مقام فنافی الرسول میں اللہ کا مظہر بن کر کام کررہے ہیں آپ ہی کے وجود سے طاغوتی نظامِ عالم درہم برہم ہورہا ہے، تاکہ پھر دنیا دارالامن بن جائے۔ (جب کبھی دنیا کے حالات خراب ہوئے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اپنی سنتِ قدیمہ پر ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہا ہے اور (غیب سے) شہادت میں آکر انا الموجود کا ثبوت دیتا رہا ہے۔

مقامِ غیب سے ظاہر میں پھر اب آیا ہے — زمانہ کے لیے انقلاب لایا ہے
دکھایا ہے وہ جمال اپنا ہم نشینوں کو — جو انقلاب میں ایثار کرکے آیا ہے

قیامت نام رکھا ہے جلال اپنا دکھانے کو" (ص:۱۴)

(۲۰۸) لمباڑہ، دھیڑ، وڈّر وغیرہ دکنی اقوام عرب ہیں

دکن میں اس آخری اوتار کے ظہور کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دکن قدیم ڈراویڈی اقوام شیوا چاریوں کا مسکن ہے اور وہ قدیم سے نسلِ عرب ہیں، دکن کی بکثرت اقوام عرب ہیں، مثلاً لنگایت، بیدڑ، گڑگی، ماپلے، اینگار، مدبار، یلے، لمباڑے، وڈّر، دھیڑ وغیرہ وغیرہ"

ان سب کو عرب قرار دینے کے بعد وضاحت کرتے ہیں کہ

"شیوا کی پیدائش دکن کی ہے۔" (ص:۱۵)

ان دکنی اقوام کو عرب بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اگلے پیراگراف میں ملاحظہ کریں:

(۲۰۹) چن بسویشور کا یہ اٹھائیسواں اور آخری ظہور ہے

چن بسویشور موصوف ازیں قبل ستائیس مرتبہ ظاہر ہو چکے ہیں، اور خدا جانے کہاں کہاں کن کن کے بھیسوں میں ہو چکے ہیں، اب اس آخری مرتبہ میں وہ "مظہراللہ" بن کر تشریف لائے ہیں۔

"چن بسویشور کا اٹھائیسواں ظہور اسلام میں اب آخری ہوا ہے، یہی وجود پورے ہندوستان کو دائرۂ اسلام میں لائے گا، اس کے علاوہ قرآن کریم کے سورۂ جمعہ میں آخرین منھم کی بشارت عربوں کے لیے خاص ہے، اس لیے دنیا میں امن قائم کرنے والا دکن کے اندر عربوں میں پیدا ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ شانِ اسلام دکھانے کے لیے حیدرآباد دکن میں پیدا کیا ہے۔" (ص:۱۶)

ظہور چن بسویشور (۱)

تحریر: سید قاسم مبلغ دیندار انجمن

چن بسویشور کے ایک معتمد علیہ اور پکے معتقد ابوالقاسم گڑنگڑ و نے اپنے گرو کی ہستی کو ہندوؤں کے موعود اوتار کی حیثیت سے ثابت کرنے کے واسطے ایک رسالہ بنام "ظہور چن بسویشور" مرتب کیا ہے، جس میں ہندو مذہب کی کتابوں اور ان کے اوتاروں کی پیشین گوئیوں کی مدد سے وہ بھی بہت کھینچ تان کر اپنے گرو ہی کا حقیقی چن بسویشور ہونا اور تمام ہندوانی توہمات کا مصداق بھی تنہا اسی کا ہونا بیان کیا ہے۔ ذیل میں اس رسالہ سے چند اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں، جو اس گروہ کے مذہب کو سمجھنے میں مددگار رہوں گے۔

(۲۱۰) چن بسویشور قیامت کا مالک ہے

"ہندوؤں کے دھرم شاستر کی رو سے کلیوگ ۵۰۱۰ کے بعد آنے والی قیامت کا اور امام قائم یعنی قیامت کے مالک کا بڑی اہمیت سے ذکر کیا گیا ہے.....جس کا نام کہیں کلکی اوتار کہیں چن بسویشور کہیں ایشور اوتار اور کہیں الّم پربھو ہے، وہ مقدس انسان اہلِ ہنود کا موعود ہے، تمام اقوامِ ہند خصوصاً (قوم) لنگائیت شدت سے اس کے منتظر ہیں، حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ ادام اللہ فیوضہ و برکاتہ (لاآمین) نے وقتِ مقررہ پر ظہور فرما کر.....اقوامِ مذکورہ پر اتمامِ حجت فرما دی ہے۔" (ص:۱)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس انجمن والوں کے نزدیک ان کا گرو ہندوؤں کا

موعود ہے، اور ہندو شاستروں کی اطلاع اور پیشین گوئی کے مطابق ظہور پذیر ہوا ہے، اس نے اصلاً واوّلاً اپنا مخاطب بھی ہندوؤں ہی کو بنایا ہے، اسلام اور مسلمانوں سے اس کے دعویٰ کا کوئی تعلق نہیں، نیز یہ مشرکانہ دعویٰ بھی قابلِ غور ہے کہ چن بسویشور ہندوؤں اور اس کے پرستاروں کے نزدیک قیامت کا مالک ہے، جب کہ اہلِ اسلام کے نزدیک سوائے حق تعالیٰ شانہ کی ستودہ ذات کے اور کوئی مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ نہیں ہوسکتا۔

(۲۱۱) چن بسویشور پرماتما اور رب العالمین ہے

ہندوؤں کی مذہبی کتب "ردرمنی" اور "مونیشور" کے حوالہ سے چن بسویشور کی درج ذیل نشانیاں پیش کر کے صدیق حسین صاحب پر ان کا انطباق ایسے کیا گیا ہے جیسے یہ علامات اور مقامات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آسمان سے نازل فرمائے ہوں۔ جب کہ خود ان کے گرو چن بسویشور نے "تفسیر سورۂ کہف" میں ان ہندوانہ کتب کو "چپڑے چنڈال" قرار دیا ہے، اسی سے ان دلائل کی بے اعتباری ونحوست ظاہر ہے۔

"(چن بسویشور) ہاتھ میں ڈگڈگی پکڑے ہوئے ہوں گے، کالی کملی اوڑھے، عشق کا بھبوت لگائے ہوئے، کامل جلال سے بھری ہوئی تسبیح ہوگی، شوق کا تبر، ہتھیلی میں بیل کا مہر ہوگا، ناگ بید ہاتھ میں پکڑے ہوئے، موتیوں کے کھڑاوے پہنے ہوئے، پرماتما بنے ہوئے چن بسویشور دیوآتے ہیں۔" (ص:۱۱)

"سنہری رنگ والا چن بسویشور آیا، رنگ رنگ کے حالات دیکھتا ہوا سانپ (ساتھ میں) رکھنے والا رب العالمین آئے گا، ان کتوں کے بچوں کو (دنیا والوں کو) کچھ معلوم نہیں ہوگا۔" (ص:۱۳)

(۲۱۲) چن بسویشور وہم وقیاس سے برتر ہے

"تب دائمی زندگی دینے والا چن بسویشور جسم لے کر (یعنی خدا تعالیٰ جسمانیت

اختیار کر کے) آئے گا اور رنگین لباس (کا ہوگا لباس) پہنے گا۔" (ص:۱۴)

"اس کی پہچان برتر از گمان وہم وقیاس ہے، اس وجہ سے اس کو اولیاء اللہ (ہندو اوتاروں) کے بیان کردہ نشانات کے ذریعہ سے پہچاننے کے سوائے عقل کے بل بوتے پر ہرگز ہرگز نہیں پہچان سکتے۔" (ص:۱۳)

(۲۱۳) چن بسویشور کو سانپ کے پھن کا نشان دیا گیا

"مہر والا گرو چن بسویشور کو کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مولانا دیندار چن بسویشور کی پشت پر دونوں شانوں کے درمیان میں کبوتری کے انڈے کے برابر ایک غدود ہے جس کو اہل ہنود کی کتابوں میں سانپ کا پھن اور مہر کہا گیا ہے۔" (ص:۱۴)

(۲۱۴) چن بسویشور مقامِ وحدت پر فائز ہے

"(چن بسویشور) جگت کا مالک ہوگا، اس کو جو اس کے اپنے وجود میں دِکھے گا (دکھائی دے گا) وہی بولتا ہوا آئے گا، مقامِ وحدت پر کامل طور سے فائز رہے گا۔"
(ص:۱۵)

(۲۱۵) چن بسویشور کا استاذ سری بسویشور (محمد علی لاہوری قادیانی) ہے

"اسی سن ۱۸۶۵ء میں سری بسویشور کی پیدائش بتائی (گئی) ہے .....
(بسویشور کی) شناخت کے لیے صرف پانچ واقعات کا وقوع بتلایا گیا ہے، پہلا یہ کہ دکن میں ریل کی آمد کے ساتھ ہی وہ پیدا ہوگا، دوسرا یہ کہ وہ چن بسویشور کا استاذ رہیگا، تیسرا یہ کہ وہ چن بسویشور کے عقائد سے اتفاق کرے گا، چوتھا یہ کہ وہ ویروسنت (مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ) کا مخالف ہوگا، پانچواں واقعہ وہ مخلوق خدا میں محبوب ہوگا۔ (ان علامات کے ساتھ) یہ موعود شخصیت درحقیقت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعتِ احمدیہ لاہور کی ہے۔" (ص:۱۷)

اس اقتباس سے معلوم ہوگیا کہ چن بسویشور کا استاذ کون ہے، یہ بھی معلوم ہوگیا کہ محمد علی لاہوری قادیانی اور چن بسویشور ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں، اور ایک دوسرے کے عقائد سے متفق ہیں، اس طرح بلی تھیلے سے خود بخود باہر آ گئی ہے۔ **فللّٰہ الحمد**

(۲۱۶) چن بسویشور تینوں عالم کا مالک اور مورتیوں کا پجاری ہے

"تینوں عالم کا مالک چن بسویشور صادقین (اپنے چیلوں) کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے گا، کچھے نام سونچر کے مطابق ۱۹۳۰ء میں ہمپی ور پاکیشور کے پاس بمباپور کو آئیں گے، سری چن بسویشور ویاس کا پوجا لیتے ہوئے سری نندی ایشور کے پہاڑ کو آئینگے اور نندی ایشور کا درشن کرینگے۔" (ص:۲۹)

واہ! جب خود ہی رب العالمین ہیں، خود ہی تمام عالموں کے مالک ہیں، تو پھر مندروں میں کس کے درشن کو جاتے ہیں؟

(۲۱۷) چن بسویشور مندروں کے خزانے لوٹتے پھرتا ہے

"سری چن بسویشور اور ویروسنت (جوان کے استاذ کا مخالف ہے) دونوں دوستی گھاٹ کر) ترپتی کے پہاڑ کو آئینگے، وہاں (سے) اسی کروڑ کا خزانہ نکال لے کر ہمپی کو جائینگے، والی بھنڈار کو آ کر خزانہ میں سے پوری دولت نکال لینگے، اُمّا پور کے گن پتی کو توڑینگے، ساڑھے تین کروڑ کا خزانہ نکال لینگے، بیدر کے ویرسنگپا کی گادی کے قریب آئینگے، وہاں سے ایک کروڑ کا خزانہ نکال لینگے۔" (ص:۳۸)

غالباً موصوف کی یہ تمنا تو دل کی دل ہی میں رہ گئی پوری نہ ہوسکی، افسوس! اور یقین ہے کہ چیلے بھی اب اس سے مایوس و نامراد ہو چکے ہیں، اسی لیے فقیروں کا بھیس بنائے بھیک مانگتے پھرتے رہتے ہیں، یہ بھی عجب ماجرا ہے کہ ایک طرف فقیری کا دعویٰ دوسری جانب خزانے لوٹنے کی ہوس!

(۲۱۸) بہت کچھ ڈینگیں ماریں مگر کچھ بھی نہ ہوسکا

"مذکورہ بالا صفحات میں جو پیشین گوئیاں جمع کی گئی ہیں ان میں دیندار چن بسویشور کی پیدائش سے لے کر ظہور اور ظہور سے لے کر اب تک کے حالات بالتفصیل آئے ہیں .....اور آئندہ کے حالات بھی اس موعود کی کارگذاریوں کے باب میں بیان کردئے گئے ہیں، وہ یہ ہے کہ بے دینی کا دور ختم ہوجائے گا، دین کا دور دورہ ہوگا، ہندوستان کے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا بند ہوجائے گی، کل ہندوستان مسلمان ہوجائے گا..... دینی حکومت قائم ہوگی..... دیول اور مندریں توڑ دی جائینگی، دیویوں کے خزانے نکال کر دینی کاموں میں خرچ کردئے جائینگے..... مسلمانوں کے آپس کے اختلافات مٹ جائینگے، بے دینی کی جمہوریت .....وغیرہ ختم ہوکر خلافت علیٰ منہاج النبوت میں ضم ہوجائینگی، جو حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور کا ساتھ دینگے وہ اولیاء اللہ کے مراتب پائینگے....."(ص:۴۳)

مگر افسوس کہ ان میں سے کوئی پیشین گوئی پوری نہ ہوسکی، حضرت چن بسویشور اپنا سا منھ لے کر موت کے شکنجہ میں پھنس گئے، اور ان کی قوم ان کو روتی اور کفِ افسوس ملتی رہ گئی یا پھر اگلے تین سو نو سال کے بعد آنے والی قیامت میں تیسرے جنم کا انتظار کرتی ہوئی در در بھٹک رہی ہے۔ کاش! اللہ پاک انہیں سمجھ دے، اپنے جہنم رسید گرو کو چھوڑ کر جنت نصیب نبیؐ کے قدموں میں آجانے کی توفیق دے۔ آمین

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

ظہور چن بسویشور (۲)

از: محمد یعقوب امروہی

چن بسویشور نے اپنے مزعومات کے اظہار کے لیے جو کچھ خامہ فرسائی کی ہے اس کے ابتدائی نقوش میں ایک رسالہ ''ترشول'' کے نام سے ہے جو کنڑی زبان میں تحریر کردہ ہے، چونکہ ابتداءً اُن کا نشانہ لنگایت قوم ہی تھی، اس لیے اس رسالہ میں اس قوم کے موعود اوتار کی حیثیت سے انہی کی زبان میں اپنے آپ کو متعارف کرایا تھا، ان کے ایک معتقد اور قدرداں سید محمد یعقوب امروہی نے اس رسالہ کا اردو میں ترجمہ کر کے "ظہور چن بسویشور" کے نام سے مطبع فیض عام بنگلور سے شائع کروایا تھا۔ ذیل میں اس رسالہ سے بھی چند اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں۔ یعقوب صاحب رسالہ کا آغاز ان کلمات سے کرتے ہیں۔

(۲۱۹) چن بسویشور قومِ لنگایت کا موعود ہے

"قومِ لنگایت میں تقریباً آٹھ سو سال کے انتظار کے بعد ان کا موعود آیا علاقہ کرناٹک میں ایک زمانہ کے افسردگی کے بعد آسمان سے یہ روحانی بارش ہوئی جس سے پھر مذہبِ دکن کا چمنستان ہرا بھرا نظر آرہا ہے۔ یہ نیا کام نہیں ہر زمانہ میں مامور من اللہ آتے رہے اور نسل انسان کو خدا سے ملاتے رہے، یعنی نبی ﷺ کے بعد ایسا زمانہ آیا ہے کہ ہر ایک مامور من اللہ دنیا کے اقوام کو آپ ﷺ کے قدموں پر ڈالتا رہا۔" (ص:۱)

یعنی کی مابعد عبارت لایعنی ہے، یہ نہیں سمجھ میں آ سکتا کہ تمام مامورین کی بات ہو رہی ہے یا ان کے مزعوم مامور کی؟ اور زمانہ سے کونسا زمانہ مراد ہے؟ البتہ انہوں نے آگے جن تین ماموروں کا ذکر کیا ہے بدقسمتی سے اہلِ اسلام کے نزدیک وہ سب ائمہ ضلال اور دجل وتلبیس کا جال ہیں۔

(۲۲۰) غلام احمد، محمد صدیق، بشیر الدین محمود سب مامور من اللہ ہیں

اپنے گرو کی ماموریت ثابت کرنے کے لیے ساتھ میں دو اور بدنصیبوں کو مامور من اللہ قرار دے کر قرآن کریم کی آیات کا مصداق قرار دیا ہے، جو اگرچہ ناحق اور برخود غلط ہے مگر دلیری کا کمال ہے۔

> "اللہ پاک نے قرآن کریم میں تمام تعلیموں کو جمع کر کے اور نبی کریم ﷺ میں تمام خوبیوں کو جمع کر کے لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ یعنی تمام دنیا کے اقوام کے لیے ایک ہی ہادی بنا کر بھیجا اب جتنے غیر اقوام کے اوتار یا مامور من اللہ آئینگے وہ سب نبی کریم ﷺ کے غلام بن کر آئیں گے اور اپنا کوئی علیحدہ سکہ نہیں جمائیں گے بلکہ لتکونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا کے ماتحت کل قوموں کو آپ کی غلامی میں داخل کرینگے، وہ یہی گرتھا کہ وشنو اوتار بھی مسلمانوں میں آیا اور چن بسویشور اوتار بھی مسلمانوں میں آیا اور مسیح بھی مسلمانوں میں آیا۔" (ص:۲)

ان کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک وشنو اوتار سے غلام احمد قادیانی، چن بسویشور سے خلافِ مسمی صدیق دیندار اور مسیح سے خلیفۂ قادیان میاں محمود مراد ہوتے ہیں۔

(۲۲۱) غلام احمد وشنو اوتار ہے جو چن بسویشور کی خوشخبری دینے آیا ہے

یہ بتلاتے ہوئے کہ محمد ﷺ کے غلاموں کی کیا شان ہے، موصوف دعویٰ کرتے ہیں کہ:

"یہ غلام اتنی نشانیاں اپنے ساتھ لاتے ہیں کہ ان سے کئی نبیوں کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے، یہ غلام نبوت سے کسی کم مقام پر نہیں ہوتے مگر ختم نبوت کی مجبوری کی وجہ سے بس نبی نہیں کہلا سکتے، چنانچہ اس شان کے غلامان محمد میں

"حضرت مسیح موعود وشنواوتار ہیں.....(جو) زمین کا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے وشنواوتار لے کر آئے گا.....اور ویر بسنت (بشیر الدین محمود) اور چن بسویشور (صدیق عبداللہ) کے متعلق پیشین گوئیاں کر کے دندنبی نام سونچر میں گذر جائے گا۔" (ص:۳)

مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نعوذ باللہ چن بسویشور کی آمد کا مژدہ سنانے کے واسطے مرزا غلام احمد کا اوتار لے کر دنیا میں آیا اور چن بسویشور کے ظہور کا اعلان کرتا رہا، جب یہ ضرورت پوری ہوگئی تو اوتار کو بیت الخلاء میں ڈھکیل کر خود دنیا سے غائب ہوگیا۔

(۲۲۲) مرزا بشیر الدین اولوالعزم خلیفۃ المسیح ہے

ہندو اولیاء اللہ (ان کے بقول) کے حوالہ سے چند پیش گوئیوں کے ذریعہ اپنی اور اپنے پیر و استاذ مرزا بشیر الدین محمود کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"واقعی اولوالعزم محمود خلیفۃ المسیح بھی اسی سنہ میں گادی نشین ہوئے، اور لکھا ہے اس گادی نشینی کے دس سال بعد چن بسویشور یعنی صدیق عبداللہ کا ظہور ہے، لکھا ہے چن بسویشور ایک فقیر ہوگا، علوم ظاہری اور باطنی سے پُر رہے گا، ذہین رہے گا، فہیم رہے گا، الہام سے اپنے دعویٰ کو پیش کرے گا، خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا، جلد جلد بڑھے گا۔" (ص:۴)

موصوف اپنے دعوے کو پیش کرنے اور مضبوط کرنے کی حد تک تو بڑے ذہین وفہیم تھے مگر دین اسلام اور عقیدۂ توحید ورسالت کو سمجھنے کے سلسلہ میں ایک دم غبی اور کند ذہن تھے، یہ صورتحال اگر دماغی فتور کی وجہ سے تھی تو خیر معذور قرار دیا جائے، ورنہ مکار ودجال قرار دینا زیادہ مناسب ہے۔

(۲۲۳) چن بسویشور کے رفقاء سادھو، گرنگڑ واور جنگم کہلاتے ہیں

''چن بسویشور کامل انسانوں کو ڈھونڈنے کے لیے مارے مارے پھرے گا تو اسے پہلے سال ۶۳/اولیاء اللہ یعنی سادھوملینگے، جن میں ایک عورت (بیگم صاحبہ) بھی رہے گی، دوسرے ۷۷۰ صاحبِ دل ملینگے جن کو یعنی امرگرنگڑو کہا گیا ہے، تیسرے سال ۱۲۰۰۰ فقراء یعنی جنگم ملینگے۔'' (ص:۵)

یہ سارے مناصب اوران کے حاملین موصوف ہی کو مبارک ہوں، دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامورین کامل انسانوں کے ڈھونڈنے کے لیے مارے مارے پھرا کرتے ہیں، یا کاملین خودآ آ کران کے قدموں میں گرتے ہیں۔ جوجھوٹا ہوتا ہے وہ اپنے چاہنے والوں کوڈھونڈتا پھرتا ہے، سچے کوخود چاہنے والے ڈھونڈ کے پالیتے ہیں۔

(۲۲۴) چن بسویشوخزانے لوٹنے میں مشغول ہوگا

''اس جلسہ کے بعد وینکٹ رامائن کے مندر کو جائینگے وہاں سے (۸۰) کروڑ کا خزانہ نکال لے کر پنپی پرآئینگے اوروہاں کا دفینہ نکال لے کر یہ دونوں اولوالعزم (بشیرالدین محمود اورچن بسویشور) مل کر دکن کے ایک سوایک ذات کوایک ذات کرینگے۔'' (ص:۵)

سبحان اللہ! کیسے مبارک مال کو لے کر دکن فتح کرینگے، الہام تو سارے ہندوستان کو جنت نشان بنانے کا ہوا تھا مگر صرف دکن ہی نشانہ پر رہا اور وہ بھی شامتِ اعمال سے لٹ گیا، ذاتیں تو کیا ایک ہوتیں حکومت بھی ان گستاخیوں کی نحوست سے تباہ ہوگئی، سپہ سالارِ دکن بڑی ذلت ورسوائی سے انڈین یونین کے آگے گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہوگئے۔ ادھر خزانے لوٹنے کا خواب بھی بس ایک سنہرا خواب بن کر رہ گیا۔

(۲۲۵) چن بسویشوری اور قادیانی بھائی بھائی ہیں

"وبر بسنت (مرزا محمود) کے سرداری میں چن بسویشور گدگ میں گادی قائم کر کے کام چلاتے رہینگے،..... عام مسلمانوں کو خصوصاً احمدی بھائیوں کو ایک عظیم الشان مژدہ ہے کہ ان کے کامیابی کے دن آ گئے۔" (ص:٦)

یعنی مرزا کی موت اور اس کے بعد جماعت کے اختلافات سے جو مایوسی اور محرومی قادیانیوں پر چھائی ہوئی تھی موعودِ مرزا، منتظر قادیانیت چن بسویشور نے اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس کو دور کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ اپنے بھائیوں کی سرپرستی کر کے ان کے کفر کو اور مضبوط کر دیا، ظاہر ہے کہ ان کے حق میں یہ عظیم الشان مژدہ ہی ہوگا۔

یہ یعقوب امروہی کی تمہیدی باتیں تھیں، ان کے پورے رسالے میں وہی ہندو اوتاروں کی بکواسیں ہیں جو ہر رسالہ کی ظلمت بنی ہوئی ہیں، اس لیے تکرار وطوالت سے بچنے کے لیے انہیں ترک کر دیا گیا ہے۔

سرورِ عالمؐ یعنی جگت گرو (۱)

سری چن بسویشور کا ایک رسالہ مذکورہ بالا نام سے بھی دستیاب ہوا، یہ ۱۹۲۷ء میں لکھا گیا ہے، اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرورِ عالم ہونے کے متعدد عقلی (معتبر وغیر معتبر) معیارات قائم کر کے اس سے تطبیق دینے کی سعی کی گئی ہے۔ اس میں بہت سی باتیں آپ ﷺ کی بلند شان سے فروتر اور بہت سی باتیں شانِ الوہیت میں گستاخی کی موجود ہیں، حسبِ معمول درمیان درمیان میں اپنی ہستی کو نمایاں کرنے کی نامراد کوشش بھی کی گئی ہے۔ دو ایک اقتباس آپ بھی ملاحظہ کیجئے:

(۲۲۶) ہر نبی میں کوئی نہ کوئی پہلو کمزور نظر آتا ہے

انسانوں کے روحانی ارتقاء کے سلسلہ میں یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کو انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ذریعہ تدریجاً ترقی دیتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ عالی میں نکتۂ کمال تک پہونچایا گیا ہے، لیکن یہ بات کسی نے نہیں کہی کہ پچھلے انبیاء میں روحانی کمزوریاں تھیں، تمام مسلمان یہی جانتے اور مانتے ہیں کہ تمام انبیاء حسین وکریم مگر حضور ﷺ حاملِ خلقِ عظیم اور مُکَمِّل اخلاقِ کریمہ ہیں۔ اس کے برخلاف چن بسویشور صاحب کا نظریہ بالکل جدا ہے، چونکہ ان کا اسلامی تعلیمات کا مطالعہ ناقص ہے اور کتاب وسنت پر نظر نہیں ہے اس لیے وہ انبیاء کے مقام سے بھی ناواقف ہیں:

"بنی نوعِ انسان جب سے پیدا ہوئے ہیں تب سے ان کا روحانی ارتقاء ضرور ہوتا چلا آ رہا ہے، اس ارتقاء کا کمال ہم صرف ایک ذات پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں دیکھتے ہیں، (ورنہ) ہر نبی میں کوئی نہ کوئی پہلو کمزور نظر آتا ہے، مگر اس پاک ذات میں علی وجہ الکمال اس حقیقت کا اظہار ہوا۔" (سرورِ عالم ص:۲)

اس ایک ذات میں بھی غنیمت ہے کہ انہوں نے کمال تسلیم کر لیا، اور اس کی حکمت بھی ان کے لٹریچر کی روشنی میں ہمیں خوب اچھی طرح سمجھ میں آ گئی ہے، چونکہ انہیں اپنے بارے میں نبی کریمؐ کے مظہر اتم اور بروزِ کامل ہونے کا دعویٰ ہے تو جتنے کمالات اپنے لیے ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ سب پہلے ان میں ثابت کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ میں تمام خوبیاں علی وجہ الکمال موجود تھیں اور وہ خلقت مُبَرَّاً من کل عیب کے مصداق تھے مگر اس کے اثبات کے لیے دیگر انبیاء کی تنقیص کی کیا ضرورت ہے؟

(۲۲۷) چن بسویشور کی طرح کامل تیرہ سو سال میں پیدا نہیں ہوا

"دکن میں بفضل رب العالمین پھر وہ طاقت پیدا ہوئی ہے جو تیرہ سو سال سے نہیں آئی تھی، لاکھوں دل ہیں کہ اس پر توجہ کیے ہوئے ہیں، فقیروں کا کام دلوں پر تصرف کرنا ہے، مالدار لوگوں کا کام بے دریغ پیسہ خرچ کرنا ہے، ان کے لیے درس گاہیں اور لنگر خانے قائم کر کے مضبوط کر لو، اس سے غفلت کرنے والے ویسے ہی جوابدار ہیں جیسے نبی ﷺ کا وجود اپنے مکان میں دیکھ کر آنکھ بند کر لینے والے ہیں۔" (سرورِ عالم ص:۶)

عقیدتمندوں سے بے دریغ پیسہ خرچ کروانے کے لیے کیا خوب راستہ اختیار کیا ہے کہ ایک تو اپنے کو نبی کریم ﷺ کے بعد واحد روحانی طاقت بتلایا ہے، دوسرے اپنے پر صرف

نہ کرنے والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر بُلا کر نظر انداز کر دینے والوں سے تشبیہ دی ہے۔کوئی حد ہے اس خود بینی وابلہ فریبی کی؟

(۲۲۸) تمام انبیاء کو دنیا میں دوبارہ ظاہر ہو کر مسلمان ہونا ہے

"مگر یہاں نبیوں پر یہ تشدد کیا جاتا ہے کہ تم اس سرورِ عالم (جگت گرو) کی ہر طرح سے مدد کرنی ہوگی اور اس پر ایمان لانا ہوگا، اس میں راز یہ ہے کہ اس اقرار کو پورا کرنے کے لیے تمام انبیاؤں کی طاقتیں اس امت میں دوبارہ عود کرنا ہے، اور اسی طرح اسلام کی خدمت کرنا ہے، اور آپ کی شریعت پر چل کر ایمان کا ثبوت دینا ہے۔"

موصوف نے جگہ جگہ ظاہر کیا ہے کہ ہر مسلمان مثیل انبیاء ہے اور وہ خود ظہورِ محمد ہیں۔ یعنی دوسرے جنم میں اور جماعتِ آخرین میں ان کا مرتبہ نعوذ باللہ سرورِ عالم ﷺ کا ہے اور ان کی قوم مثیل انبیاء بالفعل ہیں اور بقیہ انسان بالقوہ نبی بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جب کہ موصوف کی علمیت کا حال یہ ہے کہ تاکید اور تشدد جیسے الفاظ کا فرق تک نہیں معلوم ہے۔

اللہ پاک ایسی جہالت سے پناہ میں رکھے۔آمین

سرورِ عالم (۲)

(۲۲۹) چن بسویشور ہندوؤں کا موعود اور ہندوؤں ہی کا داعی ہے

"ایسے جہالت کے زمانہ میں ہدایت جیسے نور کے راستے کو ظاہر کرنے والے نیک لوگ بہت ہی کمیاب ہیں، مختلف ذاتوں میں اپنے اپنے مذہبی قیود پیدا کر کے اپنی خودغرضی کی بھوک کی خاطر اور دنیاوی عزت کو سمیٹنے کے لیے یہ نام نہاد اٹھارہ سرورِ عالم (جگت گرو) امیدوار بنے ہوئے ہیں، لوگوں کے قلبی سکون کو برباد کرنے کے ذمہ دارانِ باطل گروؤں کی بیخ کنی کر کے لوگوں کو صحیح راستے پر گامزن کر کے اور ان میں اظہارِ روحانیت کی کیفیت پیدا کر کے اور فنافی الرسول بن کر دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے اللہ پاک نے سری چن بسویشور کو مظہر مالک بنا کر ناگ مکھ (سانپ مکھ) ناقوس (شنکھ) چکر، ترشول تیر کمان، کلہاڑی، بسوامدرا (بیل کا نشان) وغیرہ عطا کر کے چھپن روحانی اور جسمانی نشانات کے ساتھ دھرم کلی کا مالک بنا کر اور گوپال کا مصدق بنا کر میرے روپ میں ظاہر کیا ہے، اس کلیوگ کے پاپ کو دھونے کے لیے سری چن بسویشور (جگت گرو) کے مقرب ہو کر مثیلِ انبیاء بن کر ظاہر ہوئے ہیں۔ بقول مونیشور جب تخت وتاج کا اصل مالک چن بسویشور آ جائے گا دنیا کے گادی نشین اور تخت نشین ایک دوسرے سے باہم متصادم ہو کر ختم ہو جائینگے۔" (ص: ۴۰)

(۲۳۰) چن بسویشور کے نزدیک رام، کرشن، حضرت عیسیٰ سب برابر ہیں

چن بسویشوری کے کسی اور مدعی کی کوتاہیوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(یہ لوگ) دنیا کے دیگر پیغمبروں یعنی سری رام جی، سری کرشن جی، حضرت عیسیٰ، شری بودھ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ ہرگز نہیں مانتے۔" (ص:۵۵)

گویا موصوف کے نزدیک سری رام جی، سری کرشن جی، شری بودھ یقینی طور پر پیغمبروں میں شامل ہیں۔

(۲۳۱) چن بسویشور کو معجزہ کی حقیقت بھی نہیں معلوم

کسی بزرگ کی جانب سے چن بسویشوری پر قبضہ کا رَد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مرتضیٰ شاہ یا مرگھا سوامی نام کے ایک بزرگ نے شہر دلی جا کر خود کو شری چن بسویشور کے خاندان کا فرد بتا کر دلی کے بادشاہ کے دربار میں معجزہ دکھایا اور وہاں سے وہ امانتیں سکہ اور سہلی چتر درگ کی گادی (مٹھ) میں لے آئے۔" (ص:۶۵)

کرامت، استدراج اور معجزہ معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے نزدیک ایک ہی چیز ہیں۔

(۲۳۲) چن بسویشور کے نزدیک رشی منی سب پچھلے انبیاء کی نظیر ہیں

"ماضی کے تمام پیغمبروں کے مثیل میری ہی امت میں پیدا ہوں گے، **علماء هذه الامة كانبياء سائر الامم** (فتوحاتِ مکیہ حصہ اوّل ص:۵۷۰) کرتا، ترتیا، دواپار اور سندھی کلی میں مبعوث ہونے والے تمام پیغمبروں، رشیوں، مینوں، بزرگوں نے میری ہی امت کی صورت اختیار کی ہے۔" (ص:۸۰)

(۲۳۳) چن بسویشور کے عقیدہ میں انبیاءِ کرام اور ہندوؤں کے مزعوم اوتار برابر ہیں

"منبع انوار سرورِ عالم ﷺ کرشن جی اور حضرت داؤد علیہ السلام سے زیادہ شجیع،

حقانیت میں ہریش چندر اور حضرت ایوب علیہ السلام پر سابق، قربانی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کرڑن سے برتر، صبر میں گوتم بدھ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مقدم، ضبطِ نفس میں سری رام جی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے مثالی، غرضیکہ تمام پیغمبروں اور بزرگوں کی صفاتِ عالیہ کے کمال کے مظہر تھے۔" (ص:۸۲)

(۲۳۴) ترجمۂ قرآن میں ملحدانہ تحریف

ہم پیچھے "تحریف در آیاتِ قرآنیہ" کے عنوان سے تحریف کی متعدد مثالیں پیش کر آئے ہیں، اس سالہ سے بھی ایک نمونہ سامنے رکھتے ہیں۔

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً (سورۂ نور:۵۵).....آیتِ قرآنیہ کا محرف ترجمہ اس طرح کیا ہے:

"مومنو! پہلے کے لوگوں کو جس طرح میں نے نبی بنایا اسی طرح مومنین کو مثیل انبیاء بنا کر ان کے دین کو ان کے لیے قائم کروں گا اور ان میں امن قائم کروں گا" (ص:۱۰۹)

(۲۳۵) چن بسویشور کی ایک بے سند روایت

"نبی کریم ﷺ نے اس ضمن میں فرمایا ہے: میں ہی سرورِ عالم ﷺ (جگت گرو) ہوں اور اللہ پاک نے تمام پیغمبروں اولیاء اللہ بزرگانِ دین چاہے وہ ماسبق ہوں یا مابعد ان سب کا عرفان مجھے عطا کیا ہے۔ حضور ﷺ نے حالتِ مراقبہ میں دیکھا کہ اللہ پاک نے جوں ہی اپنا ہاتھ آپ کی پشتِ مبارک پر رکھا تو آپ پر ماضی، حال، مستقبل کے تمام راز ہائے سربستہ کا انکشاف ہوگیا، اس میں تمام ممالک، اقوامِ عالم، انبیاءِ ماقبل اور اولیاء اللہ تمام نظر آ گئے، نبی کریم ﷺ کا جس دم انہوں نے دیدار کیا تو انتہائی خوشی کے ساتھ گویا

ہوئے کہ ہم پھر دوبارہ ان کی امت میں مثیلِ انبیاء کی صورت لے کر ان کی خدمت کریں گے۔ اسی طرح جملہ انبیاءِ عالم نے اللہ کی حضوری میں دعا کی، اس کی پا بہ جائی میں اللہ کی تینوں صفات مختلف انبیائے ماسبق کی صورت میں ظاہر ہوئیں، دوبارہ یہی صفات مختلف طریقوں سے تینوں صفات کے کامل مظہر رب العالمین، برہم کرتا سیوا سہہ سرا.....الخ کے مصداق سرورِ عالم ﷺ سے موسوم رسولؐ کے متبع بن کر مثیل انبیاء کی صورت میں مبعوث ہونگی اور دین کی نصرت کرینگی، ماضی میں بھی ایسا ہوا ہے، اور آئندہ بھی ایسا ہوتا رہے گا۔" (۱۱۳، ۱۱۴)

"سرورِ عالم" یا ہندی زبان میں "جگت گرو" کا مصداق سوائے سیدنا حضرت محمد ﷺ کے کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ موصوف بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور خوب تعریف کرتے ہیں، دیگر ادیان و مذاہب کے پیشواؤں اور ان کی کتابوں سے بھی اس سلسلہ میں بہت ساری باتیں ڈھونڈھ کر نکالتے ہیں مگر یہ سب کچھ اس وجہ سے نہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل کر کے انہیں ہدایت کے سرچشمہ سے وابستہ کردیں، یہ سب کچھ محض اس لیے ہے کہ اپنے کو اس عظیم ہستی کا ظہور و بروز قرار دے کر انسانیت کو اپنے چشمۂ ضلالت و گمراہی کی جانب مائل کرلیں۔ اس کے لیے ظاہر ہے کہ اصل جتنا عظیم ہوگا اس کا بروز بھی اسی قدر اہمیت کا حامل ہوگا۔ حق تعالیٰ اس مکر و دجل سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

(۲۳۶) چن بسویشوری نماز کی حقیقت

"مظہر رب العالمین حضرت محمد ﷺ نے تمام مذاہب کے مروّجہ مورتی پوجا اور اس سے پیدا شدہ نقائص سے مبرا اور ظاہراً بت پرستی کی نفی کرتے ہوئے غیب کی اصل عبادت (نمازِ اسلام) کو قائم کیا، اس میں جملہ مظاہر پرستیوں کی غیر شعوری چھپی ہوئی روح کا تکملہ ہے۔" (ص: ۱۱۵)

تریاق سم آریہ

یہ رسالہ چن بسویشور نے آج سے نصف صدی قبل ۱۳۷۶ھ میں تحریر کیا تھا، جوان کے ایک معتقد پنڈت عبداللہ الناوری نے ''ہلال پریس'' بمبئی سے طبع کروا کر عام کیا تھا۔ اس تحریر کے مخاطب اصلاً آریہ سماجی لوگ ہیں جن کے سامنے انہوں نے ہندو دھرم کی کتابوں سے پہلے حضور اکرم ﷺ کا مقام پیش کیا ہے اور اس کے بعد بلکہ ساتھ ہی ساتھ اپنا مقام اور اپنی ماموریت ومبعوثیت کا دعویٰ بھی چسپاں کرتے چلے گئے ہیں، جابجا حسبِ معمول مسلمانوں سے بھی مخاطبت کی گئی ہے۔

چونکہ یہ دعوے اور ہندو کتب کے حوالے ان کے ہر رسالہ کا حصہ ہیں اس لیے ان میں سے چند عبارتوں کے اقتباس پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔ اس پوری تحریر کا مقصد یہ ہے کہ آریہ سماجی اگر نجات وکامیابی چاہتے ہیں تو ان کے لیے بھی سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں کہ وہ مسلمان ہوجائیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی کتابوں کی پیشین گوئیوں کے مطابق ظاہر شدہ ''چن بسویشور'' پر ایمان لے آئیں۔ پہلے تمہید کی ایک عبارت ملاحظہ کرلیں۔

(۲۳۷) چن بسویشور کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے

''غرض آریوں کی طرف سے ہندوؤں کے دلوں میں پیدا کردہ یہ ایسا شک تھا کہ وہ کسی صورت سے دفع نہیں ہوسکتا تھا، یہ جو کچھ ہورہا تھا اس کو وہ غیور قادر مطلق اللہ دیکھ رہا تھا، اس نے محض ہندوؤں پر مہربان ہوکر اس پرفتن زمانہ میں آریوں کے اس دامِ تزویر کو

بیخ وبنیاد سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے دوبارہ صداقتِ اسلام کو ہندوؤں کے دلوں میں جاگزیں کرنے کے لیے انہیں ویدوں اور اپنشدوں اور پرانوں کی بیان کردہ بشارت کی بناء پران کا چن بسویشور اوتار مسلمانوں میں کھڑا کیا.....آریہ سماجی ویدوں کے علاوہ ویدوں جن پرانوں اور اپنشدوں کو مستند مانتے ہیں انہیں کتب میں لکھا ہے کہ چن بسویشور سبز عمامہ والا کا ہو کے لباس والا ہاتھ میں تیر وکمان اور ترشول بیل کا نشان پیٹھ پر سانپ کا پھن رکھا ہوا دکن میں ظاہر ہوگا۔'' (ص:۵)

آگے مزید پیشین گوئیاں نقل کر کے اوران سب کی اپنی زندگی میں تطبیق کے بعد آریہ سماجیوں کے اس الزام کا رد کرتے ہوئے کہ ویدوں وغیرہ میں اکبر بادشاہ نے تحریف کروادی تھی، لکھتے ہیں:

(۲۳۸) ویدوں میں چن بسویشور کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے

''موجودہ زمانہ میں ویدوں، اپنشدوں اور پرانوں کی بشارات کے مطابق ان بینات کے ساتھ ایک موعود (چن بسویشور) کا کھڑا ہونا بتا رہا ہے کہ بشارات کی حد تک یہ کتب تحریف وتصرف سے پاک ہیں، جو تحریف کا قائل ہے وہ جھوٹا ہے، یہ سب اس وجہ سے ہو رہا ہے تا کہ وید اُپنشد اور پران ملاوٹ کے دھبہ سے پاک ہوں، اور دنیا کو علم ہو جائے کہ چن بسویشور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی طرف کے سمند سے نکلا ہے، اور اپنے وجود سے یہ ثابت کر رہا ہے کہ ویدوں اپنشدوں اور پرانوں میں حضور انور ﷺ کے متعلق جس قدر پیشین گوئیاں ہیں ان کو (ان کتابوں میں) شہنشاہِ اکبر نے نہیں داخل کی بلکہ اللہ اکبر نے داخل کی ہیں، تا کہ ہندو اقوام کو ہدایت ہو، یہ (چن بسویشور کا ظہور) وہ واحد تریاق ہے جو آریوں کے چڑھائے ہوئے زہر کو کافور کر رہا ہے۔ (ص:۶،۷)

گویا موصوف کے نزدیک ویدوں اور پرانوں کی ہندوانی کتب بھی کلامِ الٰہی اور منزل من اللہ ہیں، ان میں اگرچہ ہندوؤں نے کچھ تحریف کر دی ہے مگر بشارتوں والا حصہ ان کے تصرفات سے محفوظ ہے۔

(۲۳۹) چن بسویشور کے دین کا مدار من کل الوجوہ ہندو کتب پر ہے

ہندو اُپنشدوں میں ایک اُپنشد کی ——— جو ''اللہ اُپنشد'' کے نام سے موسوم ہے اور جس کے بارے میں آریہ سماجیوں کا الزام ہے کہ وہ شہنشاہِ اکبر کی طرف سے تبلیغ اسلام کی غرض سے بذریعہ رشوت اس میں شامل کر دیا گیا ہے ——— تردید کرنے سے قبل چن بسویشور صاحب خود اپنا اور اپنے حواریوں کا تأثر اس طرح نقل کرتے ہیں:

''واقعی ان شلوکوں کے الفاظ ایسے ہیں جن سے بدقت معنٰی نکلتے ہیں، ——— جس سے یہ شک جو آریوں نے پیدا کیا ہے ——— ضرور پیدا ہوتا ہے..... آریہ کے اس وہم وشک کا جادو اس قدر گہرا ہوا کہ ہم دیندار انجمن کے مبلغین جن کا طرزِ تبلیغ من کل الوجوہ ویدوں اپنشدوں اور پرانوں کی بشارات سے تعلق رکھتا ہے انہوں نے بھی اس شک کی وجہ سے ویدوں اپنشدوں اور پرانوں کی ان بشارتوں کو جن میں محمد اور احمد ہے اور خصوصاً اس اللہ اپنشد کو .....بکلہ چھوڑ دیا تھا، واقعی یہ ایسا زبردست وسوسہ پیدا کیا گیا ہے جس کا اندفاع نہ تاریخ کے حوالوں سے ہوسکتا تھا اور نہ کتب کی ورق گردانی سے نہ اس کی برقراری تعظیم وتکریم سے اور نہ زبان کی قدامت سے، یہی وجہ تھی کہ ہم مبلغین نے جو اس فن (یعنی ویدانیات او رپرانیات) کے کمال درجہ ماہر ہونے کے باوجود ان منتروں اور شلوکوں کو بکلہ چھوڑ دیا تھا، کیونکہ ہمارے پاس آریوں کے اس اکبر والے شک کا کوئی جواب نہیں تھا۔'' (ص ۱۹، ۲۰)

اس کے بعد انہوں نے کاسی کے کسی قابل پنڈت کے ان کے پاس آ کر ان پر ایمان لانے اور مزید منتروں کا ذخیرہ دکھانے کا ذکر کر کے آریوں کے دعوے کی تردید اور اپنے جہل کا ازالہ کیا ہے، ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ انہیں اپنی صداقت کے لیے ہندو اوتاروں اور ان کی پیشین گوئیوں کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی ہے؟ اور ان کے طرزِ تبلیغ کا مدار اسی پر کیوں ہے؟ اگر وہ بزعمِ خویش حضرت محمد ﷺ کا بروز وظہور ہیں تو کیا مسلمانوں کے لیے قرآن وسنت کے علاوہ بھی کوئی دلیل دلیل بننے کے قابل ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ

موصوف کا دعویٰ ہی خلافِ اسلام اور خلافِ کتاب وسنت ہے، اس لیے ان کے واسطے ویدوں اور اپنشدوں اور پرانوں کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں ہے!

(۲۴۰) کاسی کے پنڈت نے مایوسی کو آس اور قوت سے بدل دیا

اس پنڈت کے پیش کردہ منتروں اور شلوکوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد موصوف کو اپنی چن بسویشوریت پر ایسا ایقان وایمان نصیب ہوا کہ قلم میں جان آ گئی اور خم ٹھونک کے میدان میں اتر آئے:

"جن (منتروں) کو دیکھ کر دل نے پکار کر کہا کہ اب آریوں کا جادو کافور ہوگیا، اور مغالطہ اور شکوک کے انجکشن سے ہندو جسم جو مسموم ہوگیا تھا وہ اب اس تریاق سے بکلی صحت یاب ہوگا، اور اس ضمن میں انشاء اللہ تعالیٰ کل ہندوستان مسلمان ہوگا، کیونکہ چن بسویشوراوتار جوان کا منتظر موعود ہے اپنے تمام بشارات والے نشانوں کے ساتھ موجودہ زمانہ میں زندہ اور جاگتا ڈنکے کی چوٹ سے اعلان کرتا ہوا میدان میں خم ٹھوک کر ہر مخالف کو مقابلہ کے لیے للکارتا ہوا کھڑا ہے، اور وہ اپنے وجود سے یہ استدلال کررہا ہے کہ اے ہندوؤ! تمہارا ایشوراوتار جب تک وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوکر دینِ اسلام کی خدمت کے لیے نہیں کھڑا ہوا تب تک اس کو نجات نہیں ملی، بتاؤ کہ اب آپ کس بھروسہ پر اور کس گھمنڈ پر یہ تصور کر بیٹھے ہو کہ کیا آپ اپنے دھرم کے دستور کی پابندی میں اپنے مقرر کردہ سلوک کے مدارج طئے کر کے نجات پاسکتے ہو؟" (۲۰، ۲۱)

ان عبارات کی ترتیب وتعبیر اور اردو زبان کی توہین وتذلیل پر کچھ کلام کرنا تضییعِ اوقات ہے، اس لیے آپ نفسِ مفہوم پر اکتفاء کرلیں تو کافی ہے۔

(۲۴۱) چن بسویشور ہی سے حقیقی اسلام کا اعادہ ہوگا

"یجروید" کے ایک منتر کی تشریح اس طرح کی گئی ہے:

"اس منتر میں بتایا گیا ہے کہ زمانہ کے فتنے کی وجہ سے مسلمانوں کے ۷۲ فرقے بن کر (یا بن جانے کی وجہ سے) حقیقتِ اسلام پر جو پردہ پڑا ہوا ہے، جس سے آریہ سماجی، عیسائی اور جینی وغیرہ دیگر مذاہب والوں کو اعتراضات اور نکتہ چینی کا موقعہ ملا ہے اس پردہ کو چن بسویشور اٹھائے گا، اور (تیرہ سو سال بعد) اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کو دکھائے گا، اس منتر (کے) اس بیان میں من وجہٍ یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ آریوں نے ویدوں اور اپنشدوں اور پرانوں کی بشارات پر اپنی کذب بیانی سے جو پردہ ڈالا ہے اس پردہ کو چن بسویشور اٹھائے گا۔" (ص:۲۵)

یعنی اصل معنٰی تو اس منتر کے وہی ہیں جو اولاً مذکور ہوئے کہ حقیقی اسلام خلافتِ راشدہ کے بعد مٹ چکا تھا یا محجوب ہوگیا تھا، چن بسویشور کی تشریف آوری کے بعد حقیقی اسلام انسانیت کے سامنے دوبارہ ظاہر ہوا۔ والعیاذ باللہ

(۲۴۲) خلفاءِ راشدین کے بعد تمام خلفاءِ اسلام بے دینوں کے ذریعہ منتخب ہوئے

"اس منتر میں اس حقیقت کا بھی اظہار ہے کہ خلفاءِ راشدینؓ کے بعد جس قدر بھی خلیفے منتخب ہوئے وہ کل کے کل دنیاداروں کے مشوروں سے منتخب ہوئے، آخری زمانہ کا خلیفہ (چن بسویشور) جو علیٰ منہاج نبوت ہوگا اس کو دیندار لوگ یعنی چن بسویشور اور چن بسویشور کے ساتھی (گرو اور چیلے مل کر) انتخاب کرینگے، مطابق اس بشارت کے الحمدللہ میں اور میرے ساتھی یہی کام کررہے ہیں۔" (ص:۲۵)

تمام خلفاءِ اسلام کے انتخاب کرنے والے دیندار تھے یا دنیادار اس کا فیصلہ تو خیر تاریخ کرے گی، اور تاریخ اسلام دنیا کی ہر لائبریری میں موجود ہے، ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آں جناب اور آں جناب کے ساتھیوں کا ''دیندار'' ہونا کس دلیل سے ثابت ہوا ہے؟ جب کہ آپ کی انجمن کو چھوڑ کر ساری دنیا آپ کو بے دین اور زندیق سمجھتی ہے، ویسے

ہندوؤں نے بھی آپ کو نقلی قرار دے دیا ہے۔

(۲۴۳) اصل اور بروز میں کوئی نسبت ہی نہیں

چن بسویشور نے اپنے کو پوری جسارت و گستاخی بلکہ بے شرمی سے حضرت محمد ﷺ کا بجمیع کمالات بروز وظہور ثانی کہا ہے، ہم ذیل میں آپ ﷺ کی عبدیت اور چن بسویشور کی فرعونیت واضح کرنے کے لیے دونوں کی ایک ایک دعا نقل کر رہے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا:

"اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں، میری حالت دیکھ رہے ہیں، میرے ظاہر و باطن سے خوب واقف ہیں، میرا کوئی حال آپ سے پوشیدہ نہیں، اور میں خوفزدہ ہوں محتاج ہوں، فریادی ہوں، تعمیلِ حکم کے لیے تیار ہوں، لرزاں و ترساں ہوں، اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، آپ سے مسکینوں کی طرح سوال کرتا ہوں، شرمندہ و گنہ گار کی طرح آپ کے حضور گڑگڑا رہا ہوں، مصیبت زدہ اور گھبرائے ہوئے کی طرح آپ سے دعا مانگ رہا ہوں، گردن جھکائے ہوئے، آنسو بہاتے ہوئے، خشوع و خضوع کے ساتھ اور ناک رگڑتے ہوئے سوال کرتا ہوں۔ (طبرانی ۱۱/۱۸۴)

یہ ایک مثال ہے نبی کریم ﷺ کی عبدیتِ کاملہ اور شانِ معرفت کی اس کو سامنے رکھ کر اپنے کو بروزِ محمد کہنے والے کی دعا میں اس کی عجب و خود بینی و خودستائی کو بھی پڑھ لیجئے، آپ ہی کا ضمیر پکار اٹھے گا۔ ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

"اس فقیر نے اپنی عمر کے چھبیسویں سال تعلیم ختم کر کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر اپنی زندگی دین کی خدمت کے لیے وقف کی اور رات اور دن خصوص تہجد کے طویل سجدہ میں یہ فقیر دعا کرتا تھا، یا اللہ! تو اپنے بندہ سے دین کا کام لے، تو نے ایک سوکھی لکڑی جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی اس سے کام لیا، تیرا بندہ تر و تازہ ہے، نوجوان ہے، مختلف علوم و فنون سے واقف، فنِ سپاہ گری میں فرد یکتا، جدید اور قدیم علمِ جنگ سے

کماحقہ واقف ،عربی دانی سے مولویوں کو پکڑنے والا ،انگریزی کا عالم بن کرانگریزی دانوں پر قبضہ کرنے والا ،خوف وخطرہ کبھی بھولے سے بھی اس کے دروازہ پرنہیں آیا ،اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی ،غلامی کی کبھی صورت نہیں دیکھی ،نوسال کی عمر کا نمازی ،رویائے صالحہ کا وارث ،بچپن کا تیری لقاء کا امیدوار ،بارش کے نشان والا ،مختلف زبانوں کا جاننے والا ،ایثاروقربانی کا عادی ،اولوالعزمی کی یہ شان کہ جس نے طالب علمی کے زمانہ میں من کل الوجوہ اعتبار حاصل کر کے اعلان کرتا تھا کہ ''ایک سینہ میں میرے ہیں کئی سکندر کارکن ،اس لیے نظروں میں میرے یک سکندر ہیچ ہے'' دلیر ،جری وڈھیٹ ایسا کہ نہ کبھی دنیا داروں کے غیر ممکن چیز کو ممکن کر کے بتانے میں پیچھے ہٹا اور نہ کسی انسان سے ڈرا ،اور نہ کسی جن وشیطان سے ،اپنی ذات سے ہر مصیبت اور ہر خطرہ وخوف کے وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی شہادت دیتا رہا ،نجیب الطرفین ہے ،تیرے بندہ کی ذاتی وخاندانی شرافت ایسی کہ اگر دنیا میں کوئی شریف ہے تو وہ مجھ سے بڑھ کر نہیں ،اگر ہو تو زیادہ سے زیادہ میری برابری کا ہوگا ،صلح اور بردباری میں ایسا کہ یہ کسی کا دشمن نہیں ،اے میرے اللہ! تو بہتر جانتا ہے کہ میں کیا ہوں اور کیسا ہوں ،خدمت کی درخواست میں میری نظر غلطی کرسکتی ہے: رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا۔'' (ص:۳۵)

مندرجہ بالا دعا موصوف پندرہ سال تک کرتے رہے یعنی عمر کے چھبیسویں سال سے چالیسویں سال تک ،تب جا کر اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ مقام عطا فرمایا جو قوتِ بازو سے حاصل نہیں ہوسکتا تھا ،یعنی یہ کوئی کسبی مقام نہیں ،محض وہبی مرتبہ ہے ،وہ کیا ہے انہیں کے قلم سے ملاحظہ فرمالیں:

''اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو وہ خدمات عطا فرمائے جو میرے وہم وگمان میں نہیں تھے ،(ان میں سے) ہر خدمت میں میرے درد کی دوا تھی ..... وہ اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کے ۹۶ نشانات اور اخلاقی وجسمانی ۵۶ نشانوں کے ساتھ اس فقیر کو دیندار چین بسویشور بنا کر کھڑا کیا ،جس کے ذمہ چھ عظیم الشان کام لگائے۔ (ص:۳۶)

(۲۴۴) چن بسویشور کے چھ بے کار نامے

وہ چھ کام مختصراً نمبروار ہم اپنے قلم سے درج کر رہے ہیں، مگر انہیں کی کتاب سے:

۱) مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں سخت اور آپس میں رحم دل بنانا۔

۲) ویر بسنت وشنو (مرزا غلام احمد قادیانی) کے سجادہ نشین میاں محمود کے دعوؤں کی اصلاح کرنا۔

۳) آریوں کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں کو دور کرنا کہ ویدوں میں اسلام اور بانیِ اسلام کے بارے میں جو باتیں ہیں وہ "بادشاہ اکبر" نے نہیں داخل کئے "اللہ اکبر" نے داخل کئے ہیں۔

۴) ہندو اوتاروں اور ان کی کتابوں کی ——— جنہیں مسلمانوں نے چنڈال چوپڑیوں کی طرح گھوڑ پر پھینک دیا تھا ——— تصدیق کر کے ان کتابوں کو مسلمانوں کے گلے کا ہار بنانا۔

۵) ہندوؤں اور مسلمانوں کو مذہبی حیثیت سے ایک قوم بنا کر ہندوستان کو آزاد اور حقیقی معنوں میں جنت نشان بنانا (جب کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی جنت موصوف کی نظر میں بے کار خانہ ہے)۔

۶) جو سب سے بڑا کام ہے اور جن سے اللہ تعالیٰ اس کے رسول اس کے مقرب بندے اور ملائکہ سب خوش ہو جائینگے یہ ہے کہ ہندوستان کی تمام اقوام کے پیشواؤں کی عزت قائم کرنا خواہ وہ شودروں کا پیشوا ہو یا برہمنوں کا، سری رام جی ہوں یا پرات ہڑیا، گونڈ لیا ہو یا درواشا، والملک ہو یا وششٹھ، بابا نانک ہو یا گورکھ ناتھ اور خواہ وہ بشویشور ہو یا مونیشور۔ (ص:۳۶ تا ۳۸)

عدالتِ خصوصی کی بحث

چن بسویشور صاحب کو کسی الزام کے تحت نظر بند رکھا گیا تھا، پھر ۴؍جولائی ۱۹۵۰ء میں انہیں عدالتِ خصوصی کے اجلاس پر پیش کیا گیا۔ ان سے جو سوالات کیے گئے اس کے تمام ہی جواب ان کی کمالِ سفاہت کا ثبوت ہیں، ان میں سے بعض اس کتاب کے قارئین کی تفریحِ طبع کے لیے پیش ہیں۔

☆ سوال کیا گیا کہ آپ فقیر یعنی تارک الدنیا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، جب کہ آپ کے پاس بال بچے گھر بار سب کچھ ہے؟ جواب ملتا ہے:

(۲۴۵) فقیر وہ ہے جس کا رزق مقرر نہ ہو

"میرا کوئی زمین پر گھر نہیں ہے، یہ خانقاہ سرور عالمؐ.....جس کو مذہبی نام لگا دیا گیا ہے۔ ہندو اقوام جگت گرو آشرم کہتے ہیں نہ یہ میرے باپ کے ترکہ میں آئی ہے اور نہ میرے بچوں کے ترکہ میں جائے گی.....فقیر وہی ہوسکتا ہے جس کا رزق مقرر نہ ہو، جو صبح کھائے تو شام کا کھانا کہاں ہے معلوم نہ ہو۔ یہی حال میرا ہے۔" (اس لیے فقیر کہلاتا ہوں) (ص:۴)

☆ سبحان اللہ! فقیری جو مقاماتِ طریقت کا ایک بلند مقام ہے جو زہدِ اسلامی سے تعبیر ہے، اس کو بھک منگی ومحتاجی پر محمول کیا ہے، اور یہی عادتیں اپنی قوم کو بھی سکھلا گئے

ہیں، آج ان کی قوم میلی کچیلی محتاج بنی پھر رہی ہے اور اسی عیب کو کمال و مقام سمجھ رہی ہے۔

☆ موصوف کا خیال تھا کہ وہ شہنشاہ ہیں اس لیے عدالت کو ان پر مقدمہ چلانے کا کوئی حق نہیں ہے، جب نواب عثمان علی خان والیِ دکن پر مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا ہے تو مجھ پر کیسے چلایا جا سکتا ہے؟ عدالت نے ان سے سوال کیا کہ حضرت ابراہیم، حضرت یوسف اور حضرت مسیح ابن مریم علیہم السلام پر جب مقدمے عدالتوں میں چل چکے ہیں تو آپ پر کیوں نہیں چل سکتا؟ جواب میں موصوف اس طرح گویا ہوئے کہ "ان تینوں میں کوئی بادشاہ نہیں تھا، اس لیے ان پر مقدمہ چلایا جانا حق بجانب تھا"، پھر پتہ نہیں کیا سمجھ میں آیا بلا وجہ ایک نکتہ پیدا کرتے ہوئے کہ "جس کو بادشاہت کی ہوس ہو اور بادشاہت نہ ملے اس پر بھی مقدمہ چلنا چاہیے"، یہ الزام تینوں برگزیدہ پیغمبروں پر اپنی طرف سے جڑ دیا کہ وہ تینوں بادشاہی کی ہوس رکھتے تھے، پھر اپنے آپ کو اس ہوس سے محفوظ و معصوم قرار دے کر معصوم پر مقدمہ نہ چلا سکنے کا یہ بھونڈا استدلال پیش کیا کہ

(۲۴۶) میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں

"(چونکہ چار بادشاہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے، میں ان کا مرشد ہوں جس کی وجہ سے میں بادشاہوں کا بادشاہ قرار پاتا ہوں) ان تینوں میں کوئی بھی بادشاہ نہیں تھا اور اس وقت ان کے امتیوں میں بھی کوئی بادشاہ نہیں تھا، اور نہ وہ بادشاہوں کے بادشاہ کہلاتے تھے، .....جس کو بادشاہت کی ہوس ہو اور (مگر) بادشاہت حاصل نہ ہو ایسی صورت میں بھی وہ عدالت میں پیش کیا جانا چاہیے..... چنانچہ یہ صورت مندرجہ بالا تین نبیوں میں سے ہر ایک نبی میں پائی جاتی ہے، چنانچہ ابراہیم کو بادشاہت دنیا ان کی آرزو کے بعد دیا جانا پایا جاتا ہے، یوسف کو بادشاہت کی آرزو ہونا ان کے بادشاہت کی قدر کرنے میں پایا جاتا ہے.....اور مسیح نے تو کھلے الفاظ میں کہا میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں۔ اس اعلان کے جرم میں صلیب پر چڑھائے گئے، اس کے قبل

ان کو مقدمہ میں جواب دہی کرنا پڑی۔ برخلاف اس کے یہ فقیر فنافی الرسول نے کبھی بھی بادشاہ بننے کی آرزو نہیں کی، حضور نبی کریم ﷺ میں فنا ہونے کی وجہ سے اس وقت بادشاہوں کا بادشاہ ہے، چار بادشاہوں نے فقیر کی بیعت کی ہے، جب مریدوں پر مقدمہ نہیں چل سکتا تو بدرجہ اولیٰ مرشد پر مقدمہ نہیں چلنا چاہیے۔" (ص:۴)

یعنی اولوالعزم انبیاءِ کرام تو ہوسِ منصب اور آرزوئے سلطنت میں مبتلا تھے (نعوذ باللہ) مگر چن بسویشور اس گناہ سے معصوم تھا۔

☆ اس پر ان سے سوال کیا گیا کہ دھاڑواڑ میں جب آپ پر مقدمہ چل رہا تھا اور آپ جواب دہی کا سامنا کر رہے تھے اس وقت آپ کو کیوں خیال نہیں آیا کہ مجھ پر مقدمہ نہیں چل سکتا؟ جواباً فرماتے ہیں:

(۲۴۷) چن بسویشور کا چمکنا اللہ کا چمکنا ہے

"مختصر یہ کہ یہ فقیر دھاڑواڑ کے مقدمہ کے بعد بادشاہوں کا بادشاہ بنا، اس واقعہ میں باریک عرفانی نکتہ یہ ہے کہ (اس وقت بھی) دشمنوں نے اپنی جگہ اچھا سمجھ کر مجھ پر مقدمہ چلایا، وہ میرے لیے نہایت مفید ثابت ہوا، اس وقت بھی خصوصی عدالت میں یہی ہو رہا ہے، نادان پولیس نے کسی اور خیال سے مجھ پر سازش اور ڈسٹرکٹ امداد رضا کاران کا الزام لگایا، اس سے اللہ کے چمکنے کا وقت آیا، میرا کارنامہ روزِ روشن کی طرح چمک اٹھا۔" (ص:۷)

☆ یہ پوچھے جانے پر کہ قانون میں اتنا ہی ہے کہ بادشاہ پر مقدمہ نہیں چل سکتا، یہ کہاں ہے کہ ان کے مرشد پر بھی نہیں چل سکتا، اس کے جواب میں موصوف نے یہ منطق بگھاری کہ

"قانون فلسفہ سے بنتا ہے لہٰذا فلسفہ انتہائی نکتہ روحانیت کی طرف رہبری کر کے خاموش ہو جاتا ہے، بادشاہت اللہ کا سایہ ہے۔"

پھر بے ضرورت اور بے پوچھے ہی روحانی حکومت کے لیے چند لوازمات کا ذکر کر کے اصل سوال کا جواب اس طرح دیتے ہیں:

(۲۴۸) تصوری چیز تصویر کی صورت میں سامنے آ گئی ہے

"جب بادشاہ اور اللہ میں ظل کی حقیقت ہے تو لازمی طور پر مرید اور مرشد کی حقیقت بھی یہی ہوئی، مرید اگر بادشاہ ہے تو وہ ظل ہے، مرشد اصل ہے، اصل جب تک ظہور میں نہیں رہتا ظل سے ہی کام لیا جاتا ہے اور جب اصل ظاہر ہو جائے تو اس کے لیے لازمی طور پر قانون بنانا پڑتا ہے، گذشتہ اندھیرے کے زمانے میں بادشاہوں کی حد تک ہی کام چلا اور اب روشنی کے زمانے میں اصل (یعنی اللہ) آ گیا ہے، اس کے لیے قانون بنانا چاہیے، اس سے معافی چاہ کر منت وسماجت کر کے مقدمہ برخواست کرالینا چاہیے، یہی قانون کا منشاء ہے۔ قانون صرف فلسفہ ہی پر اپنی بنیاد رکھتا ہے، جب روحانیت آتی ہے تو اس کو ماننا پڑتا ہے، تصوری چیز (یعنی اللہ) تصویر کی صورت میں سامنے آ گئی، اس کی اتباع ضروری ہے۔" (ص:۸)

یعنی اللہ تعالیٰ جس کا صرف تصور ہی ہوسکتا تھا وہ چن بسویشور کا روپ دھار کے دنیا میں آ موجود ہوا۔ اب اس کی اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اس لیے عدالت کو چاہیے کہ وہ اس خدا سے اپنی گستاخی کی معافی مانگ کر مقدمہ خارج کر دے اور نیا قانون بنا کر شہنشاہِ وقت کو مقدمہ سے مستثنیٰ کر دے۔ عجیب انتشار ہے کبھی خود کو خانماں برباد فقیر کہتے ہیں اور کبھی بادشاہوں کا بادشاہ!

☆ موصوف دربار میں جواب دہی سے بچنا چاہتے تھے، اور اسے اپنی بے عزتی سمجھتے تھے، اس لیے خصوصی عدالت کے کٹہرے میں نہیں ٹھہرنا چاہتے تھے، ان سے پوچھا گیا کہ وزراء مجلس کے ساتھ بیٹھنے میں انہیں بے عزتی کیوں نظر آئی؟ تو جواب میں اپنے کو نبی سے اور اپنے دربار کو نبی کے دربار سے اپنی قوم کو نبی کی امت سے اور اپنے خدام کو انبیاء سے

تشبیہ دیتے ہوئے ذیل کی بکواس ہانکتے ہیں:

(۲۴۹) میرا دربار نبیؐ کے دربار کی طرح قابلِ احترام ہے

"جیسے ایک نبی کی بے عزتی قوم میں (ہوتی ہے تو) قوم میں بے عزتی سے بچنے کے لیے وہ اپنی امت بناتا ہے، اور اس کی وہ عزت کرتے ہیں، حتی کہ اس کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنا نہیں چاہتے، نبی بھی کسی انسان کی آواز کو اپنی آواز پر بلند سننا نہیں چاہتا، غرض تعظیم وتکریم کی انتہاء اس کے دربار میں ہوتی ہے، میرا دربار ویسا ہی ہے، یہ توپوں کی سلامی کے خواہاں..... جو ایک لوہے کے نلکے سے گندی گندھک کا لاکوئلہ اور پیشاب سے بنا ہوا شورہ آواز کردے اور دنیا میں بدبو پھیل جائے تو یہ خوش ہوتے ہیں، اور میری جو صبح کے وقت پہلے آسمان پر اللہ آتا ہے اس کے کلام کرنے میں خوشی ہے، اور ان کی (یعنی مادّی جاہ وجلال والوں کی) خوشی لاکھوں سپاہی غیر متقی زانی بدکار کی سلامی سے خوش ہوتے ہیں۔ میں ایک متقی مثیلِ نبی کے سلام کرنے سے خوش ہوتا ہوں۔" (ص:۹)

اس کے بعد غرور وتعلّی جھاڑتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عزت فقیری میں ہے جو کوئی چھین نہیں سکتا، بادشاہت چھینی جاتی ہے اس وجہ سے اس میں عزت نہیں (اس لیے) ان بے عزتوں (مسلمان وزیروں) میں فقیر کا بیٹھنا اس کی بے عزتی کا باعث ہے۔" (ص:۱۰)

☆ ایک سوال یہ کیا گیا کہ آپ کے باپ دادا پیری مریدی نہیں کرتے تھے، آپ کیسے مرشد بن گئے اور کیسے اس لائن میں آ گئے؟ تو جواب ارشاد ہوا:

(۲۵۰) حضرت ابراہیمؑ، حضرت محمدؐ، رام، کرشن سب ایک صف میں

"میں ویسا ہی مرشد بنا ہوں جیسے ابراہیم علیہم السلام کے باوا پیری مریدی نہیں کرتے تھے اور وہ مرشد بن گئے، میں ویسا ہی بنا ہوں جیسے رام جی کے باوا پیری مریدی نہیں کرتے تھے اور وہ بن گئے، ویسا ہی بنا ہوں جیسے کرشن جی کے باوا پیری مریدی نہیں

کرتے تھے اور وہ بن گئے ، میں ویسا ہی بنا ہوں جیسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے باوا پیری مریدی نہیں کرتے تھے وہ بن گئے ۔" (ص:۱۰)

☆ جب وہ کہتے رہے کہ فقیر کی عزت چھینی نہیں جا سکتی تو جج نے سوال کیا کہ مگر آپ کی عزت تو عدالت میں ماخوذ کر کے چھین لی گئی جس سے آپ کے مریدین بہت پریشان ہیں تو جواب ملا:

(۲۵۱) چن بسویشور کا الہام یا معمہ؟

"میرا الہام ہے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ اکیس تک آپ اندر رہیں گے بعد ہم چمکیں گے، میری عزت کا کوئی اوتار نہیں ہوا بلکہ سورج کی طرح چمک پر ہے۔ آپ کو کسی صورت سے میرے اوتار ہونے کی بروزِ محمد مظہر اللہ ہونے کی شان سن نہ سکتے تھے، آج دربار میں آ کر وہی کہہ رہا ہوں جو مریدوں میں کہتا تھا، آپ کو میری بات سننے پر اس طرح مجبور کیا گیا ہے ۔ میری شان وہی باقی ہے، اس وجہ سے دنیاداروں سے نکل رہا ہوں ۔" (ص:۱۱،۱۲)

ایشوراوتار

ایشور گیانی کیشو اوتار سید رسول نامی ایک معتقد کا یہ رسالہ چن بسویشور کو "ایشوراوتار" ثابت کرنے کی ضرورت سے تصنیف کیا گیا ہے، اس کا آغاز حق تعالیٰ کی ایسی حمد سے ہوتا ہے جو سراسر کفر وشرک پر مبنی ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۲۵۲) اللہ تعالیٰ انسان کو روحانی ترقی کے ذریعہ اپنے مقام پر پہونچادیتا ہے

"بعد حمد وثنائے ربِ ذوالجلال میں اس کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بتدریج انسانوں کو ارتقائے روحانی دے کر مقامِ احدیت پر پہونچاتا ہے، (پھر) وہی غیب وشہادت میں متجلی ہوکر اسلام کو بامِ عروج پر پہونچاتا اور کفر کو محو کررہا ہے، جب (وہ) غیب میں آتا ہے (جاتا ہے) تو کفر زور پکڑتا ہے، برائی وبے دینی عام ہوجاتی ہے، اس وقت وہ وحدت الوجود بن کر زمین وآسمان کے ہزاروں نشانات کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔" (ص:۱)

(۲۵۳) صرف چن بسویشور مختارِ کل ہے انبیاء نہیں

"(جس طرح) اندھیری رات میں راہ بتلانے کے لیے تارے موجود ہیں، اسی طرح مجدد، محدث، غوث، قطب اولیاء اللہ (راہ دکھانے کے لیے) پیدا ہوتے رہے،

لیکن مختارِ کل نہ ہونے کی وجہ سے ان کے پورے اختیارات دنیا پر نہ چلے..... جو وجود مختارِ کل بن کر آئے گا اس کے لیے زمین آسمان شہادتیں دیتے ہیں، جس کی بشارات اولیاء اللہ اور انبیاءِ ماسبق اور اوتاروں نے اپنے اپنے مذہبیکتب میں دی ہیں ان کا مصداق بن کر پورے نشانات کے ساتھ وہ (چن بسویشور) کھڑا ہوتا ہے۔" (ص:۱)

(۲۵۴) اللہ تعالیٰ ہی چن بسویشور بن کر ظاہر ہو گیا ہے

"جب کسی کا باغ موذی جانور تباہ کرنے جاتے ہیں تو اس باغ کا مالک خود اپنے پورے ساز وسامان کے ساتھ (آ کر) ان کا مقابلہ کر کے اپنے باغ کی حفاظت کرتا ہے، اسی طرح اللہ پاک اپنے بندوں کو جنہیں باغی موذی درندے تباہ کر رہے ہیں ان کو بچانے کے لیے پورے ہتھیاروں اور کیل کانٹوں سے لیس ہو کر (آتا ہے اور) ان کا مقابلہ کر کے (بندوں کو) امن دیتا ہے، اسی طرح قرآن کریم **وکفی باللہ شھیدا** کہہ کر ارشاد فرماتا ہے، اور اللہ مسلمانوں ہی میں ہو کر شہادت دیتا ہے۔" (ص:۱)

(۲۵۵) چن بسویشور کے وجود سے اللہ اپنے موجود ہونے کا ثبوت دیتا ہے

"(جب) وہ موعود انسان آتا ہے (تو) اللہ اس وجود سے انا الموجود (کہہ کر اپنے موجود) ہونے کا ثبوت دیتا ہے، اور دنیا کو امن وسلامتی دے کر تمکینِ دین کر کے دینی حکومت قائم کرتا ہے ..... حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ بالفعل حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کر کے عشقِ رسول اللہ میں اپنی خودی کو مٹا کر اللہ کے اظہار کے لیے کھڑے ہیں۔" (ص:۲)

(۲۵۶) چن بسویشور ایشور اوتار (خدا تعالیٰ) ہے

بھگوت گیتا کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:

"جب کبھی دین میں خرابی پیدا ہوتی ہے اے ارجن! دین کے استحکام کے لیے میں (خود) آتا ہوں، سادھوؤں کی پرورش کے لیے، ظالموں کو تباہ کرنے کے لیے اور دین کی تمکین کے لیے ہر زمانہ میں میں (خود) آتا ہوں، کلیوگ کے پانچ ہزار سال کے بعد ورن شنکر ہوگا مہاوشنو یعنی ایشوراوتار (خداتعالیٰ) ظاہر ہوگا۔" (ص:۲)

(۲۵۷) چن بسویشور آکر دنیا کو بُرے حالات سے نجات دلاتا ہے

"دین کی خرابی"—— جس کی اصلاح کر کے اُس کا استحکام کرنے کے لیے ان کے بقول اللہ تعالیٰ ظہور فرماتا ہے—— کے سلسلہ میں ہندو تاریخی کتب میں جو پیشینگوئیاں منقول ہیں بھگوت گیتا کے بیسیوں اشلوکوں سے انہیں نقل کرنے کے بعد چن بسویشور کے زمانہ میں ان سب علامات وحالات موجود ہونے کے دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ حالات دنیا کو نجات دینے (دلانے) والے، دوبارہ ظہور ہونے والے ایشوراوتار حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ کی آمد آمد کی بشارت دے رہے ہیں۔" (ص:۶)

(۲۵۸) مہاوشنو میں ہوکر جاہ وجلال سے آیا ہے

چند اشلوکوں کو نقل کر کے اور ان سے حسبِ منشاء مفاہیم اخذ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا کہ عالمِ ارواح میں پانچ ہزار سال قبل جب کہ کرشن جی دنیا سے گذر گئے تھے بتایا گیا تھا کہ پانچ ہزار سال بعد دنیا پر ایسا بُرا زمانہ جو بے دینی سے بھرا ہوا ہے آئے گا، دجال کا دور ہندوستان پر رہے گا، تب مہاوشنو اللہ میں ہوکر جاہ وجلال سے ہندوستان میں ظاہر ہوگا۔" (ص:۹)

ان اشلوکوں میں جو تعبیرات استعمال کی گئی تھیں وہ سنسکرت کی تھیں اور ہندو تہذیب وتوہم کے مطابق تھیں اُن کا بعینہٖ چن بسویشور اور اس کے زمانہ کے حالات پر اطلاق مشکل

تھا، اس لیے موصوف نے ایک شاطرانہ چال چلی، ایک مفروضہ قائم کیا اور اپنے مطلب کے مطابق ان کا مفہوم نکال لیا۔ ملاحظہ کیجئے:

(۲۵۹) شاستروں کو سمجھنے کے لیے ایشور کا درشن ضروری ہے

"شاستروں میں صرف متشابہ لفظ آتے ہیں جس کا ارتھ جاننے کے لیے ایشور گنان کی ضرورت ہے اور جب تک ان آنکھوں سے ایشور کا درشن نہ ہو ان متشابہ لفظوں کا ارتھ صحیح بتا نہیں سکتے۔ میں (نے) چونکہ ایشور اوتار کو حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور کے روپ میں ان آنکھوں سے دیکھا ہے، اس لیے اس کی تشریح کر رہا ہوں۔" (ص:۹)

وہ تشریح کیا ہے؟

"وشنو ایشا" کے معنٰی وشنو کو چاہنے والا یا "آدھی وشنو" کو جاننے والا ہوتا ہے۔ "آدھی وشنو" کے معنٰی وہ نور جو اللہ تعالیٰ نے کائنات کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے اظہار کے لیے پیدا کیا۔ اس کو جاننے والا "آدھیا برہمن" ہے، اس نور کے جاننے والا یعنی محمد ﷺ جن کو وید مقدس کے (مبارک) اپنشدوں میں برہم جاتے تو برہمن کہا گیا ہے "سومتی" کے معنٰی اچھے اخلاق ہیں، اس کو عربی میں آمنہ کہتے ہیں، "مہاوشنو" محمد ﷺ ہیں، چن بسویشور کے والد راج محمد "وشنو ایشا" کہلاتے ہیں۔" (ص:۹، ۱۰)

اور بھی بلا بدتر تشریحات ہیں جنہیں ہم نے ترک کر دیا ہے۔

(۲۶۰) چن بسویشور کبھی فنا نہ ہوگا

"اسی ایک مسئلہ "بعثتِ ثانی" کو نہ سمجھ کر مسلمانوں میں بعض مجددین کو بعثتِ ثانی تصور کر کے نہ ماننے والوں کو کفر کا فتویٰ دے کر فرقے بنائے، ہم ویاسی جی کی جتنی بھی تعریف کریں وہ تھوڑی ہے، کیونکہ انہوں نے (لفظ) ایونی کہہ کر نور کی حقیقت کو کھولدی، چونکہ نور آتا ہے نہ جاتا ہے، حضرت صاحب قبلہ نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے ؎

آنا آنا ہی ہے، جانا کبھی دکھتا ہی نہیں　　فرطِ رحمت میں برستا ہوا باراں ہوں میں"

(ص:۱۲)

اردو زبان کی مٹی پلید ہونے کا کوئی شکوہ کئے بغیر بس اس قدر سمجھ لیجئے کہ موصوف کے نزدیک ہندو پیشوا حجتِ شرعیہ ہیں، ان ہی کی پیشین گوئیاں اور انہی کی تشریحات حرفِ آخر ہیں، کیوں نہ ہوں جب کہ موصوف ان کتابوں کو مقدس اور ان کی عبارات کو متبرک قرار دیتے ہیں۔

(۲۶۱) نبی اکرم ﷺ کا آنا اللہ کا آنا ہے

"یہ بتانے کے لیے کہ حضرت محمد ﷺ ہی مرتبۂ غیب میں "اللہ" ہیں، اور اللہ تعالیٰ جب ضرورت سمجھتے ہیں دنیا میں کسی کامل متبع کی شکل میں ظہور فرماتے رہتے ہیں، چنانچہ اس زمانے میں چن بسویشور کی شکل سارے عالم کی ہدایت کے لیے سورج کی طرح وہ نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آنا تھا، اس لیے ہر نبی نے آپ کے آنے کی بشارت دی۔ جو مرتبۂ غیب میں ھواللہ ہے ان کا آنا اللہ کا آنا ہے، اللہ آئے ناکام جائے یہ بات ناممکن ہے کیونکہ اللہ قادر و خالق ہے۔ قادر ہو اور اختیارات دنیا پر نہ چلے یہ فضول سی بات ہے، ان کے اوّل جتنے نبی اور رسول آئے ان کو عیسیٰ نے نوکر قرار دے کر اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور کہا کہ دنیا کے لوگ نوکروں کو مار کے بھادئے اور میں بیٹا آیا تھا مجھے بھی ان ظالموں نے صلیب پر لٹکایا تھا۔ اب وہ آسمانی باپ خود آ کر اپنے باغ کی حفاظت خود کرلے گا۔ بموجب اس کے حضرت رسول خدا ﷺ آئے اور ابوالانبیاء ہونے کا ثبوت دیا، آپ کا آنا اللہ کا آنا عملی ثبوت دنیا کو دے کر امن قائم کیا اور دینی حکومت کا قیام کیا جس کا ذکر وید ویاس جی نے بھویشہ پران میں پرتی سرگ ۳ ادھیا ۳ شلوک اتادمیں فرمایا اور اس کے بعد دوبارہ اس کا ہی آنا بتا کر اپنے ملک یعنی ہندوستان میں آنے کا اشارہ کیا، اب رسول اللہ ﷺ وہ جسم لے کر نہیں آئے جو انسان ان کے نقش قدم پر چل کر ان میں فنا ہوتا ہے اس کے قلب سے ظاہر ہوتے۔ وکفی باللہ شھیدا اس پر دال ہے۔ (ص:۱۲، ۱۳)

(۲۶۲) اپنا وجود ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو دنیا میں آنا پڑا

"اللہ کا وجود ثابت کرنے کے لیے انا الموجود کہہ کر دوبارہ وہ کامل نور لے کر کھڑے رہنا پڑا، چونکہ ایک ذات کے دو وجود نہیں ہو سکتے، اس لیے قلوب المؤمنین عرش اللہ کے حامل انسان کو ویدویاس نے اس کا آنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا بتایا۔"

(ص:۱۳)

(۲۶۳) چن بسویشور فطرت کا مالک ہے

دنیا میں بدامنی اور فتنے کے برپا ہو جانے اور بحر و بر میں فساد بھڑک اٹھنے کا ذکر کرتے ہوئے اسے ایشور کے ظہور کی علامت قرار دیا ہے، چن بسویشور پر حکومت کی پابندیوں کو ان کی صداقت کی نشانی بتلایا ہے۔ اس پورے اقتباس میں آپ غور کرینگے تو چند در چند غیر اسلامی دعوے واضح ہوں گے۔

"حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ اللہ سے علم پا کر جب دین کی خدمت کرنا شروع کئے اور دین کے حامی امی لقب پانے والے دکن کے اور شمال کے اللہ والے حضور قبلہ کے اردگرد جمع ہونے لگے اور مشرکانِ دین اور کفارانِ عالم پر اسلام کی حجت پوری کرنے لگے، اور جب یہ طاغوتی کلی پرش کے زد میں آئے ہوئے لوگ دلائل سے تنگ ہو کر وقت کے گورنمنٹوں کے پاس چاپلوسی کر کے زبان بندیاں کروانے لگے۔ کلی پرش اس سے بخوبی واقف تھا کہ ہند ایک مذہبی ملک ہے اس میں مختلف عقائد کے لوگ رہتے ہیں۔ یہ کبھی اتحاد نہیں کر سکتے، اور ان کے پھوٹ کے ثمرہ سے جو منافع ملتا ہے وہ قطعی بند نہیں ہوتا، لیکن اللہ رب العالمین انسانوں کو اپنی خدمت کے لیے پیدا کیا ہے وہ کبھی انسان کو اس کے ہم جنس کی غلامی میں رہنے نہیں دیتا۔ غلامی صرف فطرت کے خلاف عمل کرنے سے آتی ہے، اور ہادی فطرت کا مالک ہوتا ہے اور وہ وحدت الوجود ہوتا ہے، اس کی جادو بیانی سے انسان کی غفلت دور ہو کر وہ ایک مرکز پر

جمنے لگ جاتے ہیں، یہ کل پرشوں اوران کے ساتھیوں کو اچھی نہیں معلوم ہوتا، وہ اس اللہ والے کو تکلیف دینا شروع کرتے ہیں اوراسی ایذارسانی میں وہ تباہ ہوجاتے ہیں، اسی معیار کے بموجب حضرت صاحب قبلہ اوران کے ساتھیوں کو دھارواڑ ڈسٹرکٹ کلکٹر نے پولیس حکاموں کی غلط بیانی پراللہ کے کام کوروک دیا۔" (ص:۱۴)

(۲۶۴) وید میں بیان کردہچن بسویشور کی نشانیاں

"ہاتھ میں ناگ بید کا عصا لے کر تیز دھار کی تلوار سے راجاؤں کو کمزور بناتے ہوئے سفید گھوڑے پرسوار ہوکر برہمن کے گھر پیدا ہونے والے روح اعظم ہری (رحیم) دین کا دور قائم کرنے والے وہ بھگوان کے دین کی محبت کرنے والے یعنی دین اسلام کی محبت رکھنے والے ہوں گے۔" (ص:۲۳،۲۴)

(۲۶۵) اللہ تعالیٰ اپنے روپ بدلتا رہتا ہے

"جب راجہ لوگ ظلم وتعدی سے زمین کے چین کو کھودینگے اس زمانہ میں وہ اللہ جس نے بہت سے روپ بدلے ہیں جلال سے ظاہر ہوکر سانپ کے زہر کے مانند ان تمام بے انصاف راجاؤں کے جسم بھسم کردے گا۔"

(۲۶۶) مقام محمود اور مہدیت بھی چن بسویشور کی میراث ہے

"جب جنگ وجدل کا زمانہ رہے سوائے محمد کے کسی کو نجات نہ ہوگی، تب سنگ لنگ کا اوتار ہوگا، سارا جہاں اس کو مہدی پکارے گا، میں ہی عقبیٰ ہوں میں ہی دین قیم ہوں، زمانہ فطرت اورعمل ہمارے ہی کام کی گیت گاتا ہے.....ان دونوں راجاؤں کو دھرم راج پر قائم کرکے اورستیوگ قائم کرکے میں مقام محمود پاؤنگا۔" (ص:۲۵،۲۶)

(۲۶۷) چن بسویشور کے ظہور کے چار مقاصد ہیں

ویدوں کی مختلف چیدہ چیدہ اور بے تکی عبارات نقل کرنے کے بعد ان کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے چن بسویشور کے درج ذیل چار کاموں کو ان کی خصوصیت قرار دیا ہے۔(۱) بے دینی کو دور کر کے دین قائم کرنا۔(۲) دجال اور دجالیوں کو ختم کر کے امن قائم کرنا۔(۳) یاجوج ماجوج کا مقابلہ کر کے دنیا کو امن دینا اور حکومت کے خزانے نکال کر تعلیم وتربیت پر خرچ کرنا۔(۴) غیر اسلامی حکومتیں ختم کر کے اسلامی نظامِ حکومت قائم کرنا۔اس کے بعد لکھتے ہیں:

"(ان شلوکوں میں) ان امور کی تکمیل کے لیے کلکی اوتار کے سفید گھوڑے پر سوار ہو کر ہاتھ میں تلوار لے کر آنا بتلایا ہے، نیز انہی شلوکوں میں بتلایا ہے کہ وہ فنونِ جنگ میں کامل ماہر رہے گا، اور اس کو بہت تیز چلنے والا گھوڑا جو کوئی روپ بدلا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جانا اور اس موعود (چن بسویشور) کو روح القدس سے کامل علم دیا جانا بھی بتایا ہے اور لکھا ہے کہ وہ فاتحِ عالم ہوگا، اور عالمِ ارواح میں خود ایشور اوتار نے کہا ہے کہ میں ہی عقبیٰ ہوں، میں ہی دینِ قیم ہوں، زمانہ اور فطرت میرے ہی عمل کے ساتھ ہیں اور میں ست یگ میں دھرم راج قائم کرونگا۔" (ص:۲۶)

(۲۶۸) مصنفِ رسالہ کی آخری گذارش

''وید شاستر پران کے مذکورہ حوالہ جات سے حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ ہی موعود ایشور اوتار ہیں۔آپ آفتابِ عالم تاب کی طرح ظاہر و باہر ہیں۔

اے عقلمندو! اے علم رکھنے والو! اے عاقبت کی فکر کرنے والو! کیا یہ حالات ونشانات کافی نہیں ہیں؟ جو اپنے رہبر کی طرف توجہ کر سکیں۔"

متفرق رسائل سے

بعض چھوٹے چھوٹے رسائل سے اخذ کردہ مزید چند اقتباسات درج ذیل کئے جارہے ہیں۔

(۲۶۹) اللہ تعالیٰ انسان کا ہم جنس ہے، چن بسویشور نبی کا ہم جنس

"یاد رہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی فعلی کتاب میں پایا جاتا ہے وہی اس کی قولی کتاب میں نظر آتا ہے گویا کائنات عالمِ شہادت، ہے عالمِ روحانیت کا اجسام لطیف کی جامعیت کی کیفیت لے کر خوبصورت مخلوق ظاہر ہوا وہ انسان کا نام پایا، یہ اس وحدت الوجود کو ہم جنس واجب الوجود نے اپنے خلیفہ کے نام سے پکارا ہے، موجوداتِ عالم اپنی بقاء کی کشمکش میں اس کے مسخر ہوئے، تکمیل خلقت ملک و مالک اعادہ کا باعث بنی، اللہ رب العالمین کا یہ فعل اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ بہ تقاضائے ذات رب العالمین انوار الانبیاء کی جامعیت کی کیفیت نے بہ صورت حضرت ختمیت مآب ﷺ ظاہر ہو کر رحمت اللعالمین کے لقب سے ملقب ہو کر رسول اللہ کے نام سے خود کا اظہار کیا، اس وحدت الوجود کا اعادہ بصورتِ بروز ہوا کرتا ہے، جس کے دین کی خدمت کے لیے عالمِ روحانیت کے رہنے اور بسنے والوں کا بھی اعادہ ہوتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فعل کو قولاً اس طرح بیان کرتا ہے:

ویوم نبعث فی کل امة .....هولاء۔" (دیندار ص:۵/اگست ستمبر ۹۱ء)

کاش! کہ موصوف نے حقیقتِ نبوت کی تحقیق مرزا غلام احمد کے لٹریچر میں کرنے کے

بجائے کتاب وسنت میں کی ہوتی تو ان خرافات میں الجھنے کی نوبت ہی نہ آتی مگر اب ہمارے کاش! کا کیا فائدہ؟ کیونکہ وہ تو **یوم لا ینفع الظالمین معذرتھم** کے مرحلے سے گذر چکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کم از کم جو لوگ ابھی مہلتِ توبہ دئے گئے ہیں وہ اس دھوکہ سے باہر آجائیں اور توبہ کر کے صراطِ مستقیم پر جم جائیں، آمین۔

(۲۷۰) حضرت حسین کی استقامت پیغمبروں سے بھی زیادہ تھی

عثمان بن علی ملنا چن بسویشوری کی ایک رباعی جس کے تیسرے مصرعے سے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی شان میں ان کی تنقیص وتوہین کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

" وارث الفقر فخری ہیں حسین ابن علی — رازدار من عرف اور واقف سروجلی
رشک صد موسیٰ وعیسیٰ استقامت آپ کی — تاجدارِ اصفیاء ہر خطرۂ خوں سے ولی"

(دیندار ص:۱۳/ جولائی اگست ۹۲ء)

(۲۷۱) چن بسویشور اللہ تعالیٰ کے ذوقِ فطرت کا آئینہ ہے

دیندار انجمن کے صدر مرکز سے نکلنے والے دوماہی رسالہ "دیندار" ستمبر/ اکتوبر ۹۲ء کے ص۲ پر حامد کے تخلص سے کسی شاعر کی ایک نعت چھپی ہے۔ شاعر اپنے گرو چن بسویشور صاحب کے اعتقاد کے مطابق یہ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع سے امتی کو انبیاء کے کمالات حاصل ہوجاتے ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کنز مخفی سے احدیت میں، احدیت سے واحدیت میں نزول کرتے ہوئے اعادہ کرتا رہتا ہے، پھر جب اپنا نوری اعادہ کرتا ہے تو انا الموعود کہتے ہوئے چن بسویشور کی شکل میں ظاہر ہوجاتا ہے۔ انہی خرافات سے بھری ایک طویل نظم کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

" اسے کہتے ہیں فیض اتباع سرورِ عالم — کمال انبیاء ورثہ بنا علماءِ امت کا

کیا جس ذاتِ احدیت نے وحدت میں نزول اپنا　　انا الموعود آئینہ ہے اس کے ذوقِ فطرت کا"
(دیندار ص:۲ر ستمبر اکٹوبر ۹۲ء)

(۲۷۲) تقسیمِ ہند و پاک حضور ﷺ کا عمل ہے

موصوف چونکہ ہندوستان تمام کو مسلمان کرنے آئے تھے، وہ تو نہیں ہوسکا البتہ ملک تقسیم ہوگیا تو اس تقسیم کا سہرا اپنے سر لینے کے لیے عجیب وغریب توجیہ سے کام لیا ہے، واضح رہے کہ خاتم النبیین سے یہاں انہی کی شخصیت مراد ہے کیونکہ وہ اپنے کو حضور اکرم ﷺ کا (نعوذ باللہ) بجمیع کمالاتہ اعادہ اور ظہورِ ثانی سمجھتے ہیں۔

"یہ عمل خود حضرت خاتم النبیین ﷺ حیات النبیؐ کی ذاتِ اقدس کا ہے کہ عالمِ جسمانیات میں حضرت امام حسینؓ کے تبلیغِ اسلام ہند کی تمنائے کربلائی میں بفضل رب العالمین بذریعہ قائداعظم محمد علی جناحؒ دوقومی نظریہ اسلامی کے تیغ براں سے نظریۂ اکھنڈ بھارت کی گاؤماتا کے مانند معجزہ شق القمر دوٹکڑے پاک وبھارت کردئے ہیں.....اور مملکتِ پاکستان کو بصورت ذوالجناح روح حضرت امام حسین نے ہند کے کفر کے خلاف برائے بزم ورزم منتخب فرمالیا ہے۔" (مسٹر چھاگلہ کے نام: از پیش لفظ ص:۵)

عبارت کی بے ترتیبی اور تعبیر کی بدذوقی —— جو اس پورے گروہ کو اپنے گرو سے ورثہ میں ملی ہے ——— کے باوجود اسی طرح پیش کرنے پر ہم دیانتاً مجبور ہیں، قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔

(۲۷۳) نبی کریمؐ رب المشرقین والمغربین ہیں

ایک مختصر سا رسالہ "عظمتِ قرآن" کے نام سے دیندار انجمن آصف نگر نے شائع کیا ہے، اس میں چن بسویشور کے مضامین جمع کئے گئے ہیں، شروع رسالہ میں "انتساب" کے عنوان سے درج ذیل سطریں مرقوم ہیں:

"عاشقانِ رسول الثقلین، رب المشرقین والمغربین ﷺ جو رضائے الٰہی، انسانوں کی ہدایت ونجات، لقاء اللہ، عالمی امن واتحاد کے لیے اس کتاب کی اشاعت میں باہمی امداد کرنے والوں کے نام سے اس کتاب کا انتساب کیا جاتا ہے۔" (ص: الف)

ان سطروں میں صرفِ نظر اس کے کہ بالکل بے جوڑ سی عبارت ہے، یہ دکھانا مقصود ہے کہ دیندار انجمن والے لوگ نبی کریم ﷺ کو رسول الثقلین کے ساتھ "رب المشرقین والمغربین" بھی مانتے ہیں، جب کہ قرآن کریم میں یہ وصف حق تبارک وتعالیٰ کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ (دیکھئے سورۂ رحمٰن)

(۲۷۴) جگت گرو کی عجیب وغریب تعریف

موصوف کا دعویٰ چونکہ بروزِ محمد ہونے کا ہے، دوسری طرف خدا سے کم مرتبے پر رکنا بھی نہیں چاہتے، اس لیے ان کی فلاسفی یہ ہے کہ پہلے نبی کریم ﷺ کو خدائی صفات سے متصف کیا جائے، اس کے بعد اپنے کو ان کا پرتو، بروز، ظہور اور بعثتِ ثانی قرار دیا جائے۔ ایک ہندوانی پیشینگوئی کی مدد سے جگت گرو یعنی سرورِ عالم کی ـــــ حضور ﷺ کی یا اپنی ـــــ تعریف اس طرح ذکر کی ہے:

"رحمانی طاقتوں کا کامل (یا حامل) رحیمی صفتوں سے معمور، مالی اوصاف کا مظہر بنا ہوا، دائمی حیات والا، اپنے لطیف جسم کے ساتھ تمام عالم میں بھرا ہوا جگت گرو ہے۔"

(ص: ۷)

(۲۷۵) انجمن کا قیام حکمِ خداوندی سے ہوا

ایک رسالہ بنام "دستور العمل دیندار انجمن" ہے، اس کی ابتداء اس طرح کی گئی ہے:

"الحمد للہ بر بنائے رویا (مرئیہ) ۷/فروری ۱۹۲۴ء م ۱۳۴۳ھ "اے صدیق! تو ہی ہندوستان کے ایک سوا ایک ذات کا منتظر، موعود دیندار، چن بسویشور، امام الناس ہے"

تقدس مآب .....قبلہ نے موعودہ دعوی میں دیندار چن بسویشور (کا) علاقۂ کرناٹک ضلع دھارواڑ بشارتی مقام گدگ سے اشتہاراً اعلان فرمایا، جو تحریک دیندار انجمن کا تاریخی سنگِ بنیاد ہے۔" (ص:۱)

اس تحریک کا کاروبار چلانے کے لیے جو مجلس تشکیل دی گئی دستور کی صراحت کے مطابق وہ بھی منجانب اللہ ہے:

"اس مجلس کا قیام (جو) میری حالیہ سنٹرل جیل کے زمانہ میں ہوا ہے وہ منجانب اللہ ہے، اس کا ساختہ پرداختہ میرا ساختہ پرداختہ رہا، جس سے میں خوش ہوں۔" (ص:۴)

(۲۷۶) تحریک دیندار انجمن کا مقصد بھارت کو جنت بنانا ہے

"ف ۱: اس انجمن کا مقصد ہندوستان کی ایک سو ایک ذات کو تمام مذہبی کتابوں کی رو سے ایک کرنا ہے، یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جھگڑا چکا کر بھارت کو جنت نما بنانا ہے، اور ہر قوم کی مذہبی کتب میں مندرج بشارات وارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بین الاقوامی وعالم گیر مذہب مذہبِ اسلام (وشنوادھرم) ورلڈ پیس اوم شانتی اور ویشنو گروبانی اسلام کی تعلیمات کو احسن پیرائے میں پیش کرنا ہے۔ **لا طاعت لمخلوق فی معصیة الخالق۔**" (ص:۵)

(۲۷۷) انجمن کا دستور اور نگران

"ف ۲: اس دیندار انجمن کا دستور قرآن کریم ہے، ف ۳: اس انجمن کا نگران کار خلیفہ امام الناس ہوگا۔" (ص:۵)

(۲۷۸) انجمن کے مبلغین خود ہی امر ہیں

"ف ۳۰: اس انجمن کے مبلغین اسلام غیرتِ اسلام کے مجسم ہیں، یہ خود امر رہیں گے ان پر کسی کا امر نہیں چلے گا۔" (ص:۱۰)

(۲۷۹) اس دور کا مالک سری بھگوان کلکی اوتار ہے

گردوارہ ننکانا صاحب پر جمع سکھ یاتریوں سے خطاب بہ عنوان ''دعوتِ اسلام'' میں حقیقی امن کا وسیلہ اوتاروں اور رشیوں وغیرہ کی اتباع کو قرار دینے کے بعد کلکی اوتار کو اس دور کا مالک بتلایا گیا ہے۔

''حقیقی شانتی اسی میں ہے کہ اوتاروں یا رشیوں، منیوں (اور) سادھوؤں کے بتائے ہوئے احکام پر عمل ہو، میلہ تو صرف ایک یادگار ہے، یہ دور کلیوگ کا ہے، اس دور کا مالک سری بھگوان کلکی اوتار ہے، اس کو نام، روپ، کریا، جاتی، نیتی، کلا، گوتر کا بھید بھاون نہیں، جیسا کہ شنکراچاریہ نے کہا ہے۔ ذات پات، خاندان، قبلہ کی تفریق سے میں پاک ہوں، ملک، لباس، زبان کے تعصّبات سے میرا کوئی واسطہ نہیں'' (دعوتِ اسلام ص:۷)

(۲۸۰) نبی کریمؐ وشنو کا دسواں اوتار تھے

''کوئی وجہ نہیں کہ وشنو کا دسواں اوتار جس کو شاستروں میں کلیوگ میں پرگٹ ہونے والے کلکی اوتار کا نام دیا گیا ہے۔ شالمل دیپ (عربستان) میں سومتی (آمنہ) اور وشنو بھگت (عبداللہ) کے گھر میں جلوہ گر نہ ہو۔'' (ایضاً ص:۸)

ان کے ہاں کلکی اوتار سے نبی کریمؐ، سومتی سے حضرت آمنہ اور وشنو بھگت سے حضرت عبداللہ مراد ہوتے ہیں۔

باب ششم

تصویری جھلکیاں!

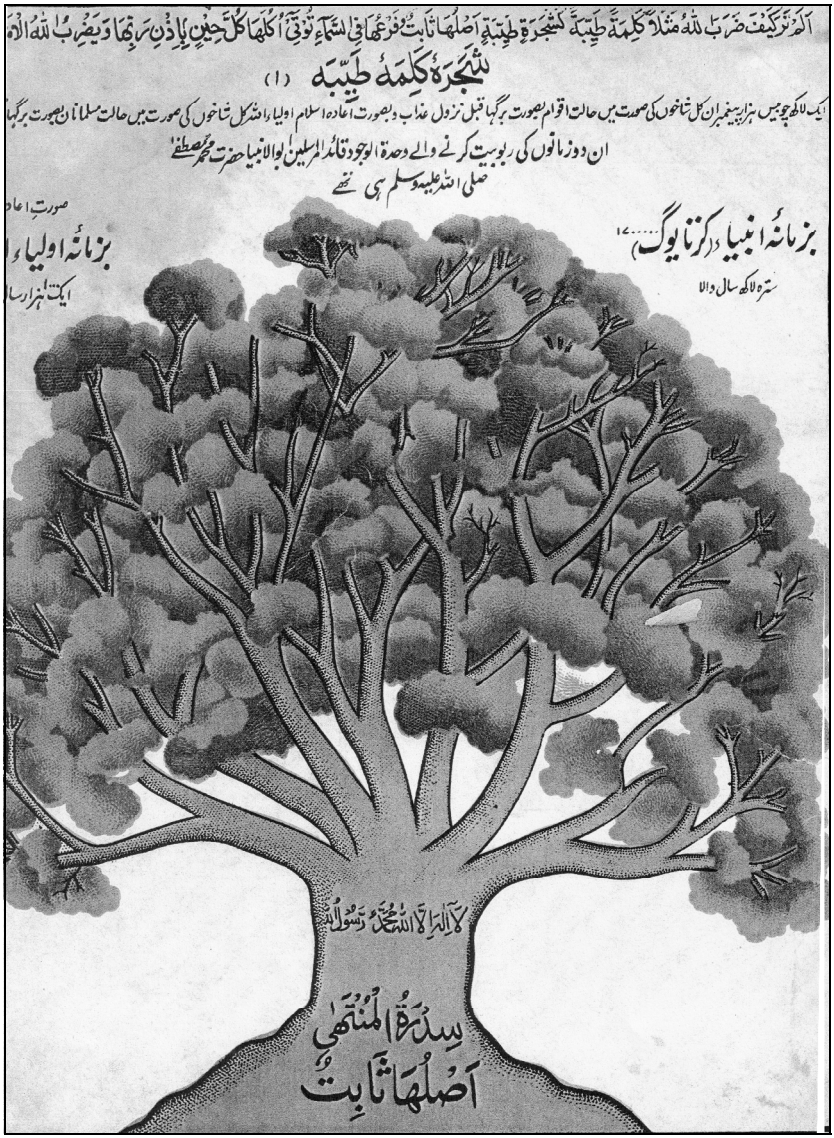

شجرۂ ایمان جس کا ایک پتہ بھی جھڑا ہوا نہیں ہے، پچھلے انبیاء اور ان کے اقوام کی نزولِ عذاب سے قبل کی اور اعادۂ اسلام یعنی چن بسویشور کی صورتحال بتلا رہا ہے کہ مضبوط و شاداب ہے۔

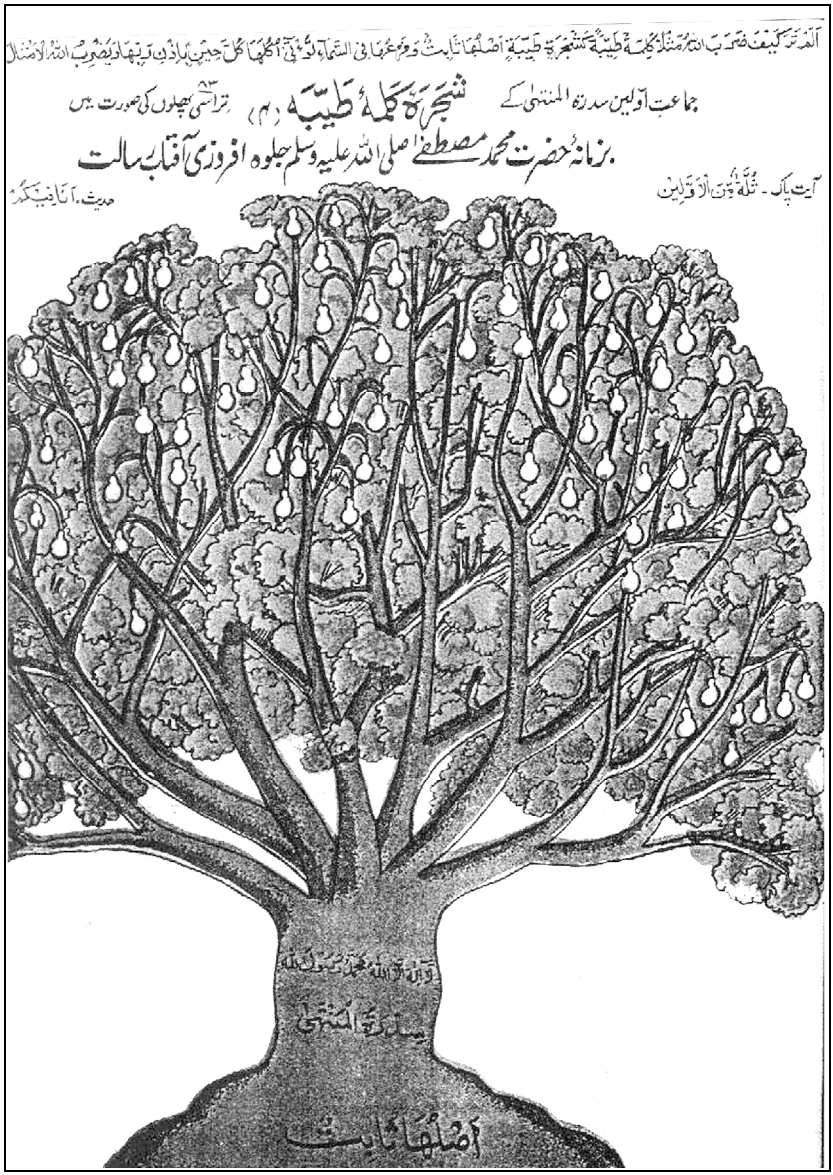

شجرۂ ایمان جس کا ایک پتہ بھی جھڑا ہوا نہیں ہے، مزید یہ کہ تراسی پھلوں سے بھی لدا ہوا ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی صورتحال پیش کر رہا ہے۔

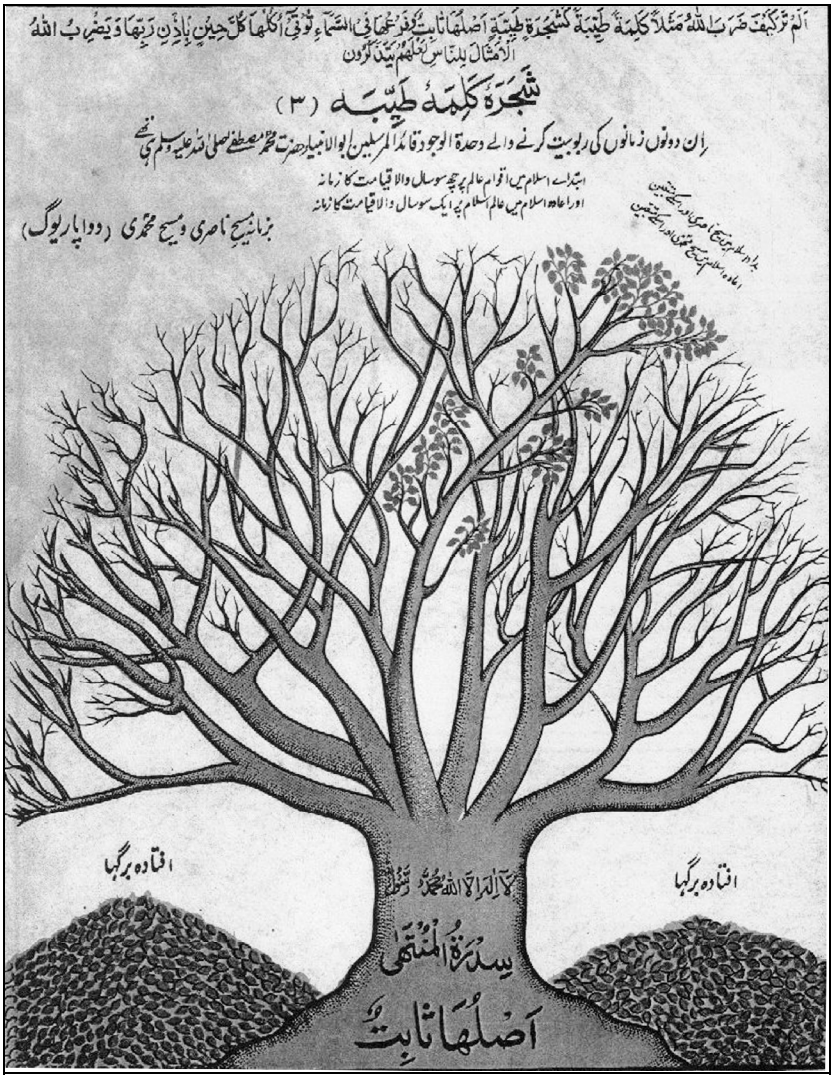

شجرۂ ایمان جس پر پھل تو دور کی بات ہے، اس کے اکثر پتے بھی جھڑے ہوئے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا بشیر الدین قادیانی کے زمانہ کی صورتحال پیش کر رہا ہے کہ قوم تو نابود ہو گئی مگر ان دونوں کے کچھ اثرات رہ گئے، جو ایک شاخ پر چند پتوں کی صورت میں نظر آ رہے ہیں۔

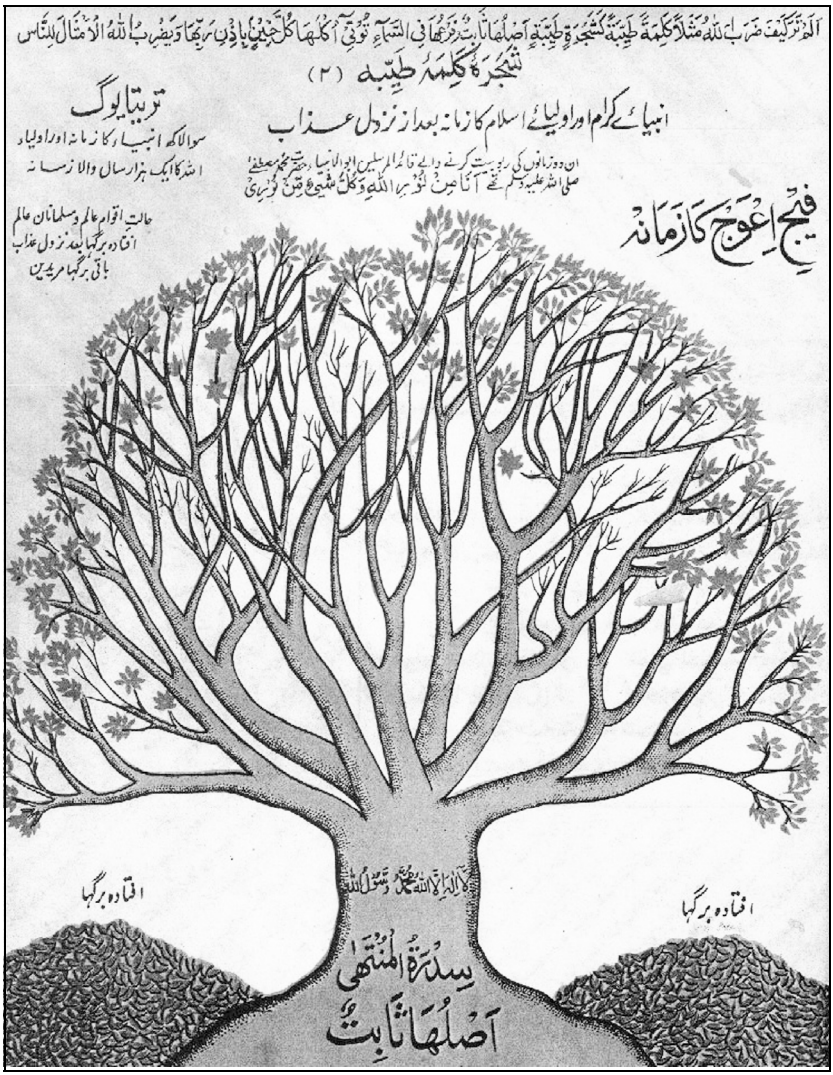

شجرۂ ایمان جس کے بے شمار پتے جھڑ گئے ہیں اور جو لگے ہوئے ہیں وہ بالکل چھوٹے چھوٹے سے ہیں، عہدِ صحابہ اور عہدِ چن بسویشوری کے درمیانی ایک ہزار سال کے علماء وعوام کی زبوں حالی کی تصویر پیش کر رہا ہے۔

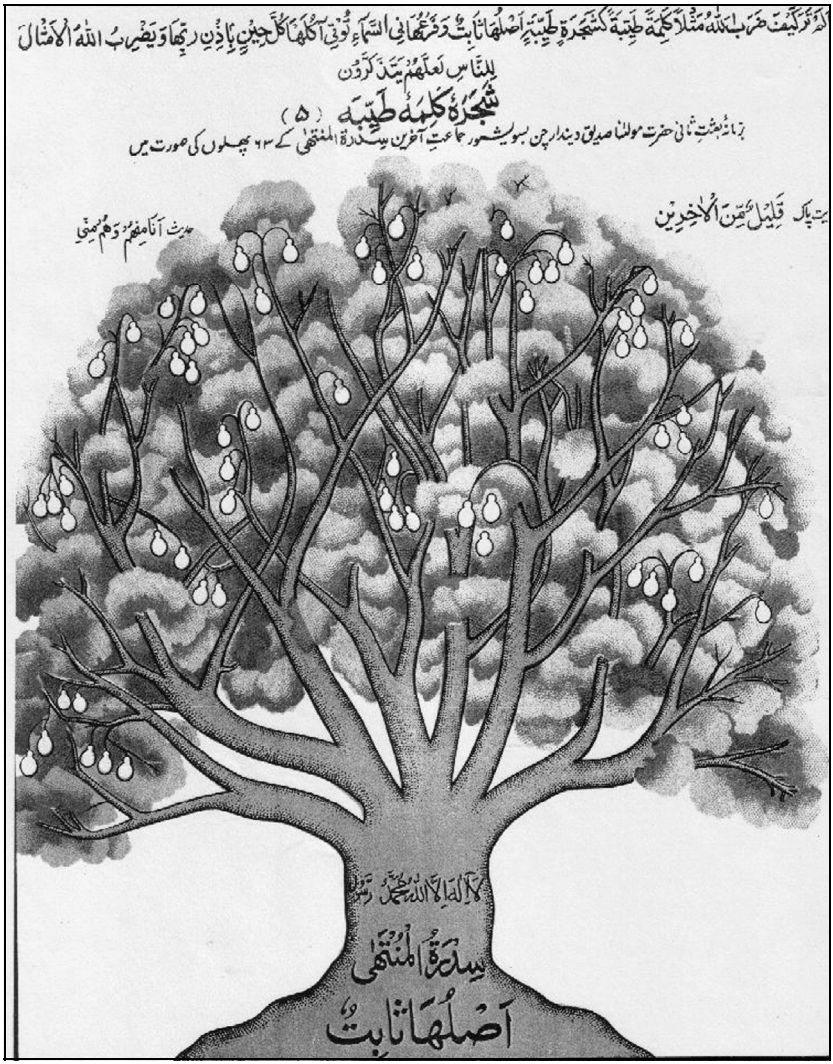

شجرۂ ایمان جو بہت مضبوط اور برگ وبار سے لدا ہوا ہے، چن بسویشور کے دور کی صورتحال بتلا رہا ہے کہ اعادۂ اسلام کے اس دور میں شجرۂ ایمان بالکل اسی طرح تروتازہ اور مثمر ہے جیسے بدءِ اسلام یعنی صحابہ کرام کے زمانہ میں تھا۔ صرف پھلوں کی تعداد میں تقلیل ہے۔

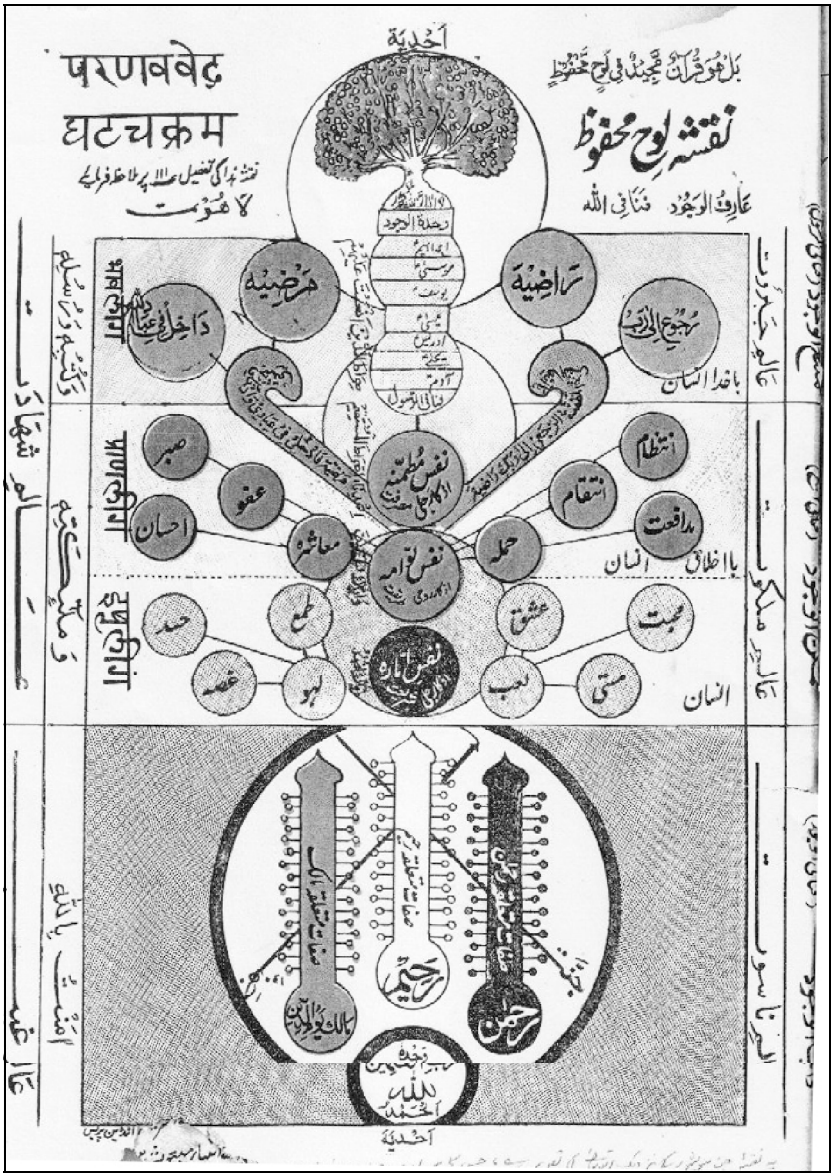

یہ نقشہ چن بسویشور کے نزدیک لوح محفوظ کی تصویر ہے، جس کا سر اور بھید حضرت انسان ہے۔ یہاں یہ بت تحریر کی کثرت سے صاف نظر نہیں آ رہا ہے، اگلے صفحے پر یہی نقشہ شکل انسانی میں زیادہ واضح ہے۔

کریں اور اسکے داخلی اور خارجی پہلوؤں کا علیٰ وجہ البصیرت مطالعہ کریں۔

فطرت اللہ کے داخلی اور خارجی پہلو

قرآن حکیم فطرت اللہ کا بیان ہے اور فطرت اللہ فطرت انسانی کا ہی نشار ہے پس اگر فطرت انسانی کو کما حقہ سمجھ لیا جائے تو قرآن حدیث کا سمجھنا ایسا آسان ہے جیسے انسان آپس کی بات چیت بلا تکلف سمجھتا ہے۔ فوربك انه لحق مثل ما انکم تنطقون۔ فطرت انسانی کے چار سطح ہیں ان سے دو کا منہ تو داخلی ہے اور دو کا خارجی۔ داخلی رخ فطرت اللہ کا باطنی پہلو ہے اور خارجی رُخ فطرت اللہ کا پہلو ادنیٰ اور یہ دونوں رُخ ایک ہی ہستی اور وجود کی طرف اشارہ کرتے ہیں جسکو فاطر السموٰت والارض اور رب العلمین کہا جاتا ہے داخلی اور خارجی رُخ اپنے ظہور و کون کی جہت سے کائنات میں جسم انسانی میں آکر ختم ہوتے ہیں اس بیان کو نقشہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

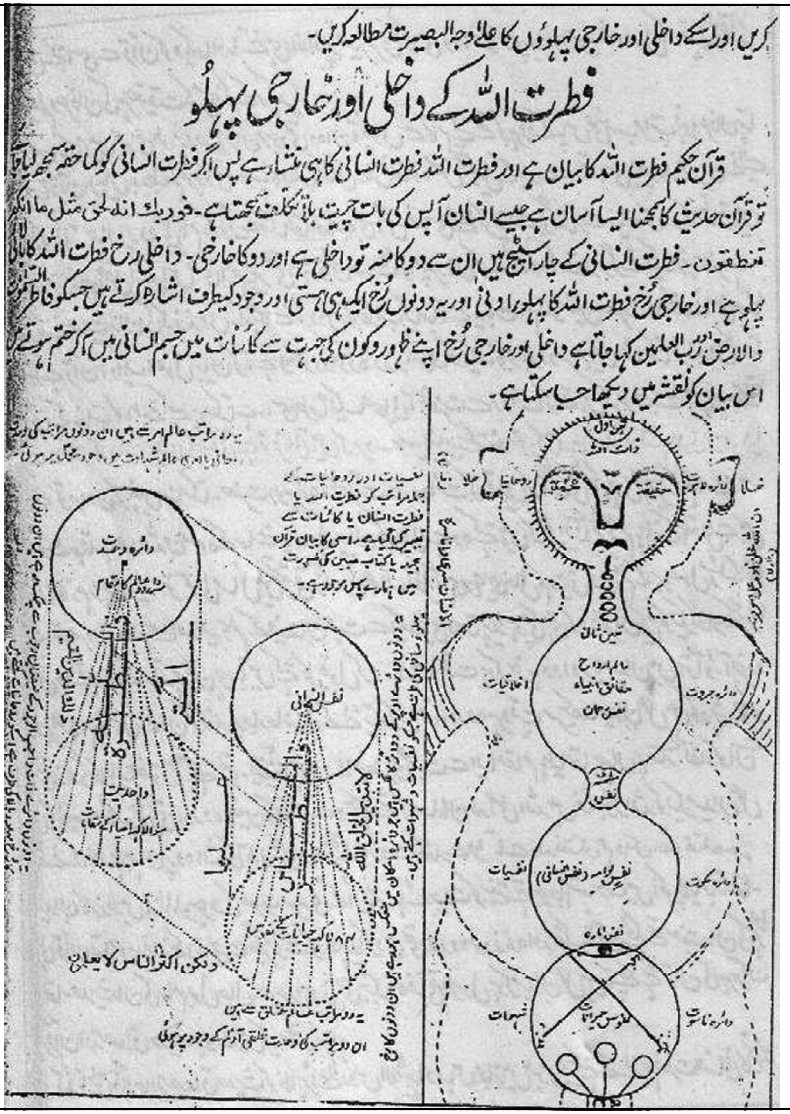

پچھلے صفحے پر جو تفصیلات بتلائی گئی ہیں وہ شکل انسانی میں اس طرح ڈھل گئی ہیں، انسان کے سرّ اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پروردگار کی شکل بھی وہی ہے جو انسان کی ہے، غیرت پر جبر کر کے یہ بھی غور کر لیجئے کہ ناف کے نیچے شرم گاہ کی جگہ جنت دوزخ دکھائی گئی ہے اور اس کے نیچے لفظ ''اللہ'' دکھایا گیا ہے۔ ؎ ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہئے!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کے وقت جب کہ ساری دنیا پڑی سو رہی تھی، چن بسویشور کیمرہ لئے سواریٔ رسول کی فوٹو کھینچ رہے تھے۔ چن بسویشور کا عقیدہ ہے کہ جبرئیل جو "براق" نام کی سواری لے کر آئے تھے وہ نو ہندو اوتاروں کی سواریوں کا مجموعہ تھا۔

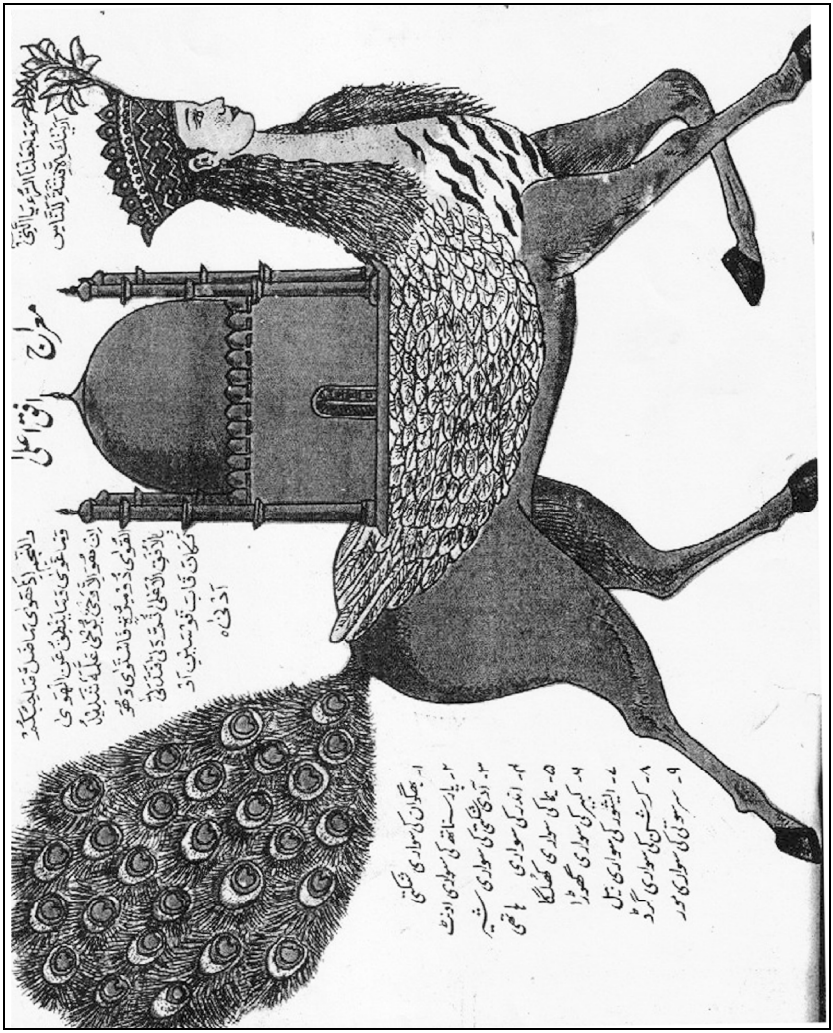

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملأِ اعلیٰ کی سیر پر تشریف لے جا رہے تھے تب بھی دیندار انجمن کے رپورٹرز کیمروں کے ساتھ آپ کا تعاقب کر رہے تھے۔ بے ضمیری کی حد ہوگئی کہ تصویروں پر آیاتِ قرآنیہ لکھتے ہوئے کچھ بھی شرم نہ آئی!

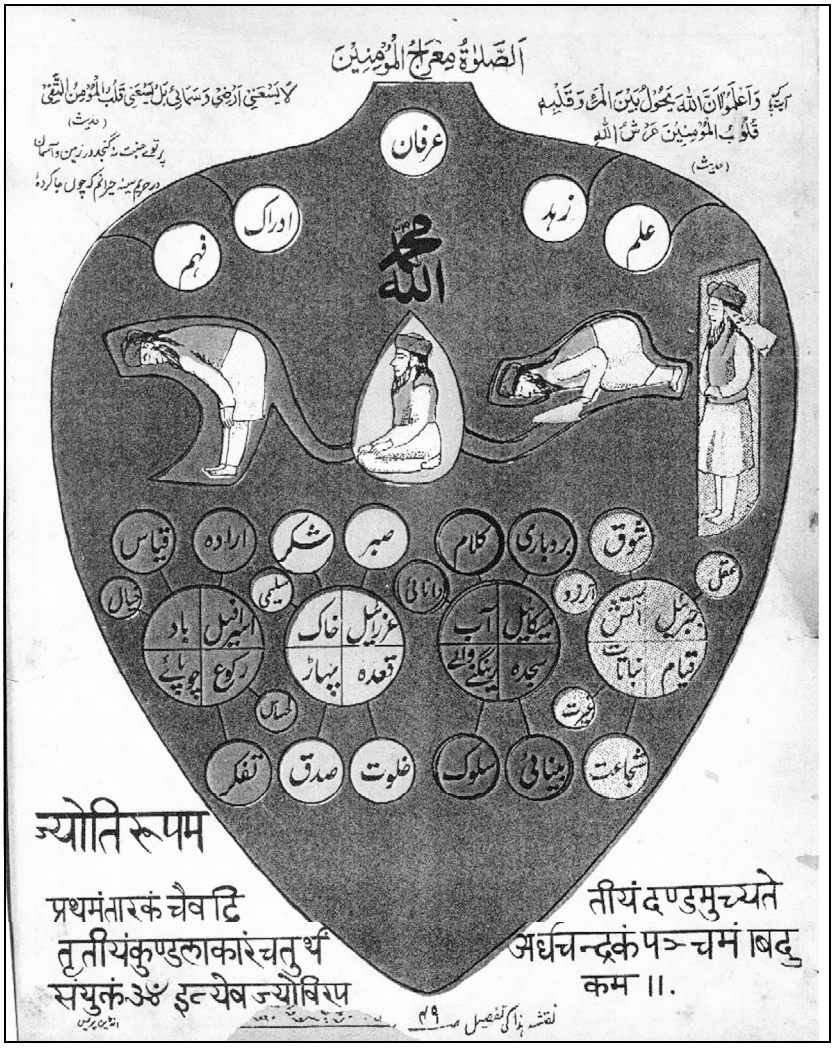

قلبِ انسانی کی باطنی کیفیت کا یہ چن بسویشوری تخیل دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے، یہ بھی محل نظر ہے کہ موصوف کی نماز میں پہلے قیام پھر سجدہ پھر قعدہ پھر رکوع ہے، کیونکہ کسی ہندو اوتار نے نماز کی یہی ترتیب بتلائی تھی۔

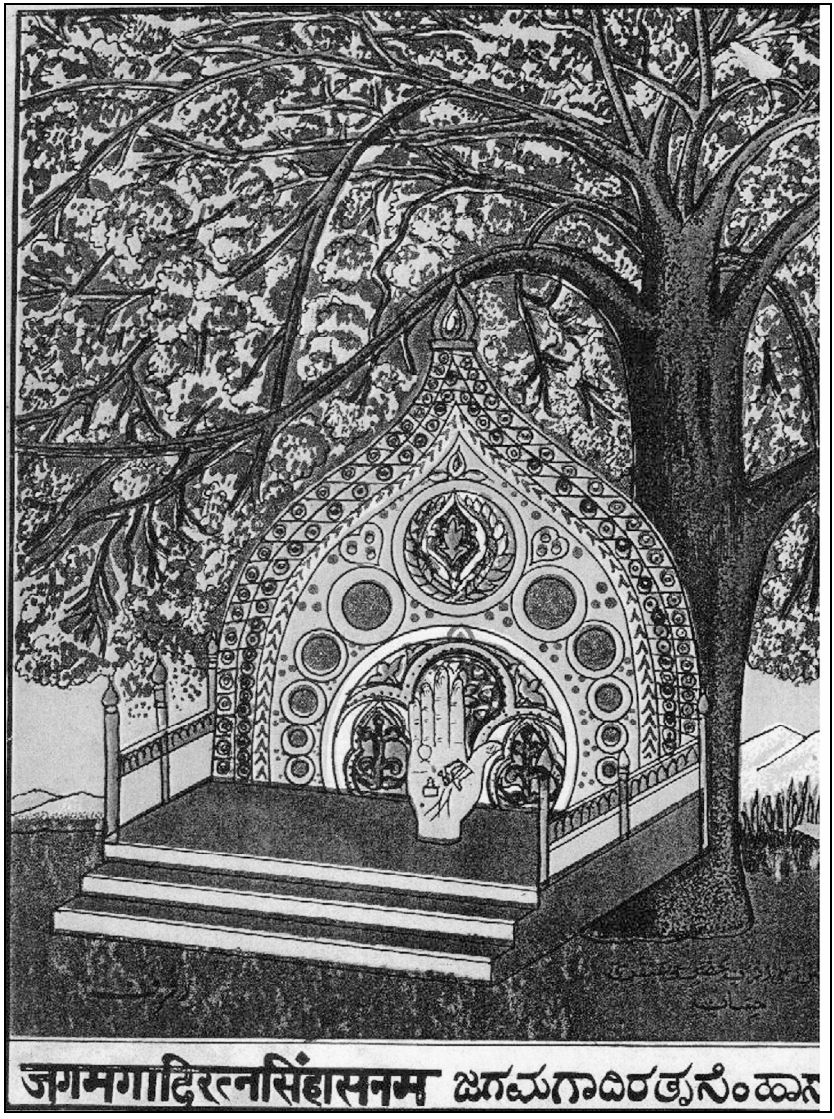

چن بسویشوریت شرکِ خالص کے روپ میں! یہ ہاتھ چن بسویشور کا ہے، جس کی ہتھیلی پر بنے گاؤ ماتا کی علامت عالم کو جگمگا رہی ہے۔ موصوف کے خیال میں یہ مسند "رفرف" کی تصویر ہے۔

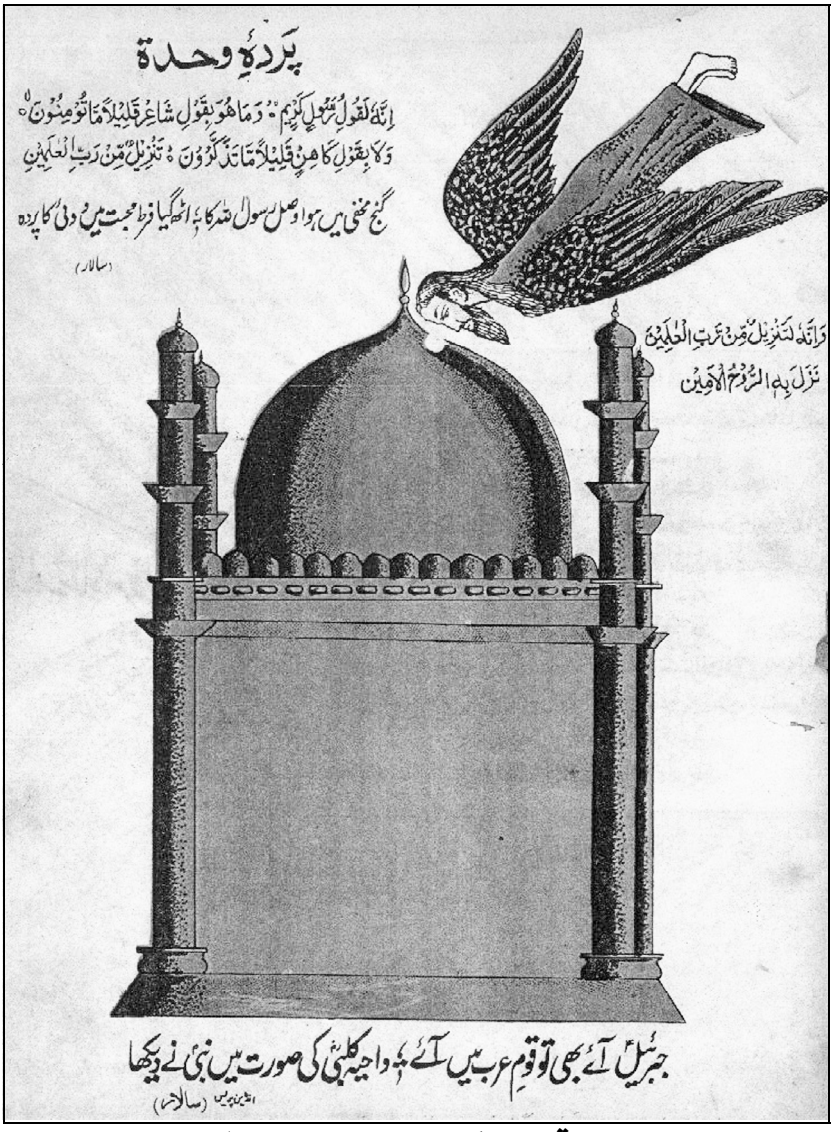

یہ چار مینار کا ماڈل موصوف کے تخیل میں گنجِ مخفی ہے، اسی میں سے وحی نکلتی ہے، جبرئیلؑ جھانک کے دیکھتے ہیں تو وہی ہستی وحی دیتے وقت اس گنجِ مخفی میں ہوتی ہے جو وحی لیتے وقت مدینہ میں موجود رہتی ہے، پھر وہی ہستی اعادۂ اسلام کے وقت آصف نگر میں تاریکی افروز ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ.**

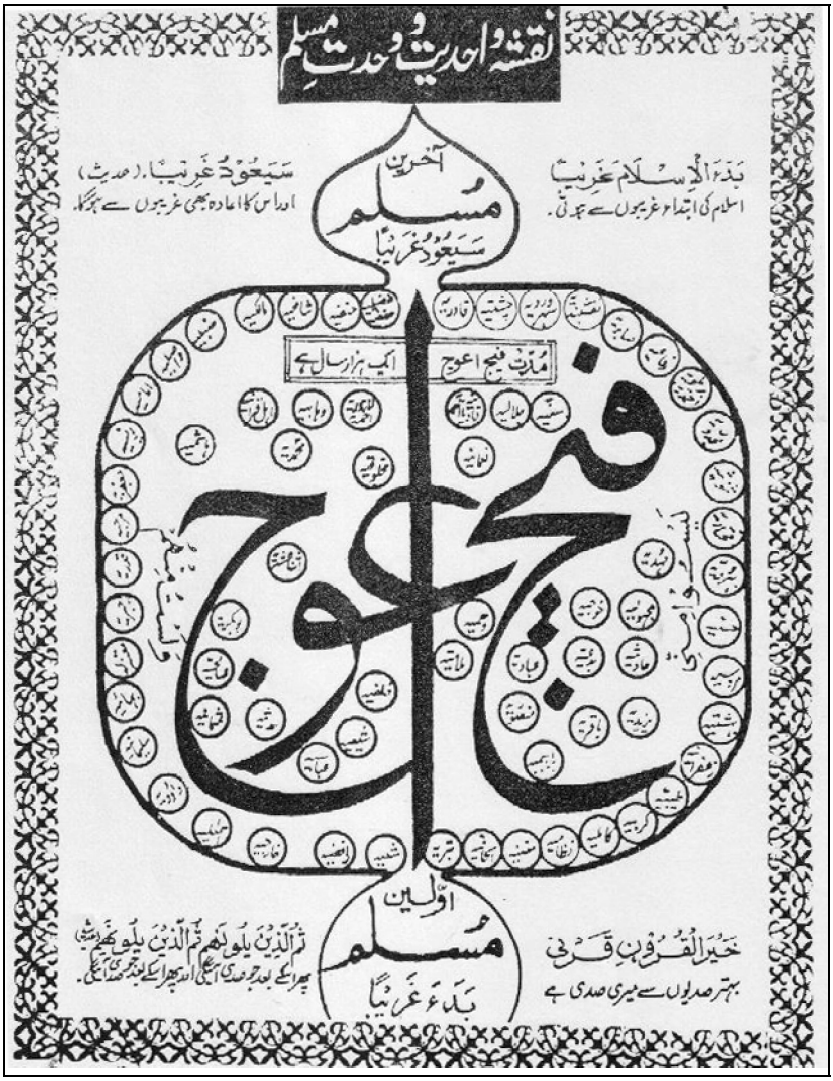

اس نقشہ میں بداءتِ اسلام اور اعادۂ اسلام کا تخیل پیش کیا گیا ہے، زمانۂ نبوت اور زمانۂ چن بسویشور خیر القرون تھا۔ درمیان کا ہزار سالہ دور فیجِ اعوج کہلایا، جس کے دوران امت کے جتنے مکاتبِ فکر ہوئے ہیں وہ سب کے سب بدترین زمانہ والے ہیں، نہ ان کی نبی سے کوئی نسبت ہے نہ نبی کو ان سے کوئی نسبت!

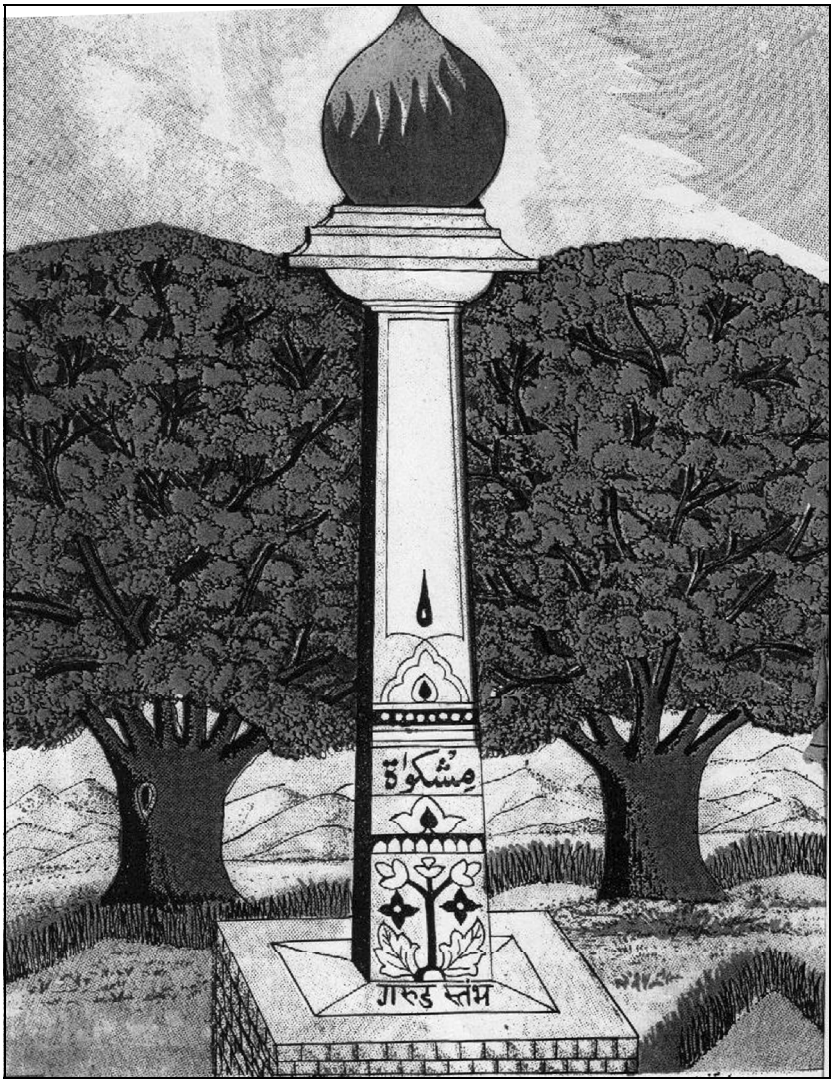

قرآن کریم کی آیت اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ الاٰیۃ میں جس ''مشکوٰۃ'' کا ذکر ہے اس کی تمثیل چن بسویشور نے تیار کی ہے، یہ مشکوٰۃ صرف عہدِ رسالت اور عہدِ چن بسویشور میں شجرۂ ایمان کو منور کر رہا ہے۔ موصوف کا خیال ہے کہ تمام مندروں کے صحن میں جو اس شکل کا ستون بنام ''استھان'' کھڑا رہتا ہے وہ اسی مشکوٰۃ کی یادگار ہے۔

ہندوستان کا ایک نقشہ جس میں مختلف اقوام کو اپنے عقیدہ کے مطابق مختلف جانوروں کی شکل میں اور چین بسویشور کو بندوق کے ذریعہ ان اقوام کو نشانہ بناتے ہوئے دکھا گیا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ حاشیہ پر انگریزوں کی منھ بھر تعریف کی گئی ہے، آیاتِ قرآنیہ اور تصویروں کا خلط ملط بھی ان لوگوں کی بدذوقی کی واضح دلیل ہے۔

باب ہفتم

دعوتِ رجوع وتوبہ!

دعوتِ رجوع وتوبہ

بخدمت برادر عمران[1] پردیسی ودیگر چن بسویشوری صاحبان

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

آپ نے گذشتہ صفحات میں اپنے گروسری چن بسویشور – عَـامَـلَـهُ اللّٰهُ بِمَـا هُوَ اَهْـلُهُ – کی بے سروپا باتیں، دعوئے ماموریت، محمدیت اور الوہیت کو ملاحظہ کرلیا، ان میں سے ایک آدھ گستاخی بھی آدمی کو اسلام سے خارج کردینے اور کافر بنادینے کے لیے کافی ہے، چہ جائیکہ بیسیوں کفریات! آپ ذرا انصاف اور تدبر سے کام لینگے تو خود آپ کو سمجھ میں آجائے گا کہ موصوف کو اپنے بارے میں ماموریت کی جو خوش فہمی ہوگئی تھی اس کا تعلق القاءِ رحمانی سے کچھ نہ تھا محض اغوائے شیطانی کا نتیجہ تھا، اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہوگیا اور آپ کے پردہ فرمانے کے بعد وحیِ الٰہی کا سلسلہ بھی ہمیشہ کے لیے منقطع ہوگیا۔ اس کے بعد کوئی بھی شخص کسی نئی بات کی طرف بلائے اور یہ کہے کہ مجھے اس کا من جانب اللہ حکم دیا گیا ہے تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔ کیونکہ عقیدہ وایمان کی باتوں کے اثبات کے لیے تاویلات اور کھینچ تان سے کام نہیں چلتا۔ قطعی نصوص اور ان

[1] میری یہ کتاب ابھی طبع بھی نہیں ہوئی تھی، مراکزِ افتاء سے استفتاء کرنے کے لیے اس کو میں نے اپنی سائٹ پر ڈلوادیا تھا، کوئی صاحب موسوم بہ "عمران پردیسی" نے اس سے متأثر ہوکر ایک لیٹر بہ عنوان ''دعوتِ اصلاح وتوبہ'' ارسال کیا، اس مضمون میں بطورِ خاص انہی سے خطاب ہے۔ (م ع ق)

کے اجماعی مفہوم کا ہونا ضروری ہے۔

اہل اللہ اور اصحابِ قلب ونظر کبھی الہامات اور وارادات کی بنیاد پر جو دعوے فرماتے ہیں ان کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ فی نفسہٖ معتبر نہیں ہوتے، کتاب وسنت کی کسوٹی پر ان کا پرکھا جانا ضروریہے، اگر وہ باتیں کتاب وسنت کے مطابق ہوں تو خیر قبول کی جاسکتی ہیں اور انہیں بشارتِ غیبہ قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن اگر کتاب وسنت خلاف ہوں تو اسلام میں ہرگز ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، ختمِ نبوت کا اصلاً یہی حقیقی ثمرہ ہے۔

اس سلسلہ میں تفصیل جاننا ہو تو مقاصدِ شرع اور اصولِ دین پر لکھی گئی کتب ملاحظہ کی جاسکتی ہیں، مثلاً امام شاطبیؒ کی کتاب ''الموافقات جلد چہارم ص ۳۵۶ پر المسئلۃ العاشرۃ کا دیکھ لینا بھی کافی ہے۔

اس تفصیل کو سامنے رکھ کر ہر صاحبِ سمجھ غور کرسکتا ہے کہ موصوف چن بسویشور صاحب اور ان کے بعض متبعین نے ان کے مامور من اللہ، مظہرِ خدا، یوسفِ ثانی، بروزِ محمد ہونے وغیرہ اسی طرح اعادۂ اسلام جیسی باتوں کے جو دعوے کئے ہیں اور ان دعوؤں کے ثبوت میں بزعمِ خویش جو دلائل پیش کئے ہیں ان میں سے ویدوں اور پرانوں کا تو اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے، غیر مسلم اوتاروں کے اقوال بھی اسلام میں کوئی وزن نہیں رکھتے، لے دے کے جو چند آیات واحادیث ملتی ہیں افسوس کہ وہ بھی ان دعوؤں کی دلیل نہیں بن سکتے، اس لیے کہ آیات کا یہ نیا مفہوم اسلافِ کرام اور علماءِ اسلام کی تفسیرات کی روشنی میں بالکل اجنبی اور برخود غلط مفہوم ہے، اور احادیث تو تقریباً ضعیف وموضوع اختیار کی گئی ہیں، اور اگر کوئی حدیث معتبر بھی ہے تو مدلول ان کا بھی غیر معتبر ہے۔

آپ نے میری سائٹ پر ''سری چن بسویشور، اپنی تحریرات ونظریات کے آئینہ میں'' مطالعہ کرنے کے بعد فطری ردِعمل کے طور پر جو تحریر روانہ کی ہے اس کا بھی یہی حال ہے کہ

قرآن کریم کی "سورۂ مؤمن" اور "سورۂ زمر" کی آیات کا جو ترجمہ نقل کیا ہے ان کا نفسِ مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں، ہاں! اگر سری چن بسویشور کی مخالفت کی وجہ سے مجھے عذابِ الیم کی دھمکی بھی دی گئی ہے تو الگ بات ہے، یہ دھمکی اس وقت معتبر ہوتی جب کہ نعوذ باللہ میں کسی سچے مامور ومبعوث من اللہ کی مخالفت کرتا، میں تو اس شخص کی مخالفت کر رہا ہوں جس کی نجات امتی بنے رہنے میں تھی مگر اس نے بدقسمتی سے نبیوں کی برابری بلکہ برتری تک کا دعویٰ کر دیا ہے، جس کے غلط اور باطل ہونے کے لیے اتنا ہی کیا کم ہے کہ امت کے سوادِ اعظم ''اہل السنۃ والجماعت'' میں سے کسی مکتبِ فکر کے علماء نے اسے تسلیم نہیں کیا، سب کے نزدیک اس کے افکار کو قادیانیت ہی کی ایک بدلی ہوئی شکل سمجھا گیا، جب کہ حقیقت بھی یہی ہے!

ان آیاتِ شریفہ کے علاوہ آپ نے کچھ اصولی باتیں پیش کی ہیں مثلاً

۱) صدیق دیندار کے دعوئے چن بسویشور نے ہندوؤں میں زلزلہ برپا کر دیا۔ ۲) ہندوؤں کو بڑی حیرت ہوئی کہ ایک سید السادات مسلمان ہندوؤں کا موعودِ منتظر کیسے ہوسکتا ہے؟ ۳) ان کے تمام دعوے من جانب اللہ تھے۔ ۴) انہوں نے نشأۃِ ثانیہ اور نشأۃِ اخریٰ کے رموز کھولے۔ ۵) وہ اللہ تعالیٰ سے علم پاکر ہندوستان کے مسلمان ہونے کی بشارت دی۔ ۶) خلافت علیٰ منہاج النبوت کی راہ ہموار کی۔ ۷) اپنے کاموں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔ ۸) انہوں نے اپنی ان باتوں کی تبلیغ کے لیے ۳۰۰ سے زائد مبلغین تیار کئے، ۷۰۰ پنڈتوں کو مسلمان کیا وغیرہ۔

آپ ہی سوچئے کہ ان میں سے کونسی خصوصیت اسلامی تعلیمات سے تعلق رکھتی ہے؟ یہ عجیب منطق آپ کے بزرگوں کی بھی تھی اور آپ کی بھی ہے کہ ان کے دعویٰ کرنے کا حق تو کتاب وسنت کی روشنی میں ثابت نہیں کرتے، البتہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ رسول کی طرف سے

دعوے کرنے والے کی مخالفت وہی کرسکتا ہے جو فرعون ہامان قارون ہو! طرفہ تماشہ یہ کہ آپ کے نزدیک ایسے بے سند و بے دلیل مدعی کی مخالفت اصول قرآن کے بھی خلاف ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف بھی!! تو پھر جنابِ عالی! مرزا قادیانی ہی نے کیا قصور کیا تھا کہ وہ آپ لوگوں کی زبان وقلم سے اس قدر معتوب ہوگیا، وہ بھی تو سب من جانب اللہ کہنے کا دعویٰ کرتا تھا، آپ کا یہ طرزِ عمل ’اپنے کو آپ دوسرے کو تو‘‘ کہنے کی بدترین مثال ہے۔

اس لیے ہم آپ سے اور آپ کے ہم مذہب لوگوں سے بڑی دلسوزی اور دردمندی کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ اللہ کے واسطے ذرا علم وعقل سے کام لیجئے اور مذہبی تعصب سے بلند ہوکر ان دعوؤں کو کتاب وسنت اور اجماعِ امت کی کسوٹی پر پرکھئے، توبہ کرکے اہلِ اسلام میں شامل ہوکر مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ کی وعید سے بچ جایئے۔

ہماری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بصیرت عطا کرے کہ آپ خاتم النبیینؐ اور صحابہ کرامؓ کے علم اور کلام کی معرفت حاصل کرسکیں، تاکہ حق کا احقاق ہو، حق تعالیٰ قادرِ مطلق ہے، ہدایت کی سچی طلب لے کر جو اس کے حضور دست بدعا ہوتا اور اس کا بھیجا ہوا سیدھا راستہ اپنالیتا ہے تو اسے ضرور کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ.

والسلام آپ کا خیرخواہ

محمد عبدالقوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقائدِ اسلام[1]

یعنی وہ باتیں جن کو اسی طرح ماننا اور ان پر ایمان لانا ضروری ہے، ان کو مانے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوتا، ان میں سے کسی بھی بات کا انکار کرنے سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

❁ (۱) اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں (۲) بے مثال ہے، کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں (۳) بڑی طاقت والا ہے، کوئی اس کو عاجز نہیں کر سکتا (۴) ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا (۵) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (۶) زندہ ہے، ہر چیز کو تھامے ہوئے ہے (۷) ساری مخلوق کو اس نے پیدا کیا، اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا (۸) نہ اس کا باپ ہے نہ اولاد، نہ بیوی ہے نہ برابر والا نہ بڑا (۹) وہ کسی کا محتاج نہیں ہے، سب مخلوق اس کی محتاج ہے (۱۰) جو چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی چیز اس کے ارادے کے بغیر موجود نہیں ہو سکتی (۱۱) ہر چیز پر قادر ہے (۱۲) وہی زندگی دیتا ہے، وہی موت دیتا ہے، وہی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے گا (۱۳) وہی پیدا کرتا ہے، وہی روزی دیتا ہے (۱۴) اس کی تمام صفتیں اس کی ذات کی طرح ہمیشہ سے ہیں، ہمیشہ رہیں گی (۱۵) کائنات کی کوئی چیز اس سے ڈھکی چھپی نہیں ہے (۱۶) ہدایت و گمراہی اسی کے قبضہ میں ہے (۱۷) اس کی تقدیر کے مطابق تمام کام انجام پاتے ہیں (۱۸) اس کے فیصلوں کو نہ کوئی ٹال سکتا ہے، نہ رد کر سکتا ہے (۱۹) کوئی اس کے اوپر غالب نہیں ہو سکتا (۲۰) بندوں کو اس کا سزا دینا عدل کی وجہ سے ہے، معاف کر دینا فضل ہے (۲۱) انسان کا تصور اور اس کی سمجھ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو پا نہیں سکتی (۲۲) اس کی ذات سے متعلق سننے، دیکھنے، پکڑنے، چلنے جیسے افعال اور چہرہ، ہاتھ، پنڈلی جیسے اعضاء اور لوح و قلم عرش و کرسی جیسے اسماء قرآن و حدیث میں آئے ہیں

[1] تمام عقائد؛ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کی معروف اور معتبر ترین کتاب "العقیدۃ الطحاوی" سے ماخوذ ہیں۔ عوام کے فہم کی رعایت کرتے ہوئے علمی اصطلاحات سے گریز کیا گیا ہے۔ (م ع ق)

ہم ان کی کیفیت کا تصور کئے بغیر ان پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں، نہ الفاظ کا انکار کرتے ہیں، نہ اس کے معنیٰ کا، اور نہ اس معنیٰ کی ظاہری کیفیت کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

❁ (۲) فرشتوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) اللہ تعالیٰ نے ان کو نور سے پیدا کر کے مختلف کاموں پر مقرر فرمایا ہے (۲) وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں (۳) نہ مرد ہیں نہ عورت نہ ان کے ماں باپ اور اولاد ہوتے ہیں (۴) وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرتے ہیں، نافرمانی بالکل نہیں کرتے، جس کام پر لگا دیا گیا ہے اس میں لگے رہتے ہیں (۵) ان میں سے چار فرشتے بہت مشہور و معتبر ہیں: حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت) حضرت اسرافیل علیہ السلام۔

❁ (۳) قرآن مجید کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی کتاب ہے (۲) حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سے ظاہر ہوا ہے (۳) اس کے ظاہر ہونے کی کیفیت نہ ہم جان سکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی تصور کر سکتے ہیں (۴) اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اپنے نبی ﷺ پر نازل فرمایا ہے (۵) قرآن کریم مخلوق نہیں ہے، کیوں کہ وہ صفتِ الٰہی ہے (۶) اس کا کچھ حصہ متشابہات کہلاتا ہے، اس کے معنیٰ کو ہم اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں (۷) اس کے ایک ایک حرف کی حفاظت اللہ کے ذمہ ہے، بغیر کسی قسم کی تحریف کے جس طرح نازل ہوا تھا اسی طرح ہم تک پہنچا ہے (۸) اس کے تمام احکام برحق ہیں (۹) اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پچھلی کتابوں کے احکام منسوخ ہو چکے (۱۰) قیامت تک صرف قرآن کریم ہی واجب الاطاعت ہے۔

❁ (۴) پچھلی کتابوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ سے پہلے بھی بعض پیغمبروں کو کتابیں دی ہیں (۲) وہ کتابیں بالکل برحق ہیں لیکن آج اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہیں (۳) ان میں لوگوں نے اپنی طرف سے تحریف اور تبدیلی کر دی ہے (۴) ان میں سے مشہور تورات، زبور، انجیل ہیں (۵) ان کے احکام اپنے اپنے زمانہ میں واجب العمل تھے (۶) ہم ان سب پر مجموعی طور سے ایمان لاتے ہیں۔

❁ (۵) پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) ہمارے نبی سے قبل حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سے پیغمبر

تشریف لائے، ان میں بعض نبی ہیں بعض رسول ہیں (۲) ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں (۳) وہ سب کے سب برحق اور سچے ہیں، ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے (۴) قرآن وحدیث میں ان کے نام آئے ہیں، ان پر نام کے ساتھ اور باقی سب پیغمبروں پر مجموعی طور سے ہم ایمان لاتے ہیں، کسی کا انکار نہیں کرتے (۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خصوصی گفتگو کا موقعہ عطا فرمایا۔

❁ (۶) حضرت نبی کریم ﷺ کے بارے ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) وہ اللہ کے خاص بندے ہیں (۲) اور اس کے رسول ہیں، ان کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں ہے، اگر کوئی آپؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ مکار اور جھوٹا ہے (۳) نیک لوگوں کے امام ہیں (۴) تمام انبیاء ومرسلین کے سردار ہیں (۵) اللہ کے محبوب اور خلیل ہیں (۶) تمام انسانوں اور جنات کی طرف سے قیامت تک کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں (۷) اللہ کے بعد اس کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں (۸) اللہ نے ان کو جاگتے میں جسم وجان کے ساتھ ایک ہی رات میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک وہاں سے ساتوں آسمانوں اور جہاں تک منظور ہوا پہونچایا اور جنت ودوزخ اور بہت سی اپنی نشانیوں کی سیر کرائی، اس کو "معراج" کہتے ہیں (۹) اللہ نے ان کے ہاتھوں اس کے علاوہ بہت سی ایسی باتیں ظاہر کرائیں جو اور مخلوق سے ظاہر نہیں ہوسکتی، انھیں "معجزات" کہتے ہیں، سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے (۱۰) ان کو قیامت کے دن اپنی امت کی سیرابی کے لئے حوض کوثر عطا کیا گیا ہے (۱۱) انھیں اپنی امت کی شفاعت کا اللہ نے خاص مقام عطا فرمایا ہے (۱۲) ان پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا اللہ نے تمام پچھلے پیغمبروں سے عہد لیا تھا (۱۳) ان کے صریح احکام کو ماننا اور ان کی اطاعت کرنا امت پر فرض ہے۔

❁ (۷) قیامت اور آخرت کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) قیامت کا قائم ہونا یقینی ہے (۲) اس کا صحیح وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم ہے (۳) موت کے وقت فرشتوں کا آنا، روح قبض کرنا، برزخ میں بندے سے نکیرین کا سوال کرنا، اسی طرح قبر میں راحت یا عذاب کا ہونا یقینی ہے (۴) مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا، حساب وکتاب کا لیا جانا، اعمال کا تولا جانا، پل صراط پر سے گذارا جانا وغیرہ تمام خبریں سچی ہیں اور یقیناً ہونے والی ہیں (۵) جنت اور اس کی بے مثال نعمتیں اسی طرح دوزخ اور اس کے بے پناہ عذابات بالکل برحق ہیں اور جنت ودوزخ کبھی نہ ختم ہونے والے ہیں (۶) جنتیوں کے لئے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا دیدار برحق ہے

(۷) قیامت سے قبل دجال کا نکلنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، حضرت مہدی علیہ السلام کا ظاہر ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا اور پورے عالم میں فساد مچانا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ، جو صحیح خبریں ہم تک پہنچی ہیں ہم ان سب کو سچا اور برحق مانتے ہیں۔

❁ (۸) تقدیر کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا کرنے سے بہت پہلے ان کے بارے میں سب کچھ طے کر دیا ہے، اس کو تقدیر کہتے ہیں (۲) اس کی صحیح کیفیت اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم (۳) تقدیر اور قضائے الٰہی میں کسی شخص کا کوئی دخل نہیں، نہ کسی فرشتہ کا دخل ہے (۴) نہ کوئی شخص تقدیر میں تبدیلی کر سکتا ہے، نہ ٹال سکتا ہے، نہ رَد کر سکتا ہے (۵) جو چیز اچھی یا بری وجود میں آتی ہے وہ اسی طرح ہونے والی تھی، خواہ کچھ بھی کیا جاتا اور جو چیز وجود میں نہیں آئی وہ کسی طرح نہیں موجود ہو سکتی تھی (۶) تقدیر کی حقیقت میں غور کرنا ہمارے بس کی بات نہیں، کیوں کہ جو اس کی گہرائی میں جانا چاہتا ہے اس کے نصیب میں سوائے محرومی اور شرمندگی کے کچھ نہیں آتا، ہم اجمالی طور پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح اللہ کے علم میں اس کی حقیقت ہے۔

❁ (۹) صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) وہ سب کے سب نبی کریم ﷺ کے سچے جانثار و فرماں بردار تھے، آپ ﷺ کی زندگی میں بھی اور آپ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی (۲) انھوں نے ہر طرح آپ کی اور آپ کے دین کی نصرت واطاعت کی (۳) ان لوگوں کو آپؐ کی ذات سے مثالی عقیدت ومحبت تھی (۴) ان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہمیشہ کے لئے راضی ہو گئے (۵) ہم ان کی محبت کو ایمان کا جز سمجھتے ہیں اور ان سے دشمنی کو نفاق کی علامت جانتے ہیں (۶) ان کے اتفاق رائے کو قبول کرتے ہیں اور ان کے آپسی اختلاف کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں، اس لئے کہ ان اختلافات کے علم کے باوجود اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا ہے (۷) ان میں سب سے افضل عشرۂ مبشرہ اور ان میں سب سے افضل خلفائے راشدین ہیں، خلفائے راشدین میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ، پھر حضرت علیؓ مرتضیٰ (۸) ان میں سے کسی پر بھی عیب لگانا ان کی برائی کرنا بڑے گناہ کی بات ہے، خاص طور سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی شان میں گستاخی کفر کا سبب ہے۔

❁ (۱۰) اولیاء فقہاء اور محدثین وسلف صالحین کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) وہ سب نیک لوگ اور دین کے مخلص کارگذار تھے (۲) ہم ان کے دین اور دیانت پر اعتماد

کرتے ہیں (۳) ان کی تحقیقات کو اصول کی روشنی میں قبول کرتے ہیں (۴) ان کی خلافِ شرع بات علم میں آئے تو ان کے اکثر حالات اچھے ہونے کی وجہ سے ایسی باتوں کی بہتر تاویل کرتے ہیں یا پھر ان میں انھیں ان کو معذور سمجھتے ہیں (۵) ان کی برائی اور ان کی شان میں گستاخی کو معیوب جانتے ہیں (۶) ان کی کرامات کو حق مانتے ہیں (۷) ان کا مرتبہ انبیاء اور صحابہ کے مرتبہ سے کم ہے، خواہ وہ کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جائیں (۸) ان سے غلطی اور خطا کا صدور ہوسکتا ہے، کیوں کہ وہ معصوم نہیں ہیں (۹) ہم ان کا ذکر بہتری اور خیر کے ساتھ کرتے ہیں (۱۰) کوئی ولی نبی کی اتباع کے بغیر ولی نہیں ہوسکتا (۱۱) کوئی ولی شریعت کے احکام کی پابندی سے آزاد نہیں ہوتا۔

❁ (۱۱) اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) قیامت تک دنیا میں اسلام ہی سچا مذہب اور برحق دین ہے، اس کے علاوہ کوئی اور دین اللہ تعالیٰ کے پاس قبول نہیں ہے (۲) سب مسلمان اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا مولیٰ ہے (۳) بلاحق شرعی کے مسلمانوں کے خلاف اسلحہ اٹھانا اور ان سے قتال کرنا حرام ہے (۴) مسلمان اگر ایمان پر مرجائے تو اس کا بڑا سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے معاف ہوسکتا ہے (۵) مسلمان اگر اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا تو یہ جانا عارضی ہوگا، اپنے گناہ کی سزا بھگتنے کے بعد نکال کر جنت میں بھیج دیا جائے گا (۶) گناہ کرنے سے مسلمان کافر نہیں ہوجاتا (۷) جب تک کوئی کفر کی بات صراحتاً ثابت نہ ہو کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کی جاسکتی (۸) ہر مسلمان کے پیچھے خواہ وہ نیک ہو یا بدنماز صحیح ہوجاتی ہے (۹) مسلمان حاکموں کو بددعا کرنا ان کے خلاف بغاوت کرنا صحیح نہیں ہے، جب تک کہ وہ کسی گناہ کا حکم نہ دیں ان کی اطاعت ضروری ہے (۱۰) امیر المؤمنین کی سرپرستی میں حج اور جہاد کا حکم قیامت تک قائم ہے، اس کی فرضیت کو کوئی شخص منسوخ نہیں کرسکتا۔

❁ (۱۲) اہل سنت والجماعت کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ.....

(۱) مسلمانوں کی جو جماعت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ پر ہو وہی درستی اور حق پر ہے اور نجات پانے والی ہے۔ (۲) کتاب وسنت اور اجماعِ امت سے ہٹ کر جو نظریات وخیالات پائے جاتے ہیں، وہ سب برخود غلط اور ناقابلِ قبول ہیں۔ (۳) مذکورہ بالا عقائد اہلِ سنت والجماعت کے اجماعی عقیدے ہیں، ان کی مخالفت اہل سنت والجماعت سے خارج ہونے کی علامت ہے۔

(اے اللہ! ہم کو ان عقائدِ حقہ پر قائم رکھئے اور اسی پر ہمیں موت عطا فرمائیے۔ آمین)